جامعات المدینہ اور تنظیم المدارس کے نصاب میں داخل
علمِ میراث کی مشہور کتاب سراجی کی آسان تشریح

بنام

خلیل الوراثت

﴿آسان حلِّ سراجی﴾

﴿شائقینِ مطالعہ کے لئے فتاوی جات سے تلاش کر کے آخر میں مسائل کی ایک فہرست بھی دی ہے﴾

مرتب

ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ

باہتمام

محمد اقبال عطاری مدنی عفی عنہ

الغنی پبلشرز

کراچی، بھاول پور 0334-3463826

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین اما بعد! فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

جامعات المدینہ اور تنظیمُ المدارس کے نصاب میں داخل علم الوراثت

کی مشہور کتاب سراجی کی آسان تشریح

خلیلُ الوراثت

آسان حلِّ سراجی (سوالاً جوابا)

(امتحانات کے امکانی سوالات کے ساتھ پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے)

﴾شائقینِ مطالعہ کے لئے فتاوی جات سے تلاش کر کے آخر میں مسائل کی ایک فہرست بھی دی ہے﴿

......☆......☆......

مرتب : ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ

باھتمام : سید محمد اقبال عطاری مدنی عفی عنہ

......☆......☆......☆......

الغنی پبلیشرز

کراچی بہاولپور ph: 03343463826

786-92

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب : ﴿خلیل الوراثت آسان حل سراجی﴾ سوالاً جواباً

مرتب : ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ

Ph:0334-3463826

باہتمام : سید محمد اقبال عطاری المدنی عفی عنہ

پروف ریڈنگ : مولانا محمد ضیاء عطاری المدنی سلمہ الباری

ناشر : الغنی پبلشرز

کراچی بہاولپور۔۔۔ ph: 03343463826

نوٹ : طلباء درسی کتب بمع اردو، عربی شروحات کتب فتاوی، کتب فقہ، کتب عقائد اور عام کتب بھی خصوصی ڈسکاؤنٹ پر، نیز تنظیم المدارس کے پانچ سالہ اور دیگر نوٹس وغیرہ بھی حاصل کر سکیں گے، اِنْ شَاءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

......☆......☆......☆......

ملنے کے پتے

- ☆...... الغنی پبلشرز ، کراچی ، بھاولپور۔ 0334-3463826
- ☆...... مکتبۃ نظام مصطفی ، نزد طیبہ کالج بیرون ملتانی گیٹ بھاولپور۔ 0300-6818535
- ☆...... مکتبۃ فیضان اسلام مدینہ ٹاؤن ، فیصل آباد۔ 0300-2822626
- ☆...... مکتبۃ قادریہ پرانی سبزی منڈی کراچی۔
- ☆...... مکتبۃ غوثیہ پرانی سبزی منڈی کراچی
- ☆...... مکتبۃ المدینہ کراچی، لاھور۔ فیصل آباد
- ☆...... مکتبۃ بھار شریعت بھادر آباد کراچی۔ 0321-3531922
- ☆...... مکتبۃ ضیاء القرآن کراچی، لاھور
- ☆...... فرید بک اسٹال لاھور
- ☆...... مکتبۃ حسان فیضان مدینہ دکان نمبر 4 کراچی۔ 0331-2476512

فہرست (contents.)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرض ناشر

الحمد للہ علی احسانہ

الغنی پبلشرز مؤطا امام محمد کی کامیاب اشاعت کے بعد جامعات المدینہ، دیگر جامعات اہل سنت اور تنظیم المدارس کے نصاب میں داخل علم ادب کی مشہور کتاب السراجیہ کا آسان حل بنام **خلیل الوراثت** شائع کرنے کی سعی کر رہا ہے، اس کتاب میں ہم نے پوری کوشش کی ہے کہ کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہے لیکن پھر بھی اگر آپ کوئی پرنٹنگ کے حوالے سے یا شرعی غلطی پائیں ضرور مطلع فرمائیں۔

اور دیوان متنبّی کے نصاب میں شامل بارہ قصیدوں کو ایک جگہ جمع کر کے خوبصورت فونٹ میں عربی، مشکل الفاظ کے معانی، اردو ترجمے کے ساتھ ایک دلکش انداز میں بنام **آسان متنبی** شائع کرنے کی سعی کر رہا ہے اس کتاب کے بارے میں اپنے مفید مشورے اس ای میل ایڈریس khalil2641@gmail.com پر میل فرما سکتے ہیں

ان شاء اللہ آپ کے مفید مشوروں سے ہر ممکنہ بہتری کی کوشش کی جائے گی اور آئندہ ایڈیشن میں شامل کر لیا جائے گا۔

الغنی پبلیشرز

کراچی، بہاول پور .. 0334-3463826

بقدر الکد تکسب المعالی ☆☆☆ **ومن طلب العلا سهر اللیالی**

(تم اپنی کوشش اور لگن ہی کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے، جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔)

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو

اُن ہستیوں کے نام منسوب کرتا ہوں جن کی نظر سے بندہ ناچیز اس مقام پر ہے کہ ایک یہ کوشش کر سکا، جن کے علمی فیضان سے فیض یاب ہوا، جن کی دعاوں سے یہ توفیق نصیب ہوئی، اور جن کی شفقتوں سے اپنی منزل کی طرف بڑھ رہا ہوں۔

میری مراد !

میرے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی مدظلہ العالی کہ جن کا فیضان ہے اساتذہ کرام کہ جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا، والدین جنہوں نے اپنی خدمت پر دین کی خدمت کو ترجیح دیتے ہوئے مجھ سے دوری برداشت کی اور ساتھ ہی ساتھ دعاؤں میں خوب یاد رکھا !

اللہ تعالیٰ ان کا سایہ میرے سر پر صحت و تندرستی
کے ساتھ تا دیر قائم رکھے، (آمین)

اور بڑے بھائی محترم محمد ابراہیم عطاری انہوں نے مجھے ہر طرح کی گھریلو ذمہ داریوں سے دُور رکھا

اللہ تعالیٰ ان کو مع والدین حج بیت اللہ کی سعادت نصیب فرمائے۔ (آمین)

اور محمد احمد عطاری کہ جن کا اس کتاب کی اشاعت میں

ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ

تاریخ تکمیل کتاب : 10-03-12 Time: 06:00pm

......☆......☆......☆......

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

حضرت مولانا ابوسلمان **محمد عدنان** چشتی المدنی سلمہ الغنی

﴿المدینۃ العلمیہ، فیضان مدینہ کراچی﴾

اَلْحَمْدُ للہ عزوجل وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

ہیں جہاں میں وہی لوگ اچھے
جو آتے ہیں کام دوسروں کے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے ! تم میں سے جو اپنے مسلمان بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو وہ نفع پہنچائے۔ (مسلم، مسند احمد)
یقیناً وہ عمل کہ جس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے وہ افضل ہے اس سے کہ جس سے صرف اپنی ذات کو فائدہ پہنچے۔ اس عالمِ ناپید میں ہمیں ایسے لوگ کم ہی نظر آتے ہیں جو دوسروں کی بھلائی اور کامیابی کے لیے کوشاں ہوتے ہیں یہ معاملہ زندگی کے کسی بھی شعبے کا کیوں نہ ہو دنیوی خواہ اُخروی، بعض لوگوں کو اللہ عزوجل غیر معمولی صلاحیتوں سے نوازتا ہے اور ایسے لوگ اپنی ان صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے دوسروں کو بھی اس سے مستفید کرتے ہیں۔

انہی میں سے ایک مولانا خلیل احمد المدنی سلمہ الغنی بھی ہیں ماشاء اللہ زمانہ طالب علمی سے ہی نہ صرف اپنے ہم درجہ بلکہ دیگر طلباء کی خیر خواہی کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف کارہائے نمایاں سرانجام دیتے رہے دوران سال ہونے والے ٹیسٹ ہوں یا ششماہی وسالانہ امتحانات موصوف ہمیشہ طلباء کی نگاہوں کا محور ہوتے ہوئے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کو استعمال کرتے مختلف ہوئے مختلف نصابی کتب کے آسان ترین نوٹس تیار کرنا امتحانی سوالات کا حل پیش کرنا موصوف کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ عزوجل کے فضل وکرم اور مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی نظرِ عنایت سے ان کے اس طرح کے مختصر حل شائع ہونے سے قبل ہی یہ صرف جامعات المدینہ (دعوت اسلامی) بلکہ سُنّی جامعات میں بھی دادِ تحسین وصول کر چکے ہیں۔

زیر نظر خلیل الوراثت وہ کتاب ہے کہ جس پر ترجمہ، سوالاً جواباً شرح، اختلاف ائمہ کا کام برادرم مولانا خلیل احمد المدنی سلمہ الغنی نے سر انجام دیا ہے۔ یہ بالعموم تمام ہی طلباء اور بالخصوص غیر مقیم طلباء کے لئے کسی نعمتِ غیر مترقبہ سے کم نہیں، پڑھ کر دل سے یہی صدا بلند ہوتی ہے کہ

خدا کرے زورِ قلم زیادہ

قارئین کے لئے ایک مسرت افزاء خبر یہ بھی ہے کہ مولانا کے قلم سے عنقریب ان شاء اللہ عزوجل نصاب مؤطا امام مالک، آسان منتخبی، ہدایۃ الحکمۃ، آسان عقائد نسفی اور دیگر نصابی کتب کا حل بھی آپ کے زیرِ مطالعہ ہوگا، مولانا موصوف ماشاء اللہ ان پر بھی تقریباً کام مکمل کر چکے ہیں۔ اللہ کریم مولانا کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابوسلمان **محمد عدنان** چشتی المدنی سلمہ الغنی

﴿المدینۃ العلمیہ فیضان مدینہ، حال مقیم کراچی، مستقل مقیم وہاڑی﴾

پیش لفظ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى اِحْسَانِهٖ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَ صَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ .

اَمَّا بَعْدُ : اللہ عزوجل کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں علم دین کی دولت سے نوازا، علم کی شمع ہمارے سینوں میں روشن فرمائی، یہی وہ شمع ہے جو روشن رہتی ہے تو زمانہ روشن رہتا ہے جس سے قلوب میں ایک روشنی سی پھوٹتی ہے اور وہ اس جسم کی قندیلوں کو چمکا کر زمانے میں چمکنے والا ایک ستارا بنا دیتی ہے۔ علم کا باب اتنا وسیع ہے کہ اس کی فضیلت کے بارے میں جتنا کلام کیا جائے کم ہے کہ اسی علم کی بدولت تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کروایا اور خود باری تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو سب کچھ سکھا دیا اور فرمایا! اے فرشتو : پوچھو! کیا پوچھتے ہو؟

قرآن کریم کا علم حاصل کریں یا حدیث مبارک کا علم حاصل کریں علم بدیع، بیان کی بحث یا علم منطق وفلسفہ یاد رکھیں ان علوم کا مقصد رضائے الٰہی ہونا چاہیے اور صرف اللہ کی رضا کے لئے علم سیکھا جائے امت محمدیہ کی اصلاح کی خاطر اور اسی امت کی آسانی کے لئے اپنے آپ کو علم دین سیکھنے میں مصروف رکھے اسی طرح کی اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ رب عزوجل کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی علم نافع نصیب فرمائے اور اس علم کو میرے لئے ذریعہ نجات بنائے (آمین)

علم الوراثت ایسا پیارا علم ہے کہ جسے نصف علم فرمایا گیا اور جیسا کہ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انسان کی دو حالتیں ہیں ایک حیات کی صورت میں اور دوسری ممات یعنی علم الفرائض کے علاوہ جتنے بھی علوم ہیں ان سب کا تعلق انسان کی ایک حالت یعنی حیات کے ساتھ ہے جبکہ دوسری حالت یعنی ممات کے ساتھ فقط علم فرائض ہی متعلق ہے۔ چونکہ فرائض کا تعلق ایک حالت کے ساتھ ہے اور ایک حالت دو حالتوں کا نصف ہوتی ہے تو اس علم کو نصف العلم فرمایا گیا۔

اور اس نصف علم کے سیکھنے کے لئے بھی اتنی ہی زیادہ کوشش کی ضرورت ہے جتنا یہ اہم ہے کہ ایک پوری حالت اسی علم پر منحصر ہے، آج کل اس علم سے دوری بھی ہے شائد اس کی وجہ یہ ہے کہ اس علم میں پختگی کے لئے مسلسل مشق، محنت، بھرپور توجہ اور کوشش والا ذہن چاہیے اور یہ مستقل مزاجی جو علم کو پختہ رکھے اللہ تعالیٰ ہمارے طلباء کو نصیب فرمائے اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

وانـــه اول عـلـم يُـفـتـقـد　　　فـي الارض حتـى لا يُـكـاد يُـوجـد

یعنی یہ پہلا علم ہے جو روئے زمین سے ایسا مفقود ہوگا کہ پھر نہ پایا جائے گا۔

بسا اوقات طلباء سب کتابوں میں اچھے نمبر حاصل کرتے ہیں مگر میراث میں انتہائی کم نمبر حاصل کرتے ہیں اور اس طرح رزلٹ بھی متاثر ہوتا ہے، کیونکہ ایک رات میں پوری کتاب کی اس انداز میں تیاری کہ احاطہ ہو جائے نیز لکھی گئی شروحات اتنی طویل ہیں کہ ان میں امتحانات کے اعتبار سے مواد تلاش کرنا ہی مشکل اور پھر اختصار کے ساتھ ان کو احاطہ ضبط میں لانا اور بھی مشکل ہوتا ہے۔

میں نے الحمدللہ جب سے نصابی کتب پر کام کرنے کا ذہن بنایا تب سے یہ بات ذہن میں تھی کہ سراجی پر بھی کام کروں گا اور اس کا عام فہم اردو ترجمہ اور آسان انداز میں طلباء کے لئے سوالاً جواباً ایک حل پیش کروں گا جو طلباء کو امتحانات میں مددے اللہ کا شکر ہے کہ جب اس کتاب پر کام شروع کیا تو دوستوں کے مشوروں سے اس کتاب کا جہاں انداز سہل سے سہل ہوتا گیا وہیں اس میں چند بڑے ہی پیارے اضافے بھی ہوئے جن کی تفصیل یہ ہے۔

☆ .... مکمل کتاب کا آسان ترجمہ

☆ .... ہر باب کے تحت سوالاً جواباً آسان تشریح

☆ .... میت کے قرض خواہ ایک سے زائد ہوں اور ان کی رقم مختلف ہو اور میت کا ترکہ اس قرض کی رقم سے کم ہو تو اس صورت میں سب کو قرض کس طریق سے ادا کیا جائے گا۔

☆ .... کتاب کے آخر میں سراجی کے دلچسپ سوالات

☆ .... اسلامی قانون وراثت اور آئین پاکستان پر ایک آرٹیکل۔

☆ .... بیس کے قریب اُردو فتاوی جات میں وراثت کے مسائل کس صفحہ نمبر، جلد میں ہیں نیز پبلشرز کے نام بھی لکھ دیئے ہیں تا کہ شائقین مطالعہ تلاش کرنے کی زحمت سے بچ سکیں (کتاب کے آخر میں)

☆ .... سالانہ پرچہ جات

اور اس کے علاوہ بھی علم وراثت کے حوالے سے اہم معلومات اس کتاب میں شامل کی گئی ہے، بالخصوص طلباء کے لئے پیپرز کے آسان حل کو مدِ نظر رکھا گیا ہے اللہ تعالی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں فرمائے۔ (آمین)

اس تیز رفتار ترقی یافتہ زمانے نے جہاں صبح وشام، لیل ونہار ہر علم کو خلاصۃً منضبط کرنے کے طریقے بیان کئے وہیں ان طریقوں کے فوائد کو بھی بیان کیا اور اس دور میں ہر انسان بشمول طلباء (Students) مختلف معاملات کی وجہ سے اپنی مشغولیت ومصروفیت کا اظہار کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جس کا اندازہ ہر اُستاذ اور طالب علم کو ہے جب میں نے 2011ء میں دورہ حدیث میں پڑھتے ہوئے اپنی اور دیگر طلباء کی سالانہ امتحان کی تیاری کو دیکھا کہ تیاری میں امتحانی ایام میں مشکلات ہیں، بخاری ومسلم کا طویل نصاب اِسی طرح نسائی، ابن ماجہ، ترمذی، ابوداؤد، مؤطین یعنی مؤطا امام محمد ومؤطا امام مالک کے پورے نصاب کو آخری چند ایام میں نہ صرف پڑھنا بلکہ اہم اختلافات آئمہ اور امتحان میں آنے والے اہم موضوعات پوری کتاب میں تلاش کرنا اور شروحات میں ان کو دیکھنا یہ کثیر وقت کو متقاضی ہے۔ جس کی بدولت بعض ابحاث رہ جاتی ہیں اور ممکنہ سوالات مکمل طور پر حل نہیں ہو پاتے اور یہی حال اس کتاب سراجی کا ہے کہ اس کے تمام اسباق ایک رات میں ہو سکیں بلکہ ہر کتاب میں مشکل پیش آتی ہے۔

اِن امور کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے دوستوں کے مشورے سے یہ بات طے پائی کہ ان پر باقاعدہ کام شروع کیا جائے اور طلباء کے لئے

آسانی کی جائے اور اس میں بالخصوص یہ امر پیش نظر تھا ہر طالب علم ضخیم شروحات تو در کنار بعض تو صحاح ستہ کے متون بھی نہیں خرید سکتے ،لہذا ہم نے صحاح ستہ کے رائج نصاب کا مختصر حل مناسب ہدیئے میں پیش کرنے کا ارادہ کیا اور اس پر باقاعدہ کام (work) شروع کر دیا سب سے پہلے میں نے بخاری و مسلم کے علاوہ ترمذی ،نسائی ،ابن ماجہ ،ابوداؤد ،مؤطین یعنی مؤطا امام محمد ومؤطا امام مالک کا نصاب میں شامل عربی متن شائع کیا اور تقریباً چھ ماہ کے مختصر عرصے موطاء امام مالک اور موطاء امام محمد کے نصاب کو عربی متن ،آسان ترجمہ مع سوالاً جواباً شرح کے ساتھ حل کرنے کی سعی اور سراجی کی آسان شرح ،عربی ،اُردو ترجمہ مع آسان حل سوالاً جواباً اور آخر میں سراجی کی پہیلیاں ،قانون وراثت اور آئین پاکستان کا تقابلی جائزہ بھی شامل کیا ہے ،ان تمام میں تقریباً گزشتہ سات سالہ امتحانی سوالات کو ملحوظ رکھتے ہوئے حل کیا گیا ہے۔میری کوشش ہے کہ میں اچھے انداز میں کام ہر نصابی کتاب پر کروں اللہ تعالی مجھے استقامت نصیب فرمائے اور نظر بد سے بچائے۔(آمین)

اس حل میں ہر وہ خوبی جو آپ کو نظر آئے تو وہ میرے پیرومرشد مکرم ومحترم اساتذہ ،والدین کی دعاؤں کا صدقہ ہے اور ہر وہ خامی جس پر حقیقتاً آپ مطلع ہوں وہ میری کم مائیگی وکم علمی ہے ،رب کریم کی بارگاہ میں دعا ہے (**رب زدنی علما نافعا**)اور مزید دعا گو ہوں کہ اللہ تعالی علم نافع کے لئے میرا سینہ کھول دے(**رب اشرح لی صدری و یسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی**)آمین۔

بالخصوص میں اپنے اساتذہ کا احسان کبھی نہیں بُھلا سکوں گا کہ جنہوں نے مجھے نہ صرف قلم پکڑنا سکھایا بلکہ جب جب کسی وجہ سے حوصلہ پست ہوا ،میری حوصلہ افزائی کی ،خصوصاً استاذِ محترم حضرت مولانا بلال رضا العطاری المدنی سلمہ الغنی کا کہ یہ کتاب بڑے آسان انداز میں ہمیں پڑھائی آپ کے شفقت بھرے انداز کو میں کبھی نہیں بھول سکتا کہ آپ نے مجھے اس کتاب کے نوٹس تیار کرنے کا فرمایا تھا ،یہ کام اس انداز میں آپ کے ہاتھ میں ہوگا یہ سب اللہ تعالی کا خاص کرم اور اساتذہ کی خصوصی شفقتیں ہیں اور استاذِ محترم حضرت مولانا فہیم رضا عطاری المدنی سلمہ الغنی اور حضرت مولانا احمد رضا شامی عطاری المدنی سلمہ الغنی کا ،کہ ان کی خاص توجہ سے آج یہ توفیق ملی اور میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اپنے ان کرم فرماؤں کا تذکرہ نہ کرلوں میرا کلام نامکمل ہے۔

میں مشکور ہوں اپنے ان دوستوں کا جنہوں نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ (Proof reading) اور اس کے بارے میں مفید مشورے دیئے جن میں جناب مولانا ضیاء عطاری المدنی سلمہ الغنی اور مولانا عبدالرزاق عطاری المدنی سلمہ الغنی ہیں ،اللہ تعالی ان کو علم دین کی خُوب خُوب برکتیں عطا فرمائے اور جنّت میں ہم سب کو آقا علیہ السلام کا پڑوس نصیب فرمائے۔ آمین

یہی ہے آرزو کہ تعلیم قرآن و حدیث عام ہو جائے
ہر پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے

ابو حامد **خلیل احمد** عطاری المدنی عفی عنہ
حال مقیم کراچی ،مستقل بہاولپور ،0334-3463826

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مؤلف کا تعارف

تمام تعریفیں اس خدائے بزرگ و برتر کے لئے ہیں جس نے انسانیت کی جان رحمتِ عالمیان سرورِ ذیشان صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تمام انسانوں کی رشد و ہدایت کے لئے معلم کائنات بنا کر بھیجا رب کریم کی بے شمار رحمتیں و برکتیں نازل ہوں ان صحابہ اکرام، اہل بیت اطہار، محدثین اکرام اور اولیاء عظام پر جنھوں نے گلشن اسلام کی آبیاری اپنے خون جگر سے کی خوش بخت ہیں وہ لوگ جو دین اسلام کی ترویج اشاعت کے لئے ہر وقت مصروف عمل رہتے ہیں ایسے ہی لوگوں کی سعی پیہم سیا آج ہر طرف پرچم اسلام لہراتا نظر آرہا ہے۔علماء اسلام کی قربانیوں اور ان کی کاوشوں نے لوگوں کے دلوں میں دین اسلام کی محبت کو اُجاگر کیا اور ہر جگہ مدارس و جامعات قائم ہیں۔ان دینی درسگاہوں سے ایسے ایسے آفتاب علمی طلوع ہوتے ہیں کہ جن کی روشنی سے بھٹکے ہوؤں کو راہِ ہدایت ملتی ہے کامل اکمل بن جاتے ہیں۔علماء کرام کی دینی خدمات کو دیدہ کر ہی نظر انداز کر سکتا ہے۔یہ علماء کرام ہی وہ مبارک ہستیاں ہیں جن کے فیضان سے علمی سلسلہ چل رہا ہے اور تا قیامت چلتا رہے گا۔ان شاء اللہ عزوجل

علماء کرام گلشن اسلام کے مہکتے ہوئے پھول ہیں جن کی خوشبوؤں سے عالمِ اسلام مہک رہا ہے اور ان پھولوں کے درمیان ایک بہت ہی خوشنما کلی کھل رہی ہے جس کی خوشنمائی دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ جب اس کی نشوونما مکمل ہوگی تو یہ ایکا یسا مہکتا پھول ہوگا جو خوشبوئے علم کے شیدائیوں کی توجہ کا مرکز ہوگا (اللہ نظر بد سے بچائے) میری مراد فاضل نوجوان، ابو حامد خلیل احمد مغل عطاری المدنی ہیں انہوں نے حال ہی میں اپنی جہدِ مسلسل اور دینی جذبے کی بناء پر بہت کم عرصے میں بہت زیادہ علمی خدمات سرانجام دی ہیں۔میں ان کا مختصر تعارف پیش کرتا ہوں تا کہ ان کے حالات زندگی پڑھ کر دوسروں کو بھی علمی خدمات سرانجام دینے کا جذبہ ملے۔

ع۔محبت مجھے ان جوانوں سے ہے ستاروں پہ جو ڈالتے ہیں کمند

نام و کنیت : والدین نے نام خلیل احمد رکھا اور کنیت ابو حامد عطاء ہوئی۔

ولادت و مقام ولادت : فاضل موصوف کی ولادت دس جنوری انیس سو چھیاسی (10-01-1986) پنجاب کے شہر بہاول پور کی تحصیل یزمان منڈی کے علاقے کڈوالا کے گاؤں سنتالیس ڈی بی (47.D.B) میں بروز جمعہ ہوئی۔

ابتدائی تعلیم : موصوف نے ابتدائی تعلیم اپنے گاؤں میں حاصل کی، ناظرہ قرآن پاک اور پرائمری کے بعد قریبی گاؤں میں مڈل تک تعلیم حاصل کی۔

حفظ قرآن : مڈل کے بعد والد محترم کی خواہش پر 2000ء میں حفظ قرآن کے لئے جامعہ اسلامیہ نور المدارس یزمان میں داخلہ لیا جہاں شیخ المیراث حضرت علامہ مولانا مفتی قاری احمد دین علیہ رحمۃ اللہ المبین کے زیر سایہ مولانا قاری خورشید احمد نورانی سے تین سال میں

قرآن کریم حفظ کیا۔

قراءۃ کورس: حفظ کے بعد مولانا قاری اعظم المظہری سے قراءت کورس کیا۔

شرف بیعت ودیدار مرشد: غالباً 2001ء میں جب بانی دعوت اسلامی شیخ طریقت پیر شریعت حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس** عطار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ بہاولپور تشریف لائے تو ان کے دیدار سے مشرف ہوئے ولی کامل پر نظر پڑتے ہی ان کی محبت سے دل سرشار ہو گیا اور ان سے بیعت کر کے سلسلہ علیہ قادریہ عطاریہ میں شامل ہو گئے۔ پھر بڑے بھائی کی خواہش اور مرشد کریم سے ملاقات کا شوق انہیں باب المدینہ کراچی میں قائم دعوتِ اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ میں لے آیا۔

مدنی قافلے میں سفر اور علم حاصل کرنے کی خواہش: صحرائے مدینہ باب المدینہ کراچی میں دعوت اسلامی کے سندھ سطح کے سالانہ تین روزہ سنتوں بھرے اجتماع میں شریک ہوئے اور بعد میں 12 دن کے لئے عاشقان رسول کے ساتھ مدنی قافلے کے مسافر بنے اور اس قافلے میں انہیں استاذ محترم مولانا فضیل عطاری المدنی، مولانا اعجاز عطاری المدنی، مولانا نعمان عطاری المدنی، مولانا فراز عطاری المدنی کے ساتھ سفر کی سعادت ملی۔ ان مدنی علماء کے ساتھ 12 دن کے سفر میں علم دین سیکھنے کا ذہن بنا اور الحمد للہ عزوجل دعوت اسلامی کے جامعۃ المدینہ النور سوسائٹی میں داخلہ لے لیا ابتدائی تین درجات کی تعلیم وہی حاصل کی پھر جامعۃ المدینہ فیضان عثمان غنی گلستان جوہر بلاک 15 میں رابعہ اور خامسہ پھر فیضان مدینہ میں موقوف علیہ اور دورہ حدیث کیا۔

دورہ حدیث و دستار فضیلت: دورہ حدیث دعوت اسلامی کے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ میں امیر اہل سنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی کے مبارک ہاتھوں سے دستارِ فضیلت کی سعادت پائی۔

اور ساتھ ہی کمپیوٹر کورسسز کئے اور انگلش لینگویج کورس کیا اور ساتھ ہی صحافت کورس بھی کیا اور اسی دوران عربی ٹیچنگ ٹریننگ کورس اوپن یونیورسٹی کراچی سے کیا۔ الغرض فاضل موصوف اپنی ذات میں ایک انجمن ہے، ان کا ایک بہت اہم کارنامہ درسی کتب کو سوالاً جواباً نہایت ہی آسان انداز میں پیش کرنا بھی ہے، جس سے طلباء کو بہت آسانی ہوگی، اب فاضل موصوف مندرجہ ذیل کتب پر کام کر چکے ہیں۔

نصاب مؤطا امام محمد، نصاب مؤطا امام مالک، تفہیم الطحاوی، آسان متنبی اور خلیل الوراثت وغیرہ ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقی عطا فرمائے اور دین اسلام کا سچا خادم بنائے ہماری دعائیں ہر ان کے ساتھ ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کاوشوں کو قبول فرمائے اللہ عزوجل حاسدوں کے حسد سے محفوظ رکھے اور ہمیشہ دینی خدمات سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

خدا تجھے مزید رفعت عطا فرمائے　　　دین و دنیا میں عزت عطا فرمائے

طالب دعا

ابوطلحہ **سید محمد سجاد** عطاری المدنی غفر لہ الغنی

تحصیل وضلع بہاولپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبة

الحمدللّٰہ رب العلمین حمدَ الشاکرینَ والصلوۃُ علی خیر البریۃِ محمد وآلہ الطّیّبین الطّاھرِیْن

قَال : رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تعلموا الفرائض وعلموھا الناس فانھا نصف العلمَ.

ترجمہ : شکر گزار بندوں کی تعریف کی مثل تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لیے ہیں، اور درود نازل ہو، مخلوق میں سب سے بہتر پر، جن کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آل پر، جو ظاہر و باطن کے اعتبار سے پاک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: علم الفرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لیے کہ یہ آدھا علم ہے۔

سوال: علم میراث کو علم الفرائض کیوں کہتے ہیں؟

جواب : الفرائض، جمع ہے فَرِیْضَۃٌ کی، اور یہ فَرْضٌ سے مشتق ہے، اس کے کلام عرب میں کثیر معانی مثلاً وجوب، قطع کرنا، حصہ، مقدار وغیرہ ہیں چونکہ اس علم میں بھی یہ معانی مذکورہ پائے جاتے ہیں۔ اس لیئے اس علم کا نام بھی علم الفرائض رکھا گیا۔

سوال: علم میراث کی تعریف موضوع اور غرض وغایت بیان کریں؟

جواب : **علمِ میراث کی تعریف**: وہ علم جس سے میت کے ترکہ میں ہر وارث کا پورا پورا حق معلوم ہو جائے۔

موضوع: ترکہ اور وارثین ہیں۔

غرض و غایت : ہر وارث کے حصہ کی صحیح تعین کرنا، یعنی ہر وارث کو اس کا معین مقرر حق مل جائے۔

سوال : علم فرائض کی اہمیت بیان فرمائیں؟

جواب: علم الفرائض کی اہمیت کا اندازا تو اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن مجید میں مکمل احکام بیان فرمادیئے جیسا کہ اور احادیث سے اس کی مزید تفصیل فرمادی گئی۔ چنانچہ

﴿1﴾...... عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تعلموا الفرائض و علموھا فانہ نصف العلم رواہ البیقی والحاکم

﴿2﴾...... حضرت سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تعلموا الفرائض کما تعلمون القرآن

{3} حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ تعلموا الفرائض فانها من دینکم ۔

سوال : اس علم کو نصف علم کیوں کہا گیا؟

جواب : اس علم کو نصف علم کہنے کی دو (۲) وُجوہات بیان کی جاتی ہیں۔

{1} انسان کی دو حالتیں ہیں۔(۱) زندگی۔ (۲) موت۔

تمام علوم کی ضرورت زندگی میں پیش آتی ہے جبکہ علم الفرائض موت کے ساتھ خاص ہے اس لحاظ سے اسے نصف علم کہا گیا۔

{2} ملک کی دو صورتیں ہیں۔ (۱) مِلکِ اختیاری۔ (۲) مِلکِ غیر اختیاری یعنی اضطراری۔

وراثت کے علاوہ بقیہ تمام اشیاء کا تعلق (مِلکِ اختیاری) سے ہے اس لحاظ سے اسے نصف علم کہا گیا۔

قال علماؤنا رحمهم الله تعالىٰ تتعلق بتركة الميتِ حقوق اربعة مرتبة الاوّل يبداء بتكفينه وتجهيزه من تغير تبزير ولا تقتير ثم تقضى ديونه من جميع ما بقى من ماله ثم تنفذ وصاياه من ثلث ما بقى بعد الدين ثم يقسم الباقى بين ورثته بالكتاب والسنة واجماع الامة .

ترجمہ : ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میت کے چھوڑے ہوئے مال کے ساتھ ترتیب وار چار حقوق متعلق ہوتے ہیں، بغیر کسی اسراف و بخل کے پہلے تجہیز و تکفین سے ابتداء کی جائے گی پھر میت کے بقیہ تمام مال سے اس کے قرضے ادا کیے جائیں، جو کچھ باقی رہے، اس کی ایک تہائی سے میت کی وصیتیں پوری کی جائیں، پھر بقیہ مال ورثاء میں، قرآن وسنت اور اجماع امت کے موافق تقسیم کیا جائے۔

سوال : میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں بیان فرمائیں؟

جواب : میت کے ترکہ کے ساتھ بالترتیب چار حقوق متعلق ہوتے ہیں۔

{1} تجہیز و تکفین۔ {2} قرض کی ادائیگی۔

{3} تہائی مال سے وصیت۔ {4} پھر بقیہ سارا مال وارثین میں تقسیم ہوگا۔

اب تفصیل ملاحظہ ہو !

﴿1﴾......سب سے پہلے تجہیز و تکفین کی جائے گی۔

☆......اس میں مناسب اعتبار سے جو بھی اخراجات ہوتے ہیں کئے جاسکتے ہیں، جبکہ کفن کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) کفنِ سنت۔ (۲) کفنِ کفایہ۔ (۳) کفن ضرورت۔

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اگر میت کا مال زائد اور وارث کم ہوں تو کفنِ سنت افضل ہے اور عکس ہو تو کفنِ کفایت اَولیٰ اور اس (کفنِ کفایت) سے کمی بحالتِ اختیار جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد 9 صفحہ 100)

﴿2﴾......پھر بقیہ مال سے قرض کی ادائیگی۔

☆......دوسرا حق میت کے وہ دیون ادا کرنا جس کا مخلوق کی طرف سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔

توجہ فرمائیں : قرض خواہوں میں قرض کی تقسیم کا طریقہ جاننا ضروری ہے اس کے پیشِ نظر اسے تفصیلاً بیان کیا جارہا ہے۔

قرض کی تقسیم کا مسئلہ بناتے وقت ان باتوں کا خیال رکھنا لازمی ہیں۔

(۱)۔قرض خواہ۔ وارث کے درجہ میں ہوگا۔

(۲)۔قرض کی رقم۔ سہم کے درجہ میں ہوگی۔

(۳)۔مجموعہ دیون۔ تصحیح کے درجہ میں ہوگا۔

پھر مال کی بھی تین صورتیں ہوں گی۔

(۱)۔مال قرض سے زیادہ ہوگا مثلاً--- مال 600 روپے ہو جبکہ قرض 450 روپے۔

(۲)۔مال قرض کے برابر ہوگا مثلاً--- مال 600 روپے ہو جبکہ قرض 600 روپے۔

(۳)۔مال قرض سے کم ہوگا مثلاً--- مال 300 روپے ہو جبکہ قرض 450 روپے۔

پھر قرض خواہ کی بھی تین صورتیں ہیں۔

(۱)۔قرض خواہ ایک ہوگا۔

(۲)۔قرض خواہ دو یا دو سے زائد ہوں گے اور سب کا قرض برابر ہوگا، مثلاً--زید کا 200 روپے، عمر کا 200 روپے، بکر کا 200 روپے،

(۳)۔قرض خواہ دو یا دو سے زائد ہوں گے اور قرض مختلف ہوگا۔ مثلاً--- زید کا 100 روپے، عمر کا 150 روپے، بکر کا 200 روپے،

اب آپ میت کا کل ترکہ دیکھیں کہ کتنا ہے۔۔۔

مثلاً۔مال کی تیسری صورت ہے۔

(۳)مال قرض سے کم ہوگا مثلاً۔۔۔300مال اور 450 قرض ہے تو،

اب ایک قاعدہ ذہن نشین کرلیں کہ کل مال کو کل قرض پر تقسیم کریں اگر چہ کہ مال والی رقم چھوٹی ہو اور جواب اعشاریہ میں آئے۔

مثلاً۔ 450 ÷ 300 = 0.66

اب اوپر والی مثال کو دیکھیں۔مثلاً۔ زید + عمر + بکر یہ تینوں قرض خواہ ہیں۔

100+ 150+ 200 اوران تینوں کے قرض کی کل رقم= 450 روپے ہے،

جبکہ میت کا کل مال300روپے ہے جو کہ قرض خواہوں کے کل قرض سے کم ہے۔

اب قاعدہ کے مطابق تقسیم کریں۔یعنی 300 کو450 پر تقسیم کریں،اب جواب 0.66 حاصل ہوگا،پھراس جواب کوان قرض خواہوں کی رقموں (ہرایک کے قرض کی رقم) کے ساتھ ضرب دیں۔

مثلاً۔۔۔	زید	عمر	بکر
	100×0.66	150×0.66	200×0.66
اوراب قرض خواہ کی رقمیں ہیں۔	=66	=99	=132

☆......اس طرح ہر قرض خواہ کے قرض کی رقم متعین ہوگئی۔

﴿3﴾......پھر بقیہ مال سے وصیت پوری کی جائے گی جبکہ تہائی مال سے نہ بڑھے۔

وصیت کے تین ارکان ہیں۔

(۱)......وصیت کرنے والا بالغ وذی عقل ہو۔

(۲)......جس کے لئے وصیت کی جائے وہ مالک بننے کا اہل ہو۔

(۳)......جس بات کی وصیت کی جائے وہ ایسی چیز ہو کہ معاملہ کے بعد ملکیت میں آسکتی ہو خواہ وہ مال ہو یا منفعت ہو۔

﴿4﴾......پھر بقیہ سارا مال وارثین میں تقسیم ہوگا۔

نوٹ: سب سے پہلے تقسیم اصحاب فرائض سے کی جائے گی۔

------------------ --------

فیبدأ باصحابِ الفرائض وھم الذین لھم سھام مقدّرۃ فی کتاب اللّٰہ تعالیٰ .

ترجمہ : اور تقسیم ترکہ کی ابتداء اصحاب فرائض سے کی جائے گی، اور اصحاب فرائض وہ ورثاء ہیں جن کے حصے کتاب اللہ میں متعین ہیں۔

سوال: اصحاب فرائض کسے کہتے ہیں؟

جواب : وہ وارثین جن کے حصے قرآن، حدیث یا اجماع امت کے ذریعے مقرر ہیں۔

سوال : علم الفرائض کے مأخذ کتنے اور کون کون سے ہیں؟

جواب : علم الفرائض کے 3 مأخذ ہیں۔

﴿1﴾......قرآن۔ ﴿2﴾......حدیث۔ ﴿3﴾......اجماعِ امت۔

سوال : قرآن مجید کی وہ آیت بیان کریں جس میں حصوں کو بیان کیا ہے؟

جواب : **یاد رکھیں !** ان آیات کو لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ Student,s ان آیات کو بمع ترجمہ اچھی طرح حفظ فرمالیں اور سمجھ نہ آنے کی صورت میں تفسیر سے مدد حاصل فرمائیں، ان شاء اللہ عزوجل انتہائی فائدہ مند ثابت ہوگا۔

قرآن مجید کے پارہ 4 سورۃ النسآء آیت نمبر 10 میں ہے۔

☆............یُوْصِیْکُمُ اللّٰہُ فِیْۤ اَوْلَادِکُمْ لِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ فَاِنْ کُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَیْنِ فَلَھُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَ اِنْ کَانَتْ وَاحِدَۃً فَلَھَا النِّصْفُ وَ لِاَبَوَیْہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنْھُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنْ کَانَ لَہٗ وَلَدٌ فَاِنْ لَّمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَہٗۤ اَبَوٰہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ فَاِنْ کَانَ لَہٗۤ اِخْوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِیَّۃٍ یُّوْصِیْ بِھَاۤ اَوْ دَیْنٍ اٰبَآؤُکُمْ وَ اَبْنَآؤُکُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَیُّھُمْ اَقْرَبُ لَکُمْ نَفْعًا فَرِیْضَۃً مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا o

ترجمہ کنز الایمان : اللہ تمہیں حکم دیتا ہے(ف1) تمہاری اولاد کے بارے میں(ف2) بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں کے برابر(ف3) پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر(ف4) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی اور اگر ایک لڑکی تو اس کا آدھا(ف5) اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ سے چھٹا اگر میت کے اولاد ہو۔(ف6) پھر اگر اس کی اولاد نہ ہو اور ماں باپ چھوڑے(ف7) تو ماں کا تہائی پھر اگر اس کے کئی بہن بھائی(ف8) تو ماں کا چھٹا(ف9) بعد اس وصیت کے جو کر گیا اور دَین

کے (ف10) تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم کیا جانو کہ ان میں کون تمہارے زیادہ کام آئے گا (ف11) یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے ۔

﴿......تفسیر خزائن العرفان......﴾

﴿ف1﴾...... ورثہ کے متعلق۔

﴿ف2﴾...... اگر میت نے بیٹے بیٹیاں دونوں چھوڑی ہوں تو۔

﴿ف3﴾...... یعنی دختر کا حصہ پسر سے آدھا ہے اور اگر مرنے والے نے صرف لڑکے چھوڑے ہوں تو کل مال اُنکا۔

﴿ف4﴾...... یا دو۔

﴿ف5﴾...... اِس سے معلوم ہوا کہ اگر اکیلا لڑکا وارث رہا ہو تو کُل مال اُس کا ہوگا کیونکہ اوپر بیٹے کا حصّہ بیٹیوں سے دُگنا بتایا گیا ہے تو جب اکیلی لڑکی کا نصف ہوا تو اکیلے لڑکے کا اُس سے دُونا ہوا اور وہ کُل ہے۔

﴿ف6﴾...... خواہ لڑکا ہو یا لڑکی کہ ان میں سے ہر ایک کو اولاد کہا جاتا ہے۔

﴿ف7﴾...... یعنی صرف ماں باپ چھوڑے اور اگر ماں باپ کے ساتھ زوج یا زوجہ میں سے کسی کو چھوڑا تو ماں کا حصہ زوج کا حصہ نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا تہائی ہوگا نہ کہ کُل کا تہائی۔

﴿ف8﴾...... سگے خواہ سوتیلے۔

﴿ف9﴾...... اور ایک ہی بھائی ہو تو وہ ماں کا حصّہ نہیں گھٹا سکتا۔

﴿ف10﴾...... کیونکہ وصیت اور دَین یعنی قرض ورثہ کی تقسیم سے مقدم ہے اور دَین وصیت پر بھی مقدم ہے۔ حدیث شریف میں ہے اِنَّ الدَّیْنَ قَبْلَ الْوَصِیَّۃِ ۔

﴿ف11﴾...... اِس لئے حصوں کی تعیین تمہاری رائے پر نہیں چھوڑی۔

☆...........وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَآرٍّ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ○

ترجمہ کنز الایمان : اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو پھر اگر ان کی اولاد

ہو تو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے جو وصیت وہ کر گئیں اور دَین نکال کر اور تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے (ف ۱) اگر تمہارے اولاد نہ ہو پھر اگر تمہارے اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں (ف ۲) جو وصیت تم کر جاؤ اور دَین نکال کر اور اگر کسی ایسے مرد یا عورت کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں باپ اولاد کچھ نہ چھوڑے اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا پھر اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں (ف ۳) میت کی وصیت اور دَین نکال کر جس میں اس نے نقصان نہ پہنچایا ہو (ف ۴) یہ اللہ کا ارشاد ہے اور اللہ علم والا حلم والا ہے۔

﴿......تفسیر خزائنُ العِرفان......﴾

(ف ۱)......خواہ ایک بی بی ہو یا کئی ایک ہوگی تو وہ اکیلی چوتھائی پائے گی کئی ہونگی تو سب اس چوتھائی میں برابر شریک ہوں گی خواہ بی بی ایک ہو یا کئی ہوں حصہ یہی رہے گا۔

(ف ۲)......خواہ بی بی ایک ہو یا زیادہ۔

(ف ۳)......کیونکہ وہ ماں کے رشتہ کی بدولت مستحق ہوئے اور ماں تہائی سے زیادہ نہیں پاتی اور اسی لئے اُن میں مرد کا حصہ عورت سے زیادہ نہیں ہے۔

(ف ۴)......اپنے وارثوں کو تہائی سے زیادہ وصیت کر کے یا کسی وارث کے حق میں وصیت کر کے۔

مسائل۔ فرائض وارث کئی قسم ہیں اصحاب فرائض یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے حصے مقرر ہیں مثلاً بیٹی ایک ہو تو آدھے مال کی مالک، زیادہ ہوں تو سب کے لئے دو تہائی۔ پوتی اور پرپوتی اور اس سے نیچے کی ہر پوتی اگر میت کے اولاد نہ ہو تو بیٹی کے حکم میں ہے اور اگر میت نے ایک بیٹی چھوڑی ہو تو یہ اُس کے ساتھ چھٹا پائے گی اور اگر میت نے بیٹا چھوڑا تو ساقط ہو جائے گی یعنی کچھ نہ پائے گی اور اگر میت نے دو بیٹیاں چھوڑیں تو بھی پوتی ساقط ہوگی لیکن اگر اُس کے ساتھ یا اُس کے نیچے درجہ میں کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اُس کو عصبہ (بالغیر) بنا دے گا۔ سگی بہن میت کے بیٹا یا پوتا نہ چھوڑنے کی صورت میں بیٹیوں کے حکم میں ہے۔ علاتی بہنیں (جو باپ شریک ہوں اور اُن کی مائیں علیحدہ علیحدہ ہوں) وہ حقیقی بہنوں کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی مثل ہیں اور دونوں قسم کی بہنیں یعنی حقیقی و علاتی میت کی بیٹی یا پوتی کے ساتھ عصبہ (مع الغیر) ہو جاتی ہیں اور بیٹے اور پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ کے ساتھ ساقط اور امام صاحب کے نزدیک دادا کے ساتھ بھی محروم ہیں۔ سوتیلے بھائی، بہن جو فقط ماں میں شریک ہوں ان میں سے ایک ہو تو چھٹا اور زیادہ ہوں تو تہائی اور ان میں مرد و عورت برابر حصہ پائیں گے اور بیٹے، پوتے اور اس کے ماتحت کے پوتے اور باپ دادا کے ہوتے ساقط ہو جائیں گے باپ چھٹا حصہ پائے گا اگر میت نے بیٹا یا پوتا یا اُس سے نیچے کے پوتے چھوڑے ہوں اور اگر میت نے بیٹی یا پوتی یا اور نیچے کی کوئی پوتی چھوڑی ہو تو باپ چھٹا اور وہ باقی بھی پائے گا۔

جواصحاب فرائض کو دے کر بچے دادا یعنی باپ کا باپ، باپ کے نہ ہونے کی صورت میں مثل باپ کے ہے سوائے اس کے کہ ماں کو ثلث ما بقی کی طرف رد نہ کر سکے گا۔ ماں کا چھٹا حصہ ہے اگر میت نے اپنی اولاد یا اپنے بیٹے یا پوتے یا پر پوتے کی اولاد یا بھائی، بہن میں سے دو چھوڑے ہوں خواہ وہ بھائی سگے ہوں یا سوتیلے اور اگر اُن میں سے کوئی نہ چھوڑا ہو تو ماں کل مال کا تہائی پائے گی اور اگر میت نے زوج یا زوجہ اور ماں باپ چھوڑے ہوں تو ماں کو زوج یا زوجہ کا حصہ دینے کے بعد جو باقی رہے اُس کا تہائی ملے گا اور جدّہ کا چھٹا حصہ ہے خواہ وہ ماں کی طرف سے ہو یعنی نانی یا باپ کی طرف سے ہو یعنی دادی ایک ہو یا زیادہ ہوں اور قریب والی دور والی کے لئے حاجب ہو جاتی ہے اور ماں ہر ایک جدہ کو محجوب کرتی ہے اور باپ کی طرف کی جدات باپ کے ہونے سے محجوب ہوتی ہیں یعنی اِس صورت میں انہیں کچھ نہ ملے گا۔ زوج چہارم پائے گا اگر میت نے اپنی یا اپنے بیٹے، پوتے، پر پوتے وغیرہ کی اولاد چھوڑی ہو اور اگر اس قسم کی اولاد نہ چھوڑی ہو تو شوہر نصف پائے گا زوجہ میت کی اور اس کے بیٹے، پوتے وغیرہ کی اولاد ہونے کی صورت میں آٹھواں حصہ پائے گی اور نہ ہونے کی صورت میں چوتھائی۔

عصبات وہ وارث ہیں جن کے لئے کوئی حصہ معیّن نہیں اصحابِ فرائض سے جو باقی بچتا ہے وہ پاتے ہیں اِن میں سب سے اولیٰ بیٹا ہے پھر اُس کا بیٹا پھر اور نیچے کے پوتے پھر باپ پھر دادا پھر آبائی سلسلہ میں جہاں تک کوئی پایا جائے پھر حقیقی بھائی پھر سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر سگے بھائی کا بیٹا پھر باپ شریک بھائی کا بیٹا پھر چچا پھر باپ کے چچا پھر دادا کے چچا پھر آزاد کرنے والا پھر اُس کے عصبات ترتیب وار اور جن عورتوں کا حصہ نصف یا دو تہائی ہے وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ ہو جاتی ہیں اور جو ایسی نہ ہوں وہ نہیں ذوی الارحام، اصحابِ فرائض اور عصبات کے سوا جو اقارب ہیں وہ ذوی الارحام میں داخل ہیں اور ان کی ترتیب عصبات کی مثل ہے۔

☆.........يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ (سورۃ النسآء آیت نمبر 176)

ترجمہ کنز الایمان: اے محبوب تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں تم فرمادو کہ اللہ تمہیں کلالہ (ف ۱) میں فتویٰ دیتا ہے اگر کسی مرد کا انتقال ہو جو بے اولاد ہے (ف ۲) اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے (ف ۳) اور مرد اپنی بہن کا وارث ہوگا اگر بہن کی اولاد نہ ہو (ف ۴) پھر اگر دو بہنیں ہوں ترکہ میں ان کا دو تہائی اور اگر بھائی بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر اللہ تمہارے لئے صاف بیان فرماتا ہے کہ کہیں بہک نہ جاؤ اور اللہ ہر چیز جانتا ہے۔

(سورۃ النسآء آیت نمبر 176)

﴿......تفسیر خزائنُ العِرفان......﴾

(ف ا)......کلالہ اس کو کہتے ہیں جو اپنے بعد نہ باپ چھوڑے نہ اولاد،

(ف)......شانِ نزول : حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بیمار تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کے عیادت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت جابر بے ہوش تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو فرما کر آبِ وضو اُن پر ڈالا انہیں افاقہ ہوا آنکھ کھول کر دیکھا تو حضور تشریف فرما ہیں عرض کیا یارسول اللہ میں اپنے مال کا کیا انتظام کروں اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی،(بخاری ومسلم) ابوداؤد کی روایت میں یہ بھی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جابر میرے علم میں تمہاری موت اس بیماری سے نہیں ہے۔ اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔

مسئلہ : بزرگوں کا آبِ وضو تبرک ہے اور اس کو حصولِ شفا کے لئے استعمال کرنا سنت ہے۔

مسئلہ : مریضوں کی عیادت سنت ہے۔

مسئلہ : سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالی نے علوم غیبیہ عطا فرمائے ہیں، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم تھا کہ حضرت جابر کی موت اس مرض میں نہیں ہے۔

(ف)......اگر وہ بہن سگی یا باپ شریک ہو۔

(ف)......یعنی اگر بہن بے اولا د مری اور بھائی رہا تو وہ بھائی اُس کے کل مال کا وارث ہوگا۔

ثم یبدا بالعصبات من جهة النسب والعصبة مطلقا كل من ياخذ من التركة ما ابقته اصحاب الفرائض وعندالانفراد يحرز جميع المال ثم يبدا بالعصبة من جهة السبب وهو مولى العتاقةِ ثم عصبتهٖ على ترتيب.

ثم الرد على ذوى الفروض النسبية بقدر حقوقهم ثم ذوى الارحام ثم مولى الموالاة ثم المقرله بالنسب على الغير بحيث لم يثبت نسبه باقراره من ذالک الغير اذا مات المقرعلى اقراره ثم الموصٰى له بجميع المال ثم بيت المال.

....

ترجمہ : پھر تقسیم ترکہ اس عصبہ سے شروع کیا جائے گا، جو نسب کی جہت سے ہو اور عصبہ مطلق ہر اس شخص کو کہا جاتا ہے، جو اصحاب فرائض سے بچا ہوا ترکہ لے لیتا ہے۔ اور تنہا ہونے کی صورت میں کل مال کا مالک ہو جاتا ہے، پھر اس عصبہ کی باری ہے جو سبب کی جہت سے ہو، اور یہ عصبہ مولی العتاقہ ہوتا ہے، پھر مولی العتاقہ کے عصبہ سے علی الترتیب شروع کیا جائے گا۔

اس کے بعد نسبی ذوی الفروض پر ان کے حقوق کے بقدر رد کیا جائے گا۔ پھر ذوی الارحام، پھر مولی الموالات، پھر ایسے شخص کی باری ہے جس کے نسب کا اقرار میت کے علاوہ کسی اور کے لیے کیا گیا ہو، بایں طور کہ اس کے نسب کا اقرار اس غیر سے ثابت نہ ہو جب کہ مقر اپنے اقرار پر فوت ہو جائے، اس کے بعد وہ شخص وارث ہوگا، جس کے لیے میت نے کل مال کی وصیت کی ہو، پھر آخر میں بیت المال کا نمبر ہے۔

سوال: ترکہ کسے کہتے ہیں؟

جواب: ترکہ کا لغوی معنی چھوڑنا ہے۔ جبکہ علم الفرائض کی اصطلاح میں میت کے بعد اس کے مال اور حقوق سے جو کچھ باقی بچتا ہے اسے ترکہ کہتے ہیں۔ مثلاً، زمین، مکان، بینک بیلنس، وغیرہ

سوال: ترکہ میت کے مستحقین کی تعداد کتنی ہے؟

جواب: میت کے ترکہ کے مستحقین کی تعداد 10 ہے جو کہ بالترتیب درج ذیل ہیں۔

﴿1﴾ ...... اصحاب الفرائض۔
﴿2﴾ ...... عصبہ نسبیہ۔
﴿3﴾ ...... عصبہ سببیہ۔
﴿4﴾ ...... عصبہ سببیہ کے مذکر عصبات۔
﴿5﴾ ...... رد علی ذوی الفروض النسبیہ۔
﴿6﴾ ...... ذوالارحام۔
﴿7﴾ ...... مولی الموالات۔
﴿8﴾ ...... مقر لہ بالنسب علی الغیر۔
﴿9﴾ ...... موصی لہ بجمیع مالہ۔
﴿10﴾ ...... بیت المال۔

نوٹ : علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اب بیت المال میں نہیں بلکہ فقراء میں تقسیم کیا جائے گا۔

﴿فصل فی الموانع﴾

من الارث اربعة الاوّل الرق وافرا کان او ناقصًا والثّانی القتل الذی یتعلق به وجوب القصاص اوالکفارة والثالث اختلاف الدینین والرابع اختلاف الدّارین اما حقیقة کالحربی والذمی اوحکما کالمستامن والذمی اوالحربیین من دارین مختلفین والدّار انما تختلف باختلاف المنعة ای العسکرواختلاف الملک لا نقطاع العصمة فیما بینهم ۔

....

ترجمہ :یہ فصل موانع ارث کے بارے میں ہے ، وراثت سے مانع چار چیزیں ہیں،غلامی چاہے کامل ہو یا ناقص اور ایسا قتل جس کی وجہ سے قصاص یا کفارہ کا وجوب متعلق ہو اور اختلاف الدینین اور اختلاف الدارین چاہے حقیقی ہو جیسے:حربی اور ذمی، یا حکمی ہو جیسے: مستامن اور ذمی، یا دو ایسے حربی جو مختلف ملکوں کے باشندے ہوں اور ملک صرف فوجوں اور بادشاہ کے مختلف ہونے سے بدل جاتا ہے، کیونکہ ان کے درمیان محافظت اور نگہبانی ختم ہو جاتی ہے۔

سوال :مورث،وارث اور وراثت کی تعریفات بیان کریں؟

جواب : ان کی تعریفات یہ ہیں۔

مورث کی تعریف : فوت ہونے والے شخص کو مورث کہتے ہیں۔

وارث کی تعریف: وارث اس زندہ شخص کو کہتے ہیں جو میت کے ترکے کا شرعی طور پر مالک بنتا ہے۔

وراثت کی تعریف: وراثت کا لغوی معنیٰ کسی چیز کا کسی کے بعد باقی رہنا،

اصطلاحِ شرع میں کسی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہونا وراثت کہلاتا ہے،مثلاً،مال،علم۔

سوال:موانعِ ارث کتنے ہیں تحریر فرمائیں؟

جواب :وراثت سے محروم کرنے والی چار چیزیں ہیں۔

﴿1﴾..........رقیت، ﴿2﴾..........قتل،

﴿3﴾..........اختلافِ دارین، ﴿4﴾..........اختلاف دینین۔

﴿1﴾...... **رقیت**:غلام ہونا خواہ کامل ہو جیسے خالص غلام۔یا ناقص غلام ہو جیسے مدبر یا مکاتب ہونا۔

﴿2﴾...... **قتل** : جس قتل کے ساتھ وجوب قصاص یا وجوب کفارہ متعلق ہو۔

قتل کی اقسام : قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔

(۱)......قتل عمد۔ (۲)......قتل شبہ عمد۔

(۳)......قتل خطاء۔ (۴)......قتل قائم مقام خطاء۔

(۵)......قتل بالسبب۔

﴿3﴾...... **اختلاف دارین** : حقیقۃً ہو جیسے، حربی وذمی یا حکماً ہو، جیسے، مستامن وذمی یا دو حربی دو مختلف داروں میں اختلاف دارین کا حکم غیر مسلم رعایا کے لئے ہے، مسلمان باشندگان مملکت پر اس کا اطلاق نہیں ہوتا۔ چنانچہ مسلمان ملک میں بسنے والا مسلمان وارث، کافر ملک میں مرنے والے مسلمان مورث کے ترکہ سے حصہ پانے کا اہل ہے بشرطیکہ کافر ملک کا قانون اس کی اجازت دیتا ہو۔ اسی طرح اسلامی ملک میں فوت ہونے والے مورث کے، کافر ملک میں بسنے والے ورثاء اگر اس کے ترکہ سے کچھ حاصل کر سکیں تو اسلامی ریاست کو اس سے کوئی تعرض نہیں، لہذا پاکستان کے مسلمان اور وہ مسلمان جو ہندوستان، امریکہ، یورپ یا کہیں اور جگہ رہتے ہوں، ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

﴿4﴾...... **اختلاف دینین** : اگر وارث کافر ہے اور مورث مسلمان یا اس کا عکس ہو تو ان کے درمیان وراثت تقسیم نہیں ہوگی اگر چہ کتنا ہی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو۔

﴿1﴾......فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے۔"لا یرث الکافر المسلم ولا یرث المسلم الکافر"

﴿2﴾......فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے۔"لا یتوارث اھل ملتین شتّٰی"

﴿باب معرفة الفروض و مستحقیها﴾

الفروض المقدرة فی کتاب اللّٰہ تعالی ستة النصف والربع والثمن والثلثان والثلث والسدس علی التضعیف والتصیب واصحاب هذه السهام اثنا عشر نفراً اربعة من الرجال وهم الاب والجد الصحیح وهو اب الاب وإن علا والأخ لام والزوج وثمان من النّساء وهن الزوجة والبنتُ وبنتُ الابن وإن سفلت والاخت لاب وام والاختُ لاب والا ختُ لام والام والجدّةُ الصّحیحة وهی التی لایدخل فی نسبتها الی المیت جد فاسدٌ .

....

ترجمہ : قرآن پاک میں مقرر شدہ کل چھ حصے ہیں، نصف، ربع، ثمن، ثلثین، ثلث، سدس، دوگنا اور آدھا کرنے کے لحاظ سے اور ان حصوں کے حقدار کل بارہ قسم کے لوگ ہیں، چار تو مرد ہیں، اور یہ باپ، دادا صحیح یعنی باپ کا باپ اگر چہ اس سے اوپر کا ہو اور تیسرا اخیافی بھائی، چوتھا شوہر ہے اور آٹھ حقدار عورتوں سے ہیں اور یہ بیوی، بیٹی، پوتی اگر چہ نیچے تک چلی جائیں، حقیقی بہن، باپ شریک بہن، اخیافی بہن، ماں اور دادی صحیحہ، یہ وہ دادی ہے، جس کی نسبت میت کی طرف کی جائے تو درمیان میں جدّ فاسد کا واسطہ نہ آئے۔

سوال: کل مقرر کردہ حصے کتنے ہیں؟

جواب: قرآن پاک میں مقرر شدہ کل چھ حصے ہیں، نصف، ربع، ثمن، ثلثان، ثلث، سدس، ہیں۔

سوال: اصحاب الفروض کتنے اور کون سے ہیں؟

جواب : اصحاب الفروض کل بارہ ہیں۔ چار مرد اور آٹھ عورتیں۔

چار مرد :

(۱)......باپ 3	(۲)......دادا 4
(۳)......اخیافی بھائی (ماں شریک) 3	(۴)......شوہر 2

آٹھ عورتیں:

(۱)......بیٹی 3	(۲)......پوتی 6
(۳)......ماں 3	(۴)......جدہ صحیحہ (دادی نانی) 2
(۵)......حقیقی بہن 5	(۶)......علاتی بہن (باپ شریک) 7
(۷)......اخیافی بہن (ماں شریک)	(۸)......بیوی 2

سوال: تمام اصحابِ فرائض کے احوال لکھیں اور اصحابِ فرائض کے حصص والی آیات قرآنی بھی لکھیں؟

جواب : **یاد رکھیں !**

کہ احوال جاننے سے پہلے ایک اسلوب ذہن نشین کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے۔

وراثت میں جو رشتہ داریاں بیان کی جاتی ہیں وہ ورثاء کے اپنے اعتبار سے نہیں ہوتی بلکہ میت کے اعتبار سے ہوتی ہیں یعنی جب لفظِ ''دادا'' بولا جائے گا تو مراد میت کا دادا ہوگا اور جب لفظِ ''پوتا'' بولا جائے گا تو مراد میت کا پوتا ہوگا اور جب لفظِ ''بیوی'' بولا جائیگا تو مراد میت کی بیوی ہوگی۔

جد صحیح کی تعریف :

جد صحیح سے مراد وہ شخص ہے کہ جب اس کی میت کی طرف نسبت کی جائے تو درمیان میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو، مثلاً۔ دادا...... کہ پوتے اور دادا کے مابین کسی عورت کا واسطہ نہیں ہوتا۔

جدفاسد کی تعریف : جدفاسد سے مراد وہ شخص ہے کہ جب اس کی میت کی طرف نسبت کی جائے تو درمیان میں کسی عورت کا واسطہ ہو، مثلاً۔ نانا...... کہ نواسا اور نانا کے مابین عورت کا واسطہ ہوتا ہے۔

امّا الاب فله احوال ثلث الفرض المطلق وهو السّدس وذالک مع الابن وابن الابن وان سفل والفرض والتعصیب معًا وذالک مع الابنة او ابنة الابن وان سفلت والتعصیب المحضُ وذالک عند عدم الولد و ولدالابن وان سفل .

ترجمه : بہرحال باپ تو اس کے وارث ہونے کی تین صورتیں ہیں: ا۔فرض مطلق: یہ چھٹا حصہ ہے اور باپ کا یہ حصہ میت کے بیٹے، پوتے، پڑپوتے اگرچہ نیچے تک چلے جائیں۔ ۲۔فرض وعصبہ معاً: اور باپ کا یہ حصہ بیٹی، پوتی کی موجودگی میں ہے، اگرچہ یہ پوتیاں نیچے تک چلی جائیں۔ ۳۔صرف عصبہ: اور باپ کا یہ حصہ بیٹے، پوتے، پڑپوتے نیچے تک کی عدم موجودگی میں ہے۔

اصحاب فرائض کے احوال مع آیات قرآنی

﴿1﴾ باپ کے احوال

باپ کی تین حالتیں ہیں۔ (father)

﴿1﴾ **سُدُس** : جب میت کی مذکر اولاد "الی الاسفل" موجود ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ=1/6) ملتا ہے۔

﴿2﴾ **سُدُس و عصبه** : جب میت کی مؤنث اولاد "الی الاسفل" موجود ہو اور مذکر اولاد "الی الاسفل" موجود نہ ہو تو باپ کو سدس (چھٹا حصہ=1/6) اور تقسیم کے بعد جو باقی بچے وہ ملتا ہے۔

﴿3﴾ **عصبه** : جب اولاد نہ ہو تو باپ عصبہ بنے گا۔

سُدُس: وَلِاَبَوَیۡهِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡهُمَا السُّدُسُ "النساء" آیت 11

ترجمہ کنزالایمان: اور میت کے ماں باپ کو ہر ایک کو اس کے ترکہ کا چھٹا۔

والجدالصّحیح کالاب الا فی اربع مسائل وسنذ کرھا فی مواضعها ان شاء الله تعالی ویسقط الجد بالاب لان الاب اصل فی قرابة الجد الی المیت والجدُّ الصحیح ھو الذی لا تدخل فی نسبته الی المیت اُم .

ترجمه : اوردادا باپ ہی کے مثل ہے، سوائے چار مسائل کے، جنہیں ہم عنقریب ان کے مواقع پر ذکر کریں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ اور دادا باپ کے ہوتے ہوئے ساقط ہوجاتا ہے، اس لیے کہ باپ اصل ہے، دادا کو میت کی طرف رشتہ داری کی نسبت دینے میں اور جدِ صحیح وہ ہے کہ میت کی طرف اس کی نسبت کرنے میں ماں کا واسطہ نہ ہو۔

﴿2﴾ دادا کے احوال

دادا کی چار حالتیں ہیں۔ (Grand-father)

﴿1﴾...... ''دادا'' باپ کی موجودگی میں ساقط ہوجائے گا یعنی باپ کے ہوتے ہوئے دادا کو حصہ نہیں ملے گا۔

نوٹ : باقی تینوں حالتیں باپ والی ہیں، جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں، بغور پڑھ لیں۔

واَمّا لاولادِ الام فاحوال ثلث السُّدس للواحد والثلث الاثنین فصاعدا ذکورھم واناثھم فی القسمة والاستحقاق سواءٌ ویسقطون بالولد وولد الابن وان سفل وبالاب وبالجدبالاتفاق .

ترجمه : اور بہرحال ماں شریک اولاد کے تین احوال ہیں، ایک کے لیے سدس ہے اور دو یا ان سے زیادہ کے لیے ثلث ہے مذکر و مؤنث اس تقسیم اور استحقاق میں برابر ہیں اور یہ باپ شریک اولاد بیٹے اور پوتے نیچے تک کے ہوتے ہوئے محروم ہوجاتے ہیں اور باپ دادا کے ہوتے ہوئے بھی بالاتفاق محروم ہوجائیں گے۔

اخیافی بہن، بھائی کے احوال

ان کی تین حالتیں ھیں۔ (step-brother,s)

﴿1﴾...... **ساقط**: جب میت کی اولاد (الی الاسفل) یا اصول (الی الاعلی) میں سے کوئی مرد موجود ہو تو اخیافی بہن، بھائی ساقط۔

﴿2﴾...... **سُدُس**: جب صرف ایک اخیافی (ماں شریک) بہن یا بھائی ہو تو سُدُس پائے گا۔

﴿3﴾...... **ثُلُث**: جب دو یا دو سے زیادہ اخیافی بھائی، بہن ہوں تو سب ثُلُث میں شریک ہوں گے۔

نوٹ: اخیافی بہن، بھائی کبھی بھی عصبہ نہیں بنتے اور ان کو برابر، برابر حصہ ملتا ہے یعنی بہن اور بھائی دونوں کو برابر برابر حصہ ملتا ہے۔

سُدُس: قرآن کریم میں ہے وَ اِنْ کَانَ رَجُلٌ یُّوْرَثُ کَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ؕ النساء 12,

ترجمہ کنز الایمان: اور اگر کسی ایسے مرد کا ترکہ بٹتا ہو جس نے ماں، باپ، اولاد کچھ نہ چھوڑا ہو اور ماں کی طرف سے اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کو چھٹا۔

حدیث پاک میں ہے قال علی وللاخ من الام السدس

ثُلُث: قرآن کریم میں ہے فَاِنْ کَانُوْۤا اَکْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِی الثُّلُثِ النساء 12

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر وہ بہن، بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب تہائی میں شریک ہیں۔

﴿5﴾ شوھر کے احوال

وامّا للزوج فحالتان النصف عندعدم الولدوولد الابن وان سفل والربع مع الولد اوولد الابن وان سفل .

....

ترجمہ: اور جب کہ شوہر کے میراث پانے کی دو ہی حالتیں ہیں، نصف پائے گا بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی نیچے تک نہ ہونے کی حالت میں اور ربع کا حقدار ہوگا بیٹا، بیٹی پوتا پوتی نیچے تک کے موجود ہونے کی حالت میں۔

شوہر کی دو حالتیں ہیں۔(husband)

﴿1﴾......جب میت کی اولاد نہ ہوتو شوہر کو نصف ملے گا۔

﴿2﴾......جب میت کی اولاد ہوتو شوہر کو ربع ملے گا۔

نصف: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۔(النساء 12)

ترجمہ کنز الایمان: اور تمہاری بیبیاں جو چھوڑ جائیں اس میں سے تمہیں آدھا ہے اگر ان کی اولاد نہ ہو۔

ربع: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۔(النساء 12)

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر ان کی اولاد ہوتو اُن کے ترکہ میں سے تمہیں چوتھائی ہے ۔

﴿فصل فی النساء﴾

اما للزوجات حالتانِ الربع للواحدة فصا عدة عندعدم الولد او ولد الابن وان سفل والثُمن مع الولد اوولدالابن وان سفل .

ترجمہ: بہرحال بیویوں کے میراث پانے کی دو حالتیں ہیں، ایک یا ایک سے زیادہ کے لیے ربع ہے، بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی نیچے تک نہ ہونے کی صورت میں اور ثمن ملے گا بیٹا، بیٹی یا پوتا، پوتی نیچے تک کے ہونے کی صورت میں۔

﴿6﴾ بیوی کے احوال

بیوی کی دوحالتیں ہیں۔(wife)

﴿1﴾......جب میت کی اولاد نہ ہوتو بیوی کو ربع ملے گا۔

﴿2﴾......جب میت کی اولاد ہوتو بیوی کو ثمن ملے گا۔

ربع: ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ ۔

ترجمہ کنز الایمان: تمہارے ترکہ میں عورتوں کا چوتھائی ہے اگر تمہاری اولاد نہ ہو۔(النساء 12)

ثمن: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ۔

ترجمہ کنز الایمان: پھر اگر تمہاری اولاد ہو تو ان کا تمہارے ترکہ میں سے آٹھواں ۔ (النساء 11)

امّا لبنات الصُلب فاحوال ثلث النصف للواحدة و الثلثان للاثنتين فصاعدة ومع الابن للذكر مثل حظ الانثيين وهو يعصبهن .

....

ترجمہ : اور حقیقی بیٹیاں تو ان کے تین احوال ہیں، ایک کے لیے نصف ہے، دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان ہے اور بیٹے کے ہوتے ہوئے ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ (یعنی بیٹے کا حصہ دولڑکیوں کے برابر ہے) کے قانون کے مطابق حصہ ملے گا اور بیٹا بیٹیوں کو عصبہ بنا دے گا۔

﴿7﴾ بنات کے احوال

ان کی تین حالتیں ھیں ۔ (Daughter,s)

﴿1﴾ ...... **نصف** : جب میت کی صرف ایک بیٹی ہو تو نصف ملے گا۔

﴿2﴾ ...... **ثلثان**: جب میت کی دو یا دو سے زیادہ بیٹیاں ہوں تو ثلثان ملے گا۔

﴿3﴾ ...... **عصبہ** : جب میت کی بیٹی، بیٹے کے ساتھ ہو تو عصبہ بالغیر بنے گی یعنی ہر بیٹے کو بیٹی کا دُگنا ملے گا۔

نصف : قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ۔

ترجمہ کنزالایمان: اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا ۔(النساء 11)

ثلثان: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگر چہ دو سے اوپر (یعنی دو سے زائد ہوں) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی (یعنی ثلثان ملے گا)۔

عصبہ : قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۔

ترجمہ کنزالایمان: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

وبنات الابن كبنات الصُلب ولهن احوال ست النصف للواحدة و الثلثان للاثنتين فصاعدةً عند

یکون بحذائهن او اسفل منهن غلام فیعصبهن و ح یکون الباقی بینهم للذکر مثل حظ الانثیین ویسقطن بالابن .

....

ترجمہ : پوتیاں حقیقی بیٹیوں کی مثل ہیں اوران کے چھ احوال ہیں ،نصف ایک کے لیے ،دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان جب کہ حقیقی بیٹیاں نہ ہوں اور پوتیوں کے لیے سدس ہے ایک بیٹی کے ہوتے ہوئے دو ثلث مکمل کرنے کے لیے اور پوتیاں دو حقیقی بیٹیوں کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہوں گی مگر یہ کہ انکے بالمقابل یا ان سے نچلے درجے کا کوئی لڑکا موجود ہو تو وہ ان پوتیوں کو عصبہ بنادے گا اور باقی ماندہ ترکہ ان کے مابین ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا اور یہ پوتیاں بیٹے کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتی ہیں۔

ولو ترک ثلاث بنات ابن بعضهن أسفل من بعض .وثلاث بنات ابن ابنِ ١ خر بعضهن أسفل من بعض . ثلاث بنات ابن ابن ابن ١خر بعضهن أخر ١خر بعضهن أسفل من بعض بهذا الصورة .

میـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــت

الفريق الاول	الفريق الثانی	الفريق الثالث
ابن	ابن	ابن
ابن بنت	ابن	ابن
ابن بنت	ابن بنت	ابن
ابن بنت	ابن بنت	ابن
بنت	ابن بنت	ابن بنت
	بنت	ابن بنت
		بنت

العليا من الفريق الاول لا يوازيها أحد .والواسطى من الفريق الاول توازيها العليا من الفريق الثانی . والسفلى من الفريق الاول توازيها الوسطى من الفريق الثانی والعليا من الفريق الثالث .

والسفلى من الفريق الثانى توازيها الوسطى من الفريق الثالث . والسفلى من الفريق الثالث لا يوازيها أحد.

....

ترجمہ : اگر مرنے والا اپنے پیچھے ایسی تین پوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچی ہوں اور تین ایسی پڑپوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچے ہوں اور تین ایسی سکڑ پوتیاں چھوڑ جائے جو بعض بعض سے نیچے ہوں جس کی یہ صورت ہے۔(صورت متن میں مذکور ہے) فریق اول کی علیا یعنی پہلی لڑکی کے مقابل کوئی لڑکی نہیں ہے اور فریق اوّل کی واسطی یعنی درمیانی لڑکی کے مقابل میں فریق ثانی کی علیا یعنی اوّل لڑکی موجود ہے اور فریق اول کی سفلی یعنی آخری لڑکی کے مقابل میں فریق ثانی کی وسطی (درمیانی) لڑکی اور فریق ثالث کی علیا (اول) لڑکی موجود ہے، اور فریق ثانی کی آخری بیٹی کے مقابل میں فریق ثالث کی وسطی لڑکی موجود ہے اور فریق ثالث کی آخری بیٹی کے مقابل میں کوئی بیٹی موجود نہیں ہے۔

إذا عرفت هذا فنقول للعليا من الفريق الاول النصف وللوسطى منن الفريق الاول مع من يوازيها السدس تكملةً للثلثين ولا شى للسفليات الا ان يكون معهنّ غلام فيعصبهن من كانت بحذائه ومن كانت فوقة ممن لم يكن ذات سهم ويسقط من دونه .

ترجمہ : جب تجھے یہ صورت معلوم ہوگئی تو اب ہم کہتے ہیں کہ فریق اوّل کی علیا کے لیے نصف ہے اور فریق اول ہی کی واسطی اور جو اس کے بالمقابل ہے ان دونوں کے لیے سدس ہے دو ثلث کو مکمل کرنے کے لیے اور بقیہ جتنی سفلیات ہیں ان کے لیے کچھ بھی نہیں۔ البتہ جب ان کے ساتھ کوئی لڑکا ہو تو وہ ان لڑکیوں کو عصبہ بنا دے گا جو ان کے بالمقابل ہیں اور ان کو بھی جو اس لڑکے سے اوپر ہیں جن کا فرض حصہ نہ ہو اور یہ اپنے نیچے کی تمام لڑکیوں کو محروم کر دے گا۔

﴿8﴾ پوتیوں کے احوال

ان کی چھ حالتیں ھیں۔ (grand-daughter)

﴿1﴾...... **ساقط**: جب میت کا بیٹا موجود ہو تو پوتی ساقط۔

﴿2﴾...... **ساقط**: جب میت کی دو بیٹیاں یا ایک بیٹی اور اوپر کے درجے میں ایک پوتی ہو تو نچلے درجے کی پوتی ساقط۔

﴿3﴾...... **نصف**: مذکورہ دونوں صورتیں نہ ہوں بلکہ میت کی صرف ایک پوتی ہو تو نصف ملے گا۔

{4} **ثلثان**: مذکورہ صورتیں نہ ہوں بلکہ میت کی دو یا دو سے زائد پوتیاں ہوں تو ثلثان ملے گا۔

{5} **سُدُس**: جب میت کی صلبی (حقیقی) بیٹی کے ساتھ پوتی اپنے درجہ میں اکیلی ہو یا چند ہوں تو بیٹی کو نصف اور پوتی یا چند پوتیاں ہوں تو سب سُدُس میں شریک ہوں گی۔

{6} **عصبہ بالغیر**: عصبہ بالغیر اس وقت ہوں گی جب کہ ان کے درجے میں یا ان کے بعد کوئی لڑکا ہو تو وہ اپنے درجے والیوں اور اپنے سے اوپر والیوں کو عصبہ بنا دے گا۔

تشرح: (۱)...... جب میت کا اسی درجہ میں کوئی پوتا موجود ہو تو اس میت کی پوتی، پوتے کے ساتھ عصبہ بالغیر بنے گی۔

(۲)...... جب میت کا اس درجے سے نیچے کوئی پوتا ہو اور اُوپر کے درجے میں بیٹیاں یا پوتیاں یا پھر بیٹی اور پوتی ہو مگر اُوپر یا اسی درجے میں کوئی بیٹا یا پوتا نہ ہو تو پوتی عصبہ بالغیر بنے گی۔

نصف: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ۔

ترجمہ کنزالایمان: اگر ایک لڑکی ہو تو اس کا آدھا۔(النساء 11)

ثلثان: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ۔

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر نری لڑکیاں ہوں اگرچہ دو سے اوپر (یعنی دو سے زائد ہوں) تو ان کو ترکہ کی دو تہائی (یعنی ثلثان ملے گا)۔

عصبہ: قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا ہے لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ۔

ترجمہ کنزالایمان: بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

واما للاخوات لاب وام فاحوال خمس النصف للواحدة والثلثان الاثنتين فصاعدة ومع الاخ لاب وام للذكر مثل حظ الانثيين يصرن به عصبة لا ستوائهم فى القرابة الى الميت ولهن الباقى مع البنات او مع بنات الابن لقوله عليه السلام ﴿إجعلوا الاخواتِ مع البناتِ عصبةً﴾.

......

ترجمہ: حقیقی بہنوں کے پانچ احوال ہیں ایک کے لیے نصف، دو یا دو سے زیادہ کے لیے ثلثان ہے اور حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے مطابق عصبہ ہو جائیں گی کیونکہ میت کی جانب رشتہ داری میں بھائی، بہن برابر

وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ بہنوں کو بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بناؤ۔

﴿9﴾ حقیقی بھنوں کے احوال

ان کی پانچ حالتیں ھیں ۔(kin-sister,s)

﴿1﴾...... **ساقط**: جب میت کے اصول یا فروع میں کوئی مرد موجود ہو تو حقیقی بہن ساقط یعنی اسے کچھ نہ ملے گا۔

﴿2﴾...... **نصف**: جب میت کی حقیقی بہن ایک ہو تو نصف ملے گا۔

﴿3﴾...... **ثلثان**: جب میت کی حقیقی بہنیں دو یا دو سے زائد ہوں تو ثلثان پائیں گی۔

﴿4﴾...... **عصبہ** : میت کے حقیقی بھائی کے ساتھ عصبہ بالغیر بنیں گی۔

﴿5﴾...... **عصبہ** : جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں یا پھر بیٹی اور پوتی ہو تو حقیقی بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔

نصف: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ وَلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ۔(النساء، 176)

ترجمہ کنزالایمان: اور اس کی ایک بہن ہو تو ترکہ میں اس کی بہن کا آدھا ہے۔

ثلثان: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ۔ (النساء، 176)

ترجمہ کنزالایمان: پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ترکہ میں ان کا دو تہائی۔

عصبہ : قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے۔ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر بھائی، بہن ہوں مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر۔(النساء، 176)

والاخوات لاب كالاخوات لاب وام ولهن احوال سبع النصف للواحدة والثلثان للاثنتين فصاعدة عندعدم الاخواتِ لاب وام ولهن السدس مع الاخت لاب وام تكملةً للثلثين ولا يرثن مع الاختين لاب وام الا ان يكون معهن اخ لاب فيعصبهن والباقى بينهم للذكر مثل حظ الانثيين والسادسة ان يصرن عصبة مع البنات اومع بنات الابن لما ذكرنا وبنو الاعيان وبنو العلات كلهم يسقطون بالابن وابن الابن وان سفل وبالاب بالاتفاق وبالجد عند ابى حنيفة ويسقط بنو العلات ايضا

بالاخ لاب وام وبالاختِ لابِ وام اذا صارت عصبة.

....

ترجمہ : اورعلاتی یعنی باپ شریک بہنیں حقیقی بہنوں کی ہی مثل ہیں، ان کے سات احوال ہیں، ایک کے لیے نصف ہے دو یا دو سے زائد کے لیے دو ثلث ہیں حقیقی بہن کی عدم موجودگی میں، ان کے لیے سدس ہے حقیقی بہن کی موجودگی میں، تاکہ دو ثلث مکمل ہو جائیں، اور دو حقیقی بہنوں کے ہوتے ہوئے باپ شریک بہنیں محروم ہو جاتی ہیں، ہاں اگر ان کے ساتھ کوئی حقیقی بھائی ہو تو وہ انہیں عصبہ بنا دے گا اور باقی ماندہ مال ان کے درمیان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کی بنا پر تقسیم ہوگا۔ چھٹا حال یہ ہے کہ یہ باپ شریک بہنیں میت کی بیٹیوں اور پوتیوں کے ہوتے ہوئے عصبہ بن جاتیں ہیں جیسا کہ ہم پہلے (اجعلوا الاخوات) کی حدیث ذکر کر چکے ہیں اور حقیقی یا باپ شریک بھائی بہن میت کے بیٹے پوتے نیچے تک اور بالاتفاق باپ کے ہوتے ہوئے محروم ہو جاتے ہیں اور جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک دادا کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں، نیز باپ شریک بھائی بہنیں حقیقی بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے بھی محروم ہو جاتے ہیں اور حقیقی بھائی کی موجودگی میں بھی علاتی بھائی بھی محروم ہو جاتے ہیں جبکہ حقیقی بہن عصبہ بن جائے۔

علاتی بهنوں کے احوال

ان کی سات حالتیں هیں۔ (step-sister,s)

﴿1﴾...... **ساقط** : جب میت کے اصول یا فروع میں کوئی مرد موجود ہو یا حقیقی بھائی موجود ہو یا حقیقی بہن عصبہ بن چکی ہو تو علاتی بہنیں ساقط یعنی انہیں کچھ نہ ملے گا۔

﴿2﴾...... **ساقط** : جب میت کی ایک سے زائد حقیقی (سگی) بہنیں ہوں تو علاتی (باپ شریک) بہنیں ساقط ہو جائیں گی۔

﴿3﴾...... **نصف** : مذکورہ صورتیں نہ ہوں اور علاتی بہن ایک ہو تو **نصف** ملے گا۔

﴿4﴾...... **ثلثان** : مذکورہ صورتیں نہ ہوں اور علاتی بہنیں دو یا زائد ہو تو **ثلثان** ملے گا۔

﴿5﴾...... **سُدُس** : جب ایک حقیقی بہن ہو تو علاتی بہنوں کو سدس ملے گا۔

﴿6﴾...... **عصبه** : جب میت کی علاتی بہن کے ساتھ علاتی بھائی ہو تو علاتی بہن عصبہ بالغیر بنے گی یعنی بھائی کو بہن کا ڈگنا ملے گا

﴿7﴾...... **عصبه** : جب میت کی بیٹیاں یا پوتیاں موجود ہوں تو علاتی بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔

واما للام فاحوال ثلاث السدس مع الولد اوولد الابن وان سفل اومع الاثنين من الاخوة والا خوات فصاعداً من اى جهةٍ كانا وللام ثلث الكل عند عدم هولاء المذكورين فلها ثلث مابقى بعد فرض احد الزّوجين وذالک فی مسالتين زوج وابوين اوزوجةٍ و ابوين ولو كان مكان الا ب جد فللام ثلث جميع المال الا عندابى يوسف فان لها ثلث الباقى.

....

ترجمه : اور بہرحال ماں تو اس کے تین احوال ہیں سدس لے گی بیٹے یا پوتے نیچے تک ہوتے ہوئے یا دو یا دو سے زیادہ بھائی بہنوں کے ہوتے ہوئے یہ بھائی بہن کسی بھی جہت سے ہوں یعنی چاہے حقیقی ہوں یا علاتی اور ایک ثلث لے گی ان مذکورہ ورثاء کے نہ ہونے کی صورت میں اور ماقی کا ثلث لے گی زوجین میں سے ہر ایک کا حصہ نکالنے کے بعد اور یہ فقط دو مسئلوں میں ہے۔ ایک تو شوہر اور ماں باپ کے ہوتے ہوئے دوسرا بیوی اور ماں باپ کے ہوتے ہوئے اور اگر باپ کی جگہ دادا موجود ہو تو ماں کے لیے جمیع مال میں سے ایک ثلث ہے البتہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک ماں کے لیے باقی ماندہ مال کا ثلث ہے۔

ماں کے احوال

ماں کی تین حالتیں ھیں۔(mother)

﴿1﴾......**سُدُس** : جب میت کی اولاد (بیٹا، بیٹی پوتا، پوتی نیچے تک) کوئی موجود ہو یا حقیقی، علاتی، اخیافی بھائی، بہن میں سے کوئی بھی موجود ہو تو ماں کو سدس ملے گا۔

﴿2﴾......**ثلث ما بقی**: جب میت احد الزوجین (زوج یا زوجہ سے ایک) ہو اور ساتھ باپ ہو تو ماں کو ثلث ما بقی ملے گا۔

اس کی دو صورتیں ہیں اور وہ درج ذیل ہیں ۔

﴿۱﴾......جب میت شوہر ہو تو اس کی صورت یہ ہوگی زوجہ، ماں، باپ۔

﴿۲﴾......جب میت بیوی ہو تو اس کی صورت یہ ہوگی زوج، ماں، باپ۔

ثلث ما بقی سے مراد: احد الزوجین کو حصہ دینے کے بعد جو مال باقی بچے اس کا تہائی ثلث ماقی کہلاتا ہے۔

سُدُس : قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ۔

ترجمہ کنزالایمان: اور میت کے ماں باپ میں سے ہرایک کواس ترکہ سے چھٹا۔

ثُلُث: قرآن کریم میں ارشاد باری تعالی ہے

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۔

ترجمہ کنزالایمان: پھراگراس کی اولاد نہ ہواور ماں باپ چھوڑے تو ماں کا تہائی۔

وللجدة السدس لام كانت أولابن واحدة كانت او أكثر إذا كن ثابتات متحاذيات فى الدرجة ويسقطن كلهن بالام وابويات ايضا بالاب وكذالک بالحد الا ام الاب وان علت فانها ترث مع الجدلانها ليست من قبله .

....

ترجمہ : دادی کے لیے سدس ہے چاہے ماں کی جانب سے ہو یاباپ کی جانب سے ایک ہو یاایک سے زائد جب کہ یہ دادیاں یانانیاں صحیحہ ہوں اور درجہ میں بھی برابر ہوں اور ماں کی وجہ سے تمام دادیاں یانانیاں ساقط ہوجاتی ہیں اور باپ کی جانب سے دادیاں باپ کی وجہ سے ساقط ہوجاتی ہیں اسی طرح دادا کے ہوتے ہوئے بھی ساقط ہوجاتی ہیں سوائے پدری دادی کے اگرچہ وہ اوپر کے درجے کی ہواس لیے کہ یہ دادی دادا کے ہوتے ہوئے بھی وارث ہوتی ہے کیونکہ یہ دادی دادا کی جانب سے وارث نہیں ہوتی۔

والقربى من اى جهة كانت تحجب البعدى من أى جهةٍ كانت وارثة كانت القربیٰ أو محجوبة واذا كانت الحدة ذات قرابة واحدةٍ كأم أم الاب والاخرى ذات قرابتين أواكثر كام ام الام وهى ايضا أم اب الاب بهذهِ الصورة.

میت	
أم	أب
أم	أم
أم	أم

میت	
أم	أب
أم	أب
أم	أم

ام ام

یقسم السدس بینهما عند ابی یوسف رحمة الله أنصافا باعتبار الابدان .وعند محمد رحمة الله أثلاثا باعتبار الجهات .

....

ترجمه : اور قریبی دادی چاہے کسی بھی جہت سے ہو بعید والی کو چاہے کسی بھی جہت سے ہو محروم کر دے گی ،قریبی دادی وارث ہو یا مجوب ہو اور جب دادی ایک قرابت رکھتی ہو جیسے باپ کی نانی اور دوسری دادی دو یا اس سے زائد قرابت رکھتی ہو جیسے پڑنانی اور یہی پڑدادی بھی ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک ان دونوں کے درمیان سدس کو آدھا آدھا کر کے تقسیم کیا جائے رؤس کے لحاظ سے ،اور جب کہ امام محمد کے نزدیک جہت کا اعتبار کرتے ہوئے تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا۔

جدہ صحیحہ کے احوال

جدہ صحیحہ کی دو حالتیں ہیں۔

{1} ...... **ساقط**: میت کی ماں کی موجودگی میں تمام جدہ صحیحہ ساقط نیز قریب کے ہوتے ہوئے بعید والی ساقط ہوں گی۔

{2} ...... **سُدُس** :میت کی جدہ اگر اکیلی ہو تو سدس اور اگر اپنے ہی درجہ میں ایک سے زیادہ ہوں تو تمام سدس میں شریک ہوں گی

باب العصبات

العصبات النسبية ثلاثة عصبة بنفسه وعصبة بغيره, وعصبةٌ مع غيره, أمّا العصبة بنفسه فكل ذكر لا تدخل فى نسبته, إلى الميت انثى وهم اربعة اصنافٍ سجزء الميت واصله وجزء أبيه وجزء جده الاقربُ فالاقرب يرجحون بقرب الدّرجة أعنى اولهم بالميراث جزء الميت اى البنون ثم بنوهم وان سفلوا ثم اصلة اى الاب ثم الجدّاى اب الاب وإن علاثم جزء ابيه أى الاخوة ثمّ بنوهم وإن سفلوا ثم جزء جده اى الاعمام ثم بنوهم وإن سفلوا .

....

میت کی جانب نسبت کرنے میں کوئی عورت داخل نہ ہو اور ان کی چار اقسام ہیں (۱) میت کا جز (۲) میت کی اصل (۳) میت کے باپ کا جز (۴) میت کے دادا کا جز، ان میں سے جو قریب تر ہے وہی مستحق میراث ہے اور یہ درجہ کے قرب کی وجہ سے ترجیح دیئے جائیں گے، یعنی میراث پانے میں ان سب سے زیادہ حقدار جزءِ میت یعنی بیٹے ہیں پھر ان کے بیٹے ہیں اگر چہ نیچے کے درجہ تک چلے جائیں پھر میت کی اصل یعنی باپ پھر دادا یعنی باپ کا باپ اگر چہ اوپر کے درجے کا ہو پھر باپ کا جز یعنی بھائی اور ان کے بعد ان کی اولاد نیچے تک ہوں اور پھر میت کے دادا کا جز یعنی چچے اور ان کے بعد ان کی اولاد نیچے تک۔

ثم یرجحون بقوة القرابة أعنی به أن ذاالقرابتین أولی من ذی قرابةٍ واحدةٍ ذکراً کان اوانثی لقوله علیه السلام ﴿أن أعیان بنی الام یتوارثون دون بنی العلات﴾ کالاخ لاب وأم اوالاخت لاب وام اذا صارت عصبة مع البنت أولی من الاخ لاب وابن الاخ لاب وام اولی من ابن الاخ لاب وکذالک الحکم فی اعمام المیت ثم فی اعمام ابیه ثم فی اعمام جده .

ترجمہ : پھر قوت قرابت کے اعتبار سے ترجیح دیئے جائیں گے یعنی دوہری قرابت والا ایک قرابت والے سے زیادہ مستحق ہے چاہے مرد ہو یا عورت کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے کہ حقیقی بھائی بہن وارث بنتے ہیں نہ کہ علاتی جیسے حقیقی بھائی یا حقیقی بہن جب بیٹی کے ساتھ عصبہ ہو تو علاتی بھائی سے اولیٰ ہے اور حقیقی بھتیجا علاتی بھتیجے سے اولیٰ ہے اور ایسا ہی حکم میت کے چچاؤں پھر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھر دادا کے چچاؤں میں ہے۔

اما العصبة بغیره فاربع من النسوة وهُنَّ اللاتی فرضهن النصف والثلثان یصرن عصبةً باخوتهِن کما ذکر نافی حالاتهن ومن لا فرض لها من الاناث واخوها عصبة لا تصیر عصبة باخیها کالعم والعمة المال کله للعم دون العمة واما العصبة مع غیره فکل انثی تصیر عصبة مع أنثی اُخری کالاختِ مع البنت لما ذکرنا .

ترجمہ : بہر حال عصبہ بغیرہ تو یہ چار عورتیں ہیں اور یہ وہی عورتیں ہیں جن کا نصف اور ثلثان حصہ ہوتا ہے جب بھائیوں کے ساتھ عصبہ بن کر آئیں جیسا کہ ہم ان کے حالات میں ذکر کر آئے ہیں اور عورتوں میں سے جس عورت کا حصہ مقرر نہیں ہے اور اس

کا بھائی عصبہ ہے تو اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ نہیں بن سکتی جیسا کہ چچا اور پھوپھی ہے تو سارا مال چچا کے لیے ہوتا ہے نہ کہ پھوپھی کے لیے اور جب کہ عصبہ مع غیرہ یہ وہ عورت ہے جو کسی دوسری عورت کے ساتھ عصبہ بن جائے جیسا کہ بہن بیٹی کے ساتھ اس حدیث کی وجہ سے جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں۔

وآخر العصبات مولی العتاقۃ ثم عصبۃ علی الترتیب الذی ذکرنا لقولہ علیہ السلام ﴿الولاء لحمۃ کلحمۃ النسب﴾ (۱) ولا شیء للاناث من ورثۃ المعتق لقولہ علیہ السلام ﴿لیس للنساءِ من الولاء الا ما اعتقن او اعتق من اعتقن کاتبن او کاتب من کاتبن أودبرن من دبرن اوجرولاء معتقھن او معتق معتقھن﴾ (المستدرک، کتاب الفرائض، ج ۵، ص ۲۶۰)

....

ترجمہ : اور آخری عصبہ مولی العتاقہ ہے پھر اس کا عصبہ بھی اسی ترتیب پر ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ولاء ایک ایسا تعلق ہے جو نسب کے تعلق کی طرح ہے البتہ آزاد کرنے والے کے ورثاء میں سے عورتوں کے لیے کوئی حصہ نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ عورتوں کے لیے ولاء سے کوئی حصہ نہیں سوائے ان کے جن کو انہوں نے خود آزاد کیا یا ان عورتوں کے آزاد کردہ نے کسی کو آزاد کیا یا خود کسی کو مکاتب بنایا یا عورتوں کے مدبر نے کسی کو مدبر بنایا یا ان عورتوں کے آزاد کردہ نے ولاء اپنی طرف کھینچ کر ان عورتوں کی طرف پہنچائی یا ان عورتوں کے آزاد کردہ کے آزاد کردہ نے ولاء کھینچ کر ان تک پہنچائی۔

ولو ترک ابا المعتق وابنہ عند ابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ سُدس الولاء للاب والباقی للابن وعند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ الولاء کلہ للابن ولا شی للاب ولو ترک ابن المعتق وجدّہ فالولاء کلہ للابن بالاتفاق .

....

ترجمہ : اور اگر کسی آزاد شدہ غلام نے اپنے آزاد کرنے والے کا باپ اور اس کا بیٹا ورثاء میں چھوڑے تو امام ابو یوسف کے نزدیک ولاء کا سدس باپ کا ہے اور باقی ماندہ بیٹے کا ہے جب کہ طرفین کے نزدیک کل ولاء بیٹے کے لیے ہے اور باپ کے لیے کچھ نہیں اور اگر آزاد شدہ نے اپنے آزاد کرنے والے کا بیٹا اور اس کا دادا چھوڑا ہے تو بالاتفاق کل ولاء بیٹے کے لیے ہے۔

ومن ملک ذا رحم محرم منہ عتق علیہ ویکون ولاؤہ لہ بقدر الملک کثلاث بنات للکبری

ثلثون دینارا وللصغری عشرون دینارًا فاشترتا اباهما بالخمسین ثم مات الا ب وترک شیئا فالثلثان بینهن اثلاثاً بالفرض والباقی بین مشتریتی الاب اخماسًا بالولا ء ثلثة اخماسه للکبری وخمساه للصغری وتصح من خمسه واربعین .

....

ترجمہ : اور جو شخص اپنے ذی رحم کا مالک ہوگیا تو وہ اس پر آزاد ہو جائے گا اور یہ آزاد شدہ کی ولاء کا بقدر ملک مالک ہوگا جیسے کسی کی تین بیٹیاں ہیں جن میں سے بڑی کے پاس تیس دینار اور چھوٹی کے پاس بیس دینار ہیں پھر دونوں نے ملکر پچاس دینار میں اپنے باپ کو خریدا پھر باپ کا انتقال ہوگیا اور کچھ ترکہ چھوڑا تو دو ثلث ان تینوں کے درمیان بطور فرض تین حصے کر کے تقسیم کیے جائیں گے اور باقی ماندہ ایک ثلث باپ کی خریدار دو بہنوں کے درمیان بطور ولاء پانچ حصے کر کے تقسیم ہوگا جن میں سے تین بڑی کے لیے اور دو چھوٹی کے لیے ہوگا اور یہ مسئلہ پینتالیس سے صحیح ہوگا۔

عصبات کا بیان

سوال: عصبہ کی تعریف، عصبہ کی اقسام مع تعریفات اور وضاحت کریں کہ عصبہ کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟

جواب:

عصبہ کی تعریف : اصحاب فرائض میں تقسیم کے بعد باقی مال جسے ملے عصبہ کہلاتا ہے۔

عصبہ کی قسمیں :(۱) عصبہ نسبیہ (۲) عصبہ سببیہ

عصبہ نسبیہ کی تین قسمیں ہیں: (۱) عصبہ بنفسہ۔ (۲) عصبہ بغیرہ۔ (۳) عصبہ مع غیرہ ۔

عصبہ سببیہ کی دو قسمیں ہیں: (۱) موالاۃ۔ (۲) مولی العتاقہ

﴿1﴾...... **عصبہ بنفسہ کی تعریف** : وہ مرد ہے جو نسبی قرابت دار ہو اور اس مرد اور میت کے مابین کوئی عورت واسطہ نہ ہو

عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں : (ترتیب کے اعتبار سے)

(۱) جزء میت ------ بیٹا، پوتا الی الاسفل۔

(۲) اصل میت ------ باپ، دادا الی الاعلی۔

(۳) جزءِ اب میت --- بھائی، بھائی کی مذکر اولاد (بھتیجا) الی الاسفل۔

(۴) جزء جدمیت۔۔۔ چچا، چچا کی مذکر اولاد الی الاسفل۔

عصبات میں ترجیح کے (3) اسباب ھیں۔

(۱) جہت میں اقرب ہونا............ مثلاً جزء میت کے ہوتے ہوئے اصل میت محروم۔

(۲) درجے میں اقرب ہونا............ مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوئے پوتے محروم۔

(۳) قرابت میں اقرب ہونا............ مثلاً حقیقی بھائی کے ہوتے ہوئے علاتی بھائی محروم۔

﴿2﴾...... **عصبہ بغیرہ کی تعریف** : ہر وہ عورت جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اس کو کسی مرد نے (یعنی اس کے بھائی نے) عصبہ بنا دیا ہو۔ جیسے بیٹی، حقیقی بھائی کے ساتھ عصبہ۔

اور عصبہ بغیرہ 4 عورتیں ہیں۔

(۱) بیٹی۔ (۲) پوتی۔ (۳) حقیقی بہن۔ (۴) علاتی بہن۔

﴿3﴾...... **عصبہ مع غیرہ کی تعریف** : ہر وہ عورت جو ذوی الفروض میں سے ہو اور اس کو کسی عورت نے عصبہ بنایا ہو۔ جیسے حقیقی بہن اور علاتی بہن ان کو عصبہ بنانے والی بیٹی اور پوتی ہیں۔

باب الحجب

الحجب علی نوعین حجب نقصان وهو حجب عن سهمٍ الی سهمٍ وذالک لخمسةِ نفر للزوجین والام وبنت الابن والاختِ لابٍ وقد مربیانه وحجب حرمان والورثة فیه فریقان فریق لایحجبون بحال البتة وهم ستة الابن والاب والزوج والبنت والام والزوجة. وفریق یرثون بحال ویحجبون بحال.

وهذا مبنی علی اصلین احدهما هو ان کل من یدلی الی المیت بشخصٍ لا یرث مع وجود ذالک الشخص سوی اولادِ الام فانهم یرثون معها لا نعدام استحقاقها جمیع الترکة والثانی الاقرب فالاقرب کما ذکرنا فی العصبات.

ترجمہ : حجب کی دو قسمیں ہیں، حجب نقصان: اور وہ محجوب ہونا ہے ایک حصے سے دوسرے حصے کی جانب اور یہ پانچ

شخصوں کے لیے ہے زوجین، ماں، پوتی اور باپ شریک بہن اوران کا بیان ہو چکا ہے اور دوسری قسم حجب حرمان ہے اور ورثاء اس میں دوفریق ہیں: ایک فریق تو وہ ہے جو کسی بھی حال میں محجوب نہیں ہوتا اور یہ چھ ہیں بیٹا، باپ، شوہر، بیٹی، ماں، بیوی اور دوسرا فریق وہ ہے جو کبھی وارث ہوتا ہے اور کبھی محجوب ہوتا ہے اور یہ دو اصولوں پر مبنی ہے، ایک اصول یہ ہے کہ ہر وارث جو میت کی طرف کسی دوسرے شخص کی وساطت سے منسوب ہو تو یہ وارث اس شخص کے ہوتے ہوئے وارث نہ ہوگا سوائے ماں شریک بھائی بہنوں کے کیونکہ وہ ماں کے ساتھ وارث بنتے ہیں اس لیے کہ ماں کل مال کی مستحق نہیں ہوتی اور دوسرا اصول یہ ہے کہ الاقرب فالاقرب یعنی قریبی رشتہ دار بعید والے کو محروم کر دیتا ہے جیسا کہ ہم عصبات میں ذکر کر کے آئے ہیں۔

والمحروم لا یحجب عندنا وعندابن مسعود رضی الله عنه یحجب حجب النقصان کالکافر والقاتل والرقیق والمحجوب یحجب بالاتفاق کالاثنین من الاخوة والا خوات ِ فصاعدًا من ای جهةٍ کانا. فانهما لا یرثان مع الاب ولکن یحجبان الام من الثلث الی السدس.

....

ترجمه : اور ہمارے نزدیک محروم الارث حاجب نہیں بنتا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک حجب نقصان کے ساتھ حاجب بنتا ہے جیسے کافر، قاتل، غلام اور محروم بالاتفاق حاجب بنتا ہے، مثلاً دو یا دو سے زائد بھائی بہنیں خواہ کسی بھی جہت سے ہوں باپ کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے البتہ ماں کے لیے حاجب بنتے ہیں چنانچہ ماں کا حصہ تہائی سے گھٹ کر سدس رہ جاتا ہے۔

حجب کا بیان

سوال: حجب کی تعریف اور اقسام لکھیں اور کونسے ہیں مع تعریفات لکھیں؟

جواب :

حجب کی تعریف: حجب کے لغوی معنٰی پردہ کے ہیں اور اصطلاحی معنٰی ایک وارث دوسرے وارث کو مال لینے سے روکے روکنے والا وارث حاجب اور رکنے والا وارث محجوب کہلاتا ہے۔

حجب کی دو قسمیں هیں :(۱) حجب نقصان۔(۲) حجب حرمان۔

(۱) **حجب نقصان** : ایک وارث کی موجودگی دوسرے وارث کے حصے میں کمی واقع کر دے۔ **مثلاً** اولاد نہ ہو تو بیوی کا ربع

حصہ ہوتا ہے۔ جبکہ اولاد کی موجودگی میں بیوی کا حصہ ربع سے کم ہو کر ثمن رہ جاتا ہے۔

نوٹ: حجب نقصان 5 افراد کو لاحق ہوتا ہے۔ (۱) شوہر۔ (۲) بیوی۔ (۳) ماں۔ (۴) پوتی۔ (۵) علاتی بہن۔

(۲) **حجب حرمان**: ایک وارث کی موجودگی دوسرے وارث کو میراث سے بالکلیہ محروم کر دے۔ **مثلاً** باپ کی موجودگی میں دادا کو کچھ نہیں ملے گا۔

نوٹ: وہ افراد جو کبھی محجوب نہیں ہوتے وہ 6 ہیں۔ (۱) بیٹا۔ (۲) باپ۔ (۳) شوہر۔ (۴) بیوی۔ (۵) بیٹی۔ (۶) ماں

﴿باب مخارج الفروض﴾

﴿باب فروض کے مخارج کے بیان میں﴾

اعلم ان الفروض المذكورة فی كتاب الله تعالىٰ نوعان الاول النصفُ والربع والثمن والثانی الثلثان والثلث والسدس على التضعيف والتنصيف فاذا جاء فی المسائل من هذه الفروض احاد فمخرج كل فرض سميه الاالنصف وهو من اثنين كالربع من اربعة والثمن من ثمانية والثلث من ثلاثة واذا جاء مثنی اوثلث وهما من نوع واحد فكل عددٍ يكون مخرجا لجزء فذالک العددابضا يكون مخرجاً لضعف ذالک الجزء ولضعف ضعفهٖ كالستّة هی مخرج للسدس ولضعفه ولضعف ضعفه واذا اختلط النصف من الاول بكل الثانی او ببعضه فهو من ستةٍ واذا اختلط الربع بكل الثانی او ببعضه فهو من اثنی عشر واذا اختلط الثمن بكل الثانی او ببعضه فهو من اربعةٍ وعشرين ؎

....

ترجمہ: آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو حصے کتاب اللہ میں مذکور ہیں وہ دو قسم کے ہیں، پہلی قسم نصف، ربع، ثمن، اور دوسری قسم ثلثان، ثلث، سدس تضعیف اور تنصیف کے طور پر چنانچہ جب مسائل مذکورہ میں چھ حصوں سے اگر ایک ایک آئے تو ہر حصے کا مخرج اسی کے نام پر ہوگا سوائے نصف کے کیونکہ اس کا مخرج دو ہے لہذا ربع کا مخرج چار سے، ثمن آٹھ سے اور ثلث کا مخرج تین سے ہوگا اور جب (مذکورہ چھ حصوں سے) دو، دو یا تین، تین، حصے آئیں اور وہ دونوں ایک ہی نوع سے ہوں تو جو عدد کسی جز کا مخرج ہوگا سو وہی عدد اس کے دگنے اور دگنے کے دگنے کا بھی مخرج ہوگا، مثلاً چھ یہ سدس کا مخرج ہے اور یہی چھ اس سدس کے دگنے یعنی ثلث

اور ثلث کے دگنے یعنی ثلثان کا بھی مخرج ہوگا، اور جب قسم اول کا نصف قسم ثانی کے کل یا اس کے بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چھ سے ہوگا، اور جب ربع قسم ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ بارہ سے ہوگا اور جب ثمن قسم ثانی کے کل یا بعض کے ساتھ جمع ہو جائے تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا۔

نوع اول و ثانی کا بیان

سوال: نوع اول اور نوع ثانی کی تشریح کریں؟

جواب: **نوع اول:** نصف، ربع، ثمن۔

نوع ثانی: ثلثان، ثلث، سدس۔

ترکہ حاصل کرنیوالے وارثین اگر ایک نوع کے ہوں تو بڑے مخرج (بڑے عدد) سے مسئلہ بنائیے۔

اگر دو نوع کے ہوں تو نوع ثانی کی طرف سے تین اور نوع اول کے بڑے مخرج کو تین سے ضرب دیں گے اور حاصل ضرب (نتیجہ) سے مسئلہ بنائیں گے۔

مثلاً: نصف + نوع ثانی

2 × 3= 6

ربع + نوع ثانی

4 × 3= 12

ثمن + نوع ثانی

8 × 3= 24

باب العول

﴿باب عول کے بیان میں﴾

العول ان یزاد علی المخرج شی من اجزائه اذا ضاق عن فرضٍ اعلم ان مجموع المخارج سبعةٌ ، اربعة منها لاتعول وهی الاثنان والثلاثة والاربعةُ والثمانيةُ وثلاثةٌ منها قد تعولُ امّا الستة فانها

تعول الی عشرةٍ وترًا وشفعًا واما اثنا عشر فهی تعولُ الی سبعة عشر وتراً لا شفعاً (واما اربعةٌ وعشرون فانها تعول الی سبعة عشر وترا لاشفعا) واما اربعةٌ وعشرون فانها تعول الی سبعة وعشرين عولاً واحدًا كما فی المسالة المنبرية وهی امرأة وبنتان وابوان ولا يزاد علی هذا الا عند ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه فانّ عنده تعول الی احدٍ وثلاثين .

....

ترجمہ : عول کی تعریف یہ ہے کہ مخرج پر اس کے اجزاء میں سے کچھ بڑھایا جائے جب مخرج ورثاء کے حصوں سے تنگ ہوجائے، جاننا چاہیے کہ جمیع مخارج سات ہیں چار تو وہ ہیں جن میں عول نہیں ہوتا اور یہ دو، تین، چار اور آٹھ ہیں اور باقی تین میں کبھی کبھار عول ہوجاتا ہے، ان تین میں سے چھ کا عول دس تک ہوتا ہے طاق اور جفت دونوں طرح سے اور جب کہ بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہے صرف طاق ہو کر نہ کہ جفت اور رہا چوبیس تو اس کا عول فقط ستائیس تک ایک ہی ہوتا ہے جیسا کہ **مسئلہ منبریہ** میں ہے، اور وہ یہ ہے کہ ورثاء میں بیوی، دو بیٹیاں اور ماں، باپ ہیں اور چوبیس کا عول ستائیس سے زائد نہیں ہوتا لیکن حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک چوبیس کا عول اکتیس تک ہوسکتا ہے۔

عول کا بیان

سوال: عول کی تعریف اور کتنے مخارج میں عول ہوتا ہے کس انداز میں ہوتا ہے؟

جواب : عول کی تعریف: کبھی سہام کا مجموعہ بڑھ جاتا ہے اور مخرج تنگ پڑ جاتا ہے۔ اس وقت سہام کے مجموعہ سے مسئلہ بنایا جاتا ہے اسے عول کہتے ہیں ہر مخرج کا عول نہیں ہوتا بلکہ تین مخارج میں عول ہوتا ہے۔

جو کہ یہ ہیں ----- 24-12-6

طریقہ یہ ہوگا۔

6 کا عول ---- 7-8-9-10 (طاق اور جفت دونوں میں)

12 کا عول ---- 13-15-17 (صرف طاق عدد میں 17 تک)

24 کا عول ---- ہمارے نزدیک صرف 27 ہے۔

﴿فصل فی معرفة﴾

﴿التماثل والتداخل والتوفق والتباین بین العددین﴾

تماثل العددین کون احدهما مساویًا للاخرو تداخل العددین المختلفین ان یعد اقلهما الا کثر ای یفنیہ او نقول هو ان یکون اکثر العددین منقسماً علی الاقل قسمةً صحیحة اونقول هو ان یزید علی الاقل مثله او امثاله فیساوی الاکثر او نقول هو ان یکون الاقل جزء ًللاکثر مثل ثلاثةٍ وّ تسعةٍ وتوافق العددین ان لا یعدّ اقلهما الاکثر ولکن یعدّهما عددثالثٌ کالثمانیة مع العشرین تعدهما اربعة فهما متوافقان بالربع لان العدد العادلهما مخرج لجزء الوفق وتباین العددین ان لا نعد العددین معاً عدد ثالثٌ کالتسعة مع العشرة.

....

ترجمه : یہ فصل دوعددوں کے درمیان تماثل، تداخل، توافق اور تباین کی معرفت کے بیان میں ہے، دوعددوں کا تماثل یہ ہے کہ ان میں سے ایک دوسرے کا مساوی ہواور دومختلف عددوں کا تداخل یہ ہے کہ ان میں سے چھوٹا بڑے کوتمام کردے یعنی فنا کردے یاہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ تداخل یہ ہے کہ دونوں عددوں میں سے بڑاعدد چھوٹے عدد پر پوراپوراتقسیم ہوجائے یاہم یوں کہتے ہیں کہ تداخل کی تعریف یہ ہے کہ چھوٹے عدد پراسی کے ہم مثل عدد یا چند ہم مثل عدد زیادہ کیے جائیں تو وہ بڑے عدد کے مساوی ہوجائے یاہم یوں کہتے ہیں کہ چھوٹا عدد بڑے عدد کا جزء ہو جیسے تین اور نو اور دوعددوں کا توافق یہ ہے کہ ان میں سے چھوٹا بڑے کوفنا نہ کرسکے بلکہ کوئی تیسراعدد آ کران دونوں کوفنا کردے جیسے آٹھ بیس کے ساتھ ان دونوں کو چار گنا کرتا ہے چنانچہ یہ دونوں متوافق بالربع ہیں، اس لیے کہ فنا کرنے والا عدد چار جزء وفق کا مخرج ہے اور دوعددوں کے متباین ہونے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی تیسراعدد ان دونوں کوایک ساتھ فنانہ کرے جیسے نو اور بیس۔

....

وطریق معرفة الموافقة والمباینة بین العددین المختلفین ان ینقص من الاکثر بمقدار الاقل من الجانبین مرةً او مرارًا حتی اتفقافی درجةٍ واحدةٍ فان اتّفقا فی واحدٍ فلا وفقَ بینهما وان اتفقافی عدد فهما متوافقان بذالک العدد ففی الاثنین بالنصف وفی الثلثة بالثلث وفی الاربعة بالربع هکذا الی العشرة وفی ما ورالعشرة یتوافقان بجزءٍ منه أعنی فی احد عشر بجزءٍ من احد عشر وفی خمسة

عشر بجزء من خمسة عشر فا عتبر هذا.

....

ترجمہ : اور دو مختلف عددوں کے درمیان نسبت تباین و توافق معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بڑے عدد سے چھوٹے عدد کی تعداد کے مطابق دونوں جانبوں سے ایک مرتبہ یا چند مرتبہ کم کرتے جائیں یہاں تک کہ دونوں ایک ہی درجے کے عدد میں متفق ہو جائیں، چنانچہ اگر دونوں ایک میں متفق ہو جائیں تو ان دونوں کے درمیان توافق نہیں ہوگا اور اگر دونوں ایک کے بجائے کسی اور عدد میں متفق ہو جائیں تو اسی عدد کے لحاظ سے متوافق کہلائیں گے، چنانچہ دو میں توافق بالنصف اور تین میں توافق بالثلث اور چار میں توافق بالربع ہے اسی طرح دس تک یہی سلسلہ چلتا رہے گا اور اس کے بعد خود اسی عدد کے جزء کے ساتھ توافق ہوگا یعنی گیارہ میں گیارہ کا جزء کے ساتھ اور پندرہ میں پندرہ کے جزء کے ساتھ پس آگے تمام اعداد کو اسی پر قیاس کرو۔

حساب کا بیان

سوال : تماثل، تداخل، توافق، اور تباین کی تعریفات مع امثلہ لکھیں؟

جواب :ان تینوں کی تعریفات مع امثلہ

﴿1﴾......**تماثل** :ایک جیسے دو یا دو سے زائد عدد متماثل کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت تماثل کہلاتی ہے۔ جیسے 6 اور 6 کہ دونوں عدد ایک جیسے ہیں۔

﴿2﴾......**تداخل** :ایسے دو عدد کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا پورا تقسیم ہو جائے یہ دو عدد متداخل کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت کو تداخل کہتے ہیں جیسے 8 اور 4 ان میں بڑا عدد 8 چھوٹے عدد 4 پر پورا پورا تقسیم ہو جاتا ہے وعلی ہذا القیاس

﴿3﴾......**توافق**:ایسے دو عدد کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر تقسیم تو نہ ہو البتہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو پورا پورا تقسیم کر دے تو ایسے دو عدد متوافق کہلاتے ہیں اور ان کے درمیان نسبت کو توافق کہتے ہیں جیسے۔6 اور 9 (کہ بڑا عدد چھوٹے عدد پر تقسیم تو نہیں ہوتا مگر 3 ان دونوں کو تقسیم کر دیتا ہے) یہ توافق بالثلث ہے۔اسی طرح......

8 اور 10 کے درمیان توافق بالنصف ہے۔

5 اور 25 ان کے درمیان توافق بالخمس ہے۔

﴿4﴾......**تباین** : ایسے دو عدد کہ جو برابر بھی نہ ہوں۔اور بڑا عدد چھوٹے کو تقسیم بھی نہ کرے نیز تیسرا عدد ان کو تقسیم بھی نہ کر سکے تو ان کے درمیان نسبت تباین کی ہے۔ جیسے 5 اور 7 بالفاظ دیگر ایسے دو عدد جن میں نہ نسبت تماثل کی ہو نہ تداخل کی ہو اور نہ

توافق ہوتو وہاں نسبت تباین کی ہوگی. جیسے 13اور15۔

نوٹ: 1 کی 1 کے ساتھ نسبت تماثل کی ہے جب کہ باقی تمام اعداد کے ساتھ نسبت تباین کی ہے۔

باب التصحیح

﴿باب تصحیح کے بیان میں﴾

یحتاج فی تصحیح المسائل الی سبعۃ اصولٍ ثلثۃ بین السھام والرؤس, واربعۃ بین الرؤس والرؤس اما الثلاثۃ **فاحدھا** ان کانت سھام کل فریقٍ منقسمۃً علیھم بلا کسرٍ فلا حاجۃ الی الضرب کابوین وبنتین.

ترجمہ: مسائل کی تصحیح میں سات اصولوں کی ضرورت پیش آتی ہے، تین تو وہ ہیں جو حصے اور رؤس (ورثاء) کے درمیان ہیں اور چار رؤس اور رؤس کے درمیان ہیں، بہر حال تین میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ اگر ہر فریق کے حصے ان پر بلا کسر کے تقسیم ہو جائیں تو ضرب کی کوئی ضرورت نہیں جیسے میت کے ورثاء میں والدین اور دو بیٹیاں ہیں۔

والثانی ان انکسر علی طائفۃ واحدۃٍ ولکن بین سھامھم وروسھم موافقۃ فیضرب وفق عدد رؤس من انکسرت علیھم السھام فی اصل المسئلۃ وعولھا ان کانت عائلۃً کابوین وعشر بنات أو زوج وابوین وست بنات.

ترجمہ: دوسرا اصول یہ ہے کہ اگر ایک ہی فریق پر کسر واقع ہو جائے لیکن ان کے حصے اور عدد رؤس کے درمیان موافقت ہو تو جن پر حصے منکسر ہیں ان کے عدد رؤس کے وفق کو اصل مسئلہ میں ضرب دیں گے اور اگر مسئلہ عائلہ ہے تو عول میں ضرب دیں گے جیسے میت کے ورثاء میں ماں، باپ اور دس بیٹیاں ہیں یا شوہر، والدین اور چھ بیٹیاں ہیں۔

والثالث أن لا تکون بین سھامھم ورؤسھم موافقۃ فیضرب کل عدد رؤس من انکسرت علیھم السھام فی أصل المسئلۃ وعولھا ان کانت عائلۃ کابٍ وامٍ وخمس بناتٍ اوزوج وخمس اخواتٍ لاب وام.

ترجمہ: اور تیسرا اصول یہ ہے کہ ان کے حصوں اور عدد رؤس کے درمیان موافقت نہ ہو تو عدد رؤس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے اور اگر مسئلہ عائلہ ہو تو عول میں ضرب دی جائے مثلاً ورثاء میں ماں، باپ اور پانچ بیٹیاں یا شوہر اور پانچ حقیقی بہنیں ہوں۔

واَمّا الاربعة فاحدها ان یکون ، الکسر علی طائفتین او اکثر ولکن بین اعدادِ رؤسهم مماثلة فالحکم فیها ان یضرب احدُ الاعداد فی اصل المسئلة مثل ست بناتٍ وثلاث جدات وثلاثة اعمام .

ترجمه : اور بہرحال (دوسری قسم کے) چار اصول تو ان میں سے پہلا اصول یہ ہے کہ دو یا دو سے زائد فریقوں پر ان کے حصے (ٹوٹ پھوٹ) جائیں لیکن ان سب کے عدد روس میں نسبت تماثل ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے ایک فریق کے عدد روس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے ،مثلاً ورثاء میں چھ بیٹیاں، تین دادیاں اور تین چچے ہیں۔

والثانی ان یکون بعض الاعداد متداخلاًفی البعض فالحکم فیها ان یضرب اکثر الاعداد فی اصل المسئلة مثل اربع زوجاتٍ وثلاث واثنی عشر عمًا .

ترجمه : اور دوسرا اصول یہ ہے کہ بعض اعداد روس بعض میں متداخل ہوں تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ان اعداد روس میں سے بڑے عدد روس کو اصل مسئلہ میں ضرب دی جائے گی ،مثلاً ورثاء میں چار بیویاں اور تین دادیاں اور بارہ چچا ہیں۔

والثالث ان یوافق بعض الاعدادِ بعضا فالحکم فیها ان یضرب وفق احد الاعدادِ فی جمیع الثانی ثم ما بلغ فی وفق الثالث ان وافق المبلغ الثالث والا فالمبلغ فی جمیع الثالث ثم المبلغ فی الرابع کذالک ثم المبلغ فی اصل المسئلة کاربع زوجاتٍ وثمانی عشرة بنتاً وخمس عشرة جدةً وستةَ اعمال .

ترجمه : اور تیسرا اصول یہ ہے کہ بعض فریق کے اعداد روس بعض کے ساتھ نسبت توافق رکھتے ہوں ،چنانچہ ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ایک فریق کے اعداد روس کے وفق کو دوسرے فریق کے جمیع اعداد روس میں ضرب دی جائے پھر ما حاصل ضرب کو تیسرے فریق کے وفق میں ضرب دی جائے اگر ان کے مابین نسبت توافق ہو ورنہ اس حاصل ضرب کو تیسرے کے جمیع اعداد روس میں ضرب دی جائے پھر جو کچھ حاصل ہو اس کو چوتھے فریق کے عدد روس میں ایسے ہی ضرب دی جائے پھر اسی حاصل ضرب کو اصل مسئلہ میں جا کر ضرب دی جائے ،مثلاً ورثاء میں چار بیویاں اور اٹھارہ بیٹیاں اور پندرہ دادیاں موجود ہیں۔ 6 چچے

والرّابع ان تکون الاعداد متباتنة لایوافق بعضها بعضا فالحکم فیها ان یضرب احد الاعداد فی جمیع الثّانی ثم ما بلغ فی جمیع الثالث ثم ما بلغ فی جمیع الرابع ثم ما اجتمع فی اصل المسئلة کامراتین وست جداتٍ وعشر بناتٍ وسبعة اعمام .

ترجمه : اور دوسری قسم کا چوتھا اور آخری اصول یہ ہے کہ فریقوں کے اعداد روس کے درمیان نسبت تباین ہو ،ان کے بعض

کی بعض کے ساتھ توافق کی نسبت نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ایک فریق کے جمیع عدد رؤس کو دوسرے فریق کے جمیع میں ضرب دی جائے پھر ماحاصل کو تیسرے فریق کے جمیع میں ضرب دی جائے پھر ماحاصل کو چوتھے فریق میں ضرب دی جائے پھر جو کچھ بھی جمع ہوا سے اصل مسئلہ میں ضرب دے دی جائے، مثلاً: ورثاء میں دو بیویاں، چھ دادیاں، دس بیٹیاں اور سات چچے موجود ہیں۔

فصل

واذا اردت ان تعرف نصيب كل فريق من التصحيح فاضرب ما كان لكل فريق من اصل المسئلة فى ما ضربته فى اصل المسئلة فما حصل كان نصيب ذالك الفريق . واذا اردت ان تعرف نصيب كل واحدٍ من احاد ذالك الفريق فاقسم ما كان لكل فريق من اصل المسئلة على عدد رؤسهم ثم اضرب الخارج فى المضروب فالحاصل نصيب كل واحدٍ من احاد ذالك الفريق.

ترجمه : اور جب تو چاہے کہ ہر فریق کا حصہ تصحیح سے معلوم کرے تو ہر فریق کو جتنا حصہ اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے اس عدد میں ضرب دو جس کو تم نے اصل مسئلہ میں ضرب دیا ہے پھر جو کچھ حاصل ہوگا اسی فریق کا حصہ ہوگا، اور جب تو تصحیح سے فریق کے ہر شخص کا حصہ معلوم کرنا چاہے تو جو حصہ ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملا ہے اسے ان کے اعداد رؤس پر تقسیم کرو پھر خارج قسمت کو مضروب میں ضرب دے دو چنانچہ حاصل ضرب اس فریق کے ہر شخص کا حصہ ہوگا۔

ووجه آخر وهو ان تقسم المضروب على اى فريق شئت ثم اضرب الخارج فى نصيب الفريق الذى قسمت عليهم المضروب فالحاصل نصيب كل واحدٍ من احاد ذالك الفريق .

ترجمه : اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مضروب (ضرب دیئے گئے) کو جس بھی فریق پر تو چاہے تقسیم کر دے، پھر خارج قسمت کو اسی فریق کے حصے میں ضرب دے دے جن پر تو نے مضروب کو تقسیم کیا، پھر جو کچھ حاصل ہوگا اس فریق کے ہر شخص کا حصہ ہوگا۔

ووجه آخر وهو طريق النسبة وهو الاوضح وهو ان تنسب سهام كل فريق من اصل المسئلة الى عدد رؤسهم مفردًا ثم تعطى بمثل تلك النسبة من المضروب لكل واحدٍ من احاد ذالك الفريق .

ترجمه : ایک اور دوسرا طریقہ بھی ہے اور یہ طریقہ نسبت کا ہے، جو زیادہ واضح بھی ہے، وہ یہ کہ جتنے حصے ہر فریق کو اصل مسئلہ سے ملیں ہیں انہیں تو صرف تنہا انہی فریق کے اعداد رؤس کے ساتھ نسبت دے پھر اسی نسبت کے بقدر اس فریق کے ہر شخص کو اپنا حصہ المضروب سے دے دو۔

فصل فی قسمة التركات بين الورثة والغرماء

اذا كان بين التصحيح والتركة مباينة فاضرب سهام كل وارثٍ من التصحيح فی جميع التركة ثم اقسم المبلغ على التصحيح مثاله بنتان وابوان والتركة سبعة دنانير .

ترجمہ : جب تصحیح اور ترکہ کے مابین نسبت تباین ہو تو تصحیح سے ملنے والے ہر وارث کے حصوں کو جمیع ترکہ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو تصحیح پر تقسیم کر دو، اس کی مثال یہ ہے کہ میت کے ورثاء میں دو بیٹیاں اور ماں، باپ ہیں اور ترکہ سات دینار ہے۔

واذا كان بين التصحيح والتركة موافقةٌ فاضرب سهام كل وارثٍ من التصحيح فی وفق التركة ثم اقسم المبلغ على وفق التصحيح فالخارجُ نصيب ذالك الوارث فی الوجهين هذا المعرفة نصيب كل فرد.

ترجمہ : اور جب تصحیح اور ترکہ کے درمیان نسبت توافق پائی جائے تو تصحیح سے ہر وارث کو جو حصہ ملا ہے اس کو ترکہ کے وفق میں ضرب دے دو پھر حاصل ضرب کو تصحیح کے وفق پر تقسیم کر دو پس خارج قسمت اسی وارث کا حصہ ہے، دونوں صورتوں (توافق وتباین) میں یہ قاعدہ ہر فرد کے حصے معلوم کرنے کے لیے ہے۔

اما المعرفة نصيب كل فريق منهم فاضرب ما كان لكل فريق من اصل المسئلة فی وفق التركة ثم اقسم المبلغ على وفق المسئلة ان كان بين التركة والمسئلة موافقة وان كان بينهما مباينة فاضرب فی كل التركة ثم اقسم الحاصل على جميع المسئلة فالخارج نصيب ذالك الفريق فی الوجهين.

ترجمہ : رہا ورثاء میں سے ہر فریق کا حصہ معلوم کرنے کا طریقہ تو ہر فریق کے اصل مسئلے سے ملنے والے حصے کو ترکہ کے وفق میں ضرب دو، پھر حاصل ضرب کو مسئلہ کے وفق پر تقسیم کر دو اگر اصل مسئلہ اور ترکہ کے درمیان نسبت توافق ہو اور اگر دونوں کے درمیان نسبت تباین ہو تو اصل مسئلہ سے ہر فریق کا جو حصہ تھا اسے جمیع ترکہ میں ضرب دو پھر حاصل ضرب کو جمیع مسئلہ پر تقسیم کر دو پس خارج قسمت دونوں صورتوں (توافق وتباین) میں ہر فریق کا حصہ ہے۔

اما فی قضاء الدُّيون فدين كل غريم بمنزلة سهام كل وارث فی العمل ومجموع الدّيون بمنزلة التصحيح وان كان فی التركة كسور فابسط التركة والمسئلة كلتيهما ای اجعلهما من جنس الكسر ثم قدم فيه ما رسمناه .

ترجمہ: بہر حال قرضوں کے ادا کرنے میں ہر قرض خواہ کا قرض عمل (تقسیم) میں ہر وارث کے حصے کے برابر ہے اور تمام قرضے تصحیح کے منزلہ میں ہیں اور اگر ترکہ میں کسر واقع ہو تو ترکہ اور مسئلہ دونوں کو پھیلا دو یعنی دونوں کو کسر کی جنس سے کر دو پھر اس میں وہی عمل کرو جس کو ہم پہلے تحریر کر چکے ہیں۔

تصحیح کے قواعد

تصحیح کی تعریف: تصحیح کا لغوی معنی: ''درست کرنا''، علم میراث کی اصطلاح میں تصحیح ایسے عدد کے حاصل کرنے کو کہتے ہیں کہ جس کی وجہ سے میت کا ترکہ اس کے تمام ورثاء میں بلا کسر تقسیم ہو جائے۔ یعنی ورثوں کی تعداد اور مخرج مسئلہ سے ملنے والے حصوں میں جو کسر واقع ہوتی ہے، اس کسر کے دور کرنے کو تصحیح کہتے ہیں۔

سوال: تصحیح کے قواعد بیان کریں اور بتائیں کہ تصحیح میں ذو اضعاف اقل کی کیا اہمیت ہے؟

جواب: **قاعدہ نمبر 1**: جب سہام یعنی حصے اپنے افراد پر بلا کسر (بغیر اعشاریہ کے) تقسیم ہوں تو تصحیح کی حاجت نہیں جیسا کہ ماں، باپ، دو بیٹیاں۔

کسر کی وجہ حصر

کسر ایک فریق پر واقع ہوگی۔		کسر ایک سے زائد پر واقع ہوگی۔
سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت تباین کی ہوگی تو عددِ رؤوس کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 2)	سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی تو عددِ رؤوس کے وفق کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 3)	جن افراد پر کسر واقع ہوئی ان کے سہام اور عددِ رؤوس کے درمیان نسبت تباین کی ہوگی تو ان افراد کے عدد رؤوس کو محفوظ کریں گے اور جن افراد کے درمیان نسبت توافق کی ہوگی تو ان کے عددِ رؤوس کے وفق کو محفوظ کریں گے جتنے اعداد محفوظ ہوئے ان کا ذو اضعاف اقل مشترک نکالیں گے (L.C.M) اور نتیجے کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (قاعدہ نمبر 4۔5۔6۔ اور 7 کا خلاصہ)

ذو اضعاف اقل مشترک کی اہمیت: تصحیح کے قواعد میں ذو اضعاف اقل مشترک کی اہمیت یہ ہے کہ اگر ذو اضعاف اقل نہ نکالیں تو ہر فریق کو اس کا پورا حصہ نہ دیا جا سکے گا اور ذو اضعاف اقل مشترک نکال کر ہر فریق کو اس کا پورا حصہ بآسانی دیا جا سکتا ہے۔

ذو اضعاف اقل نکالنے کا طریقہ

2	2	3	4	6	7	9
2	1	3	2	3	7	9
3	1	3	1	3	7	9
3	1	1	1	1	7	3
7	1	1	1	1	7	1
	1	1	1	1	1	1

فصل فی التخارج

من صالح علی شیءٍ معلوم من الترکة فاطرح سهامه من التصحیح . ثم اقسم ما بقی من الترکة علی سهام الباقین کزوج وام وعم فصالح الزوج علی ما فی ذمته من المهر. وخرج من البین فتقسم باقی الترکة بین الام والعم اثلاثاًبقدرسهامهما. سهمان للام وسهم للعم اوزوجةٍ واربعةبنین فصالح احد النبین علی شی وخرج من البین فیقسم باقی الترکة علی خمسةٍ وّ عشرین سهما للمراة اربعة بنین فصالح احد البنین علی شئی وخرج من البین فیقسم باقی الترکة علی خمسةٍ وعشرین سهما للمراة اربعة اسهم ولکل ابن سبعة .

ترجمہ : جس وارث نے میت کے ترکہ سے معین چیز پر صلح کر لی اس کے سہام کو تصحیح سے ساقط کر دو باقی ماندہ ترکہ باقی ورثاء کے حصوں پر تقسیم کرو۔ مثلاً ورثاء میں خاوند، ماں، چچا ہیں، پس خاوند نے اس مہر پر صلح کر لی جو اس کے ذمہ تھا اور وہ ورثاء کے درمیان سے نکل گیا چنانچہ باقی ترکہ کے تین حصے کر کے ماں اور چچا میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، یعنی دو حصے ماں کے لیے اور ایک حصہ چچا کے لیے، یا زوجہ اور چار بیٹے وارث ہیں، (ان چاروں) بیٹوں میں سے ایک نے کسی معین چیز پر صلح کر لی اور ان کے درمیان سے نکل گیا تو باقی ترکہ کو پچیس حصوں پر تقسیم کیا جائے گا، زوجہ کے لیے چار حصے اور ہر بیٹے کے لیے سات حصے ہوں گے۔

تخارج کا بیان

سوال: تخارج کی تعریف اور اسکے مفہوم کی وضاحت کریں نیز دو امثلہ تحریر کریں؟

جواب: تخارج کی تعریف: جب کوئی وارث ترکہ میں سے کچھ متعین مال لے کر باقی مال میں اپنا حق چھوڑ دے اور دیگر ورثاء راضی بھی ہو جائیں تو چند شرائط کے ساتھ یہ جائز ہے۔ اس کا نام تخارج ہے۔

تخارج کا عمل: ورثاء میں سے اگر کوئی اپنا حصہ نہ لینا چاہے تو تخارج کا عمل کرتے ہیں۔

تخارج کا عمل کرنے کا طریقہ

تخارج کو معدوم مان کر پہلے پورے مسئلے کی تصحیح کر لیجیے اور جو وارث کم ہو رہا ہے اس کا حصہ تصحیح میں سے کم کر دیا جائے یہ نتیجہ تصحیح ہوگا۔ (یعنی اب ہم مال کے اتنے ہی حصے کریں گے)

مثلاً: کامران جو شوہر ہے اس نے ایک مکان لے کر باقی مال میں اپنا حق چھوڑ دیا۔ اب اس کا مسئلہ یوں بنائیں گے کہ پہلے مسئلہ بناتے وقت کامران کو شامل کریں گے، بعد میں حصہ نیچے سے ختم کر کے اصل مسئلہ سے اسے کم کر دیں گے بقیہ مسئلے کو حل کریں گے۔

مسئلہ: 3 = 3-6

میت ---------------------------

شوہر	ماں	چچا
نصف	ثلث	عصبہ
3	2	1
تخارج	2	1

اب یہاں شوہر کا حصہ ختم کر دیا ہے کیونکہ اس نے تخارج کا عمل کیا، اب ماں اور چچا کو ان کے مقررہ حصوں کے مطابق دیا جائے گا۔

﴿باب الرد﴾

الرّد ضد العول ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا مستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین وهو قول عامة الصحابة وبه اخذ اصحابنا وقال زید بن ثابت لا یرد الفاضل

بل هو لبیت المال وبه اخذ مالک والشافعی .

....

ترجمہ : ردعول کی ضد ہے ترکہ میں جو حقدار ذوی الفرائض سے زائد ہوا اور اس کا کوئی حقدار نہ ہو تو یہ زائد ذوی الفروض پر ہی ان کے حقوق کے مطابق رد کیا جائے گا سوائے زوجین کے، اکثر صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں اور ہمارے علماء احناف رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ زائد مال (ذوی الفروض پر رد کرنے کے بجائے) بیت المال کے لیے ہے اسی کے قائل امام مالک وامام شافعی رحمہما اللہ ہیں۔

ثم مسائل الباب ای باب الردعلی أقسام اربعة ، **احدها** ان یکون فی المسئلة جنس واحد ممن یرد علیه عند عدم من لایرد علیه فاجعل المسئلة من رؤسهم کمالوترک بنتین او اختین او جدتین فاجعل المسئلة من اثنین .

ترجمہ : پھر اس باب کے مسائل چار قسم کے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ مسئلہ من لا یرد علیہ یعنی زوجین نہ ہونے کی صورت میں من یرد علیہ کی ایک جنس ہو تو مسئلے کو ان کے عدد روس سے بناؤ مثلاً --- اگر میت نے دو بیٹیاں یا دو بہنیں یا دو دادیاں چھوڑیں تو مسئلہ دو ہی سے بناؤ۔

والقسم الثانی اذا اجتمع فی المسئلة جنسان اوثلثة اجناس ممن یرد علیه عند عدم من لا یرد علیه فاجعل المسئلة من سهامهم اعنی من اثنین اذا کان فی المسئلة سدسان او من ثلاثةٍ اذا کان فیها ثلث وسدس او من اربعة اذا کان فیها نصف وسدس او من خمسةٍ اذا کان فیها ثلثان وسدس او کان فیها نصف وسدسان اوکان فیها نصف وثلث .

ترجمہ : اور دوسری قسم یہ ہے کہ جب مسئلہ میں من لا یرد علیہ نہ ہونے کی صورت میں من یرد علیہ کی تین یا دو جنس جمع ہو جائیں تو ان کے حصوں سے مسئلہ بناؤ یعنی مسئلہ دو سے بناؤ جب دو سدس لینے والے ہوں یا تین سے بناؤ جب مسئلہ میں ایک ثلث لینے والا ہو اور دوسرا سدس لینے والا ہو اور چار سے بناؤ جب مسئلہ میں ایک نصف لینے والا ہو اور دوسرا سدس لینے والا ہو یا پانچ سے بناؤ جب مسئلہ میں ثلثان لینے والی ہوں اور سدس لینے والا ہو یا نصف اور سدس لینے والے ہوں یا نصف اور ثلث لینے والے ہوں۔

والثالث ان یکون مع الاول من لایرد علیه فاعطِ فرض مَن لا یُرد علیه من أقل مخارجه فان استقام الباقی علی عدد روس من یرد علیه فبها ونعمت اذلا حاجة الی ضروب کزوج وثلاث بناتٍ

وان لم يستقم فاضرب على وفق رؤسهن في فرض من لا يردّ عليه ان وافق رؤسهم كزوج وست بنات والا فاضرب كل عدد رؤس في مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ تصحيح المسئلة كزوج و خمس بناتٍ .

ترجمہ : اور تیسری قسم یہ ہے کہ اول یعنی من یردعلیہ کے ساتھ من لا یردعلیہ بھی ہو تو من لا یردعلیہ کا حصہ اس کے کم تر مخارج سے دو چنانچہ اگر بقیہ مال من یردعلیہ کے رؤس پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو بہت ہی خوب ہے کیونکہ ضرب کی حاجت نہیں ہے، جیسے ورثاء میں شوہر اور تین بیٹیاں ہوں اور اگر بقیہ مال من یردعلیہ پر پورا تقسیم نہ ہو تو من یردعلیہ کے رؤس کے وفق کو من لا یردعلیہ کے مخرج میں ضرب دو، اگر من یردعلیہ کے رؤس اور بقیہ مال کے درمیان نسبت توافق ہو جیسے شوہر اور چھ بیٹیاں اور اگر عدد روس کو من لا یردعلیہ کے مخرج میں ضرب دو چنانچہ حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی جیسے ورثاء میں شوہر اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

والرابع ان يكون مع الثاني من لا يرد عليه فاقسم ما بقي من مخرج فرض من لا يرد عليه على مسئلة من يرد عليه فان استقام الباقي فبها وهذا انما هو في صورةٍ واحدةٍ وهي ان يكون للزوجات الربع والباقي بين اهل الرد أثلاثا كزوجةٍ واربع جداتٍ وستِ اخواتٍ لام .

ترجمہ : اور رد کی چوتھی قسم یہ ہے کہ ثانی یعنی من یردعلیہ کی جنس کے ساتھ من لا یردعلیہ میں سے کوئی ہو تو جو مال من لا یردعلیہ کے فرض کے مخرج سے باقی بچا ہے اس کو من یردعلیہ کے مسئلہ سے تقسیم کر دو اگر پورا تقسیم ہو جائے تو بہت ہی خوب اور یہ صرف ایک ہی صورت میں ہے وہ یہ ہے کہ بیویوں کے لیے چوتھائی اور بقیہ مال من یردعلیہ یعنی اہل رد پر تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے جیسے ورثاء میں ایک بیوی، چار دادیاں اور چھ اخیافی بہنیں ہوں۔

وان لم يستقم فاضرب جميع مسئلة من يرد عليه في مخرج فرض من لا يرد عليه فالمبلغ مخرج فروض الفريقين كاربع زوجاتٍ و تسع بنات وست جداتٍ ثم اضرب سهام من لا يرد عليه في مسئلة من يرد عليه وسهام من يرد عليه فيما بقي من مخرج فرض من لا يرد عليه وان انكسر على البعض فتصحيح المسائل بالاصول المذكورة .

ترجمہ : اور اگر ما بقی من یردعلیہ (اہل رد) پر پورا تقسیم نہ ہو تو من یردعلیہ کے جمیع حصوں کو من لا یردعلیہ کے مخرج میں ضرب دو چنانچہ حاصل ضرب دونوں فریق کے حصوں کا مخرج ہوگا جیسے (ورثاء میں) چار بیویاں، نو بیٹیاں اور چھ دادیاں ہیں پھر من لا یردعلیہ کے حصوں کو من یردعلیہ کے مخرج فرض سے جتنا بچا ہے اس میں ضرب دو اور اگر بعض ورثاء کے حصوں پر ان کا حصہ منکسر

ہو جائے تو باب تصحیح میں جو اصول ذکر کیے گئے ہیں ان کے مطابق مسائل کی تصحیح کر لی جائے۔

رد کا بیان

سوال: رد کی تعریف مع قواعد بطور وجہ حصر نیز زوجین پر رد ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ بیان فرمائیں؟

جواب: ترکہ ذوی الفروض کو دے کر جو باقی بچے وہ عصبہ کو دیا جائے، جب کوئی عصبہ نہ ہو باقی مال نسبی ذوی الفروض ان کے حصے کے مطابق رد کیا جاتا ہے (یعنی لوٹایا جاتا ہے) اسے رد کہتے ہیں۔ **تنبیہ:** رد عول کی ضد ہے۔

خصوصی تنبیہ: احد الزوجین پر رد نہیں ہوتا۔

ذوالفروض میں تقسیم کے بعد عصبہ کو۔ عصبہ نہ ہوں تو ذوالفروض کو۔ یہ بھی نہ ہو تو ذوی الارحام کو۔ یہ بھی نہ ہو تو موصی لہ زائد الثلث (یعنی جس کے لیے تہائی سے زیادہ کی وصیت کی گئی ہو) یہ بھی نہ ہو تو فی زمانہ احد الزوجین پر رد کیا جاتا ہے۔

رد کے قواعد کی وجہ حصر

اصحابِ فرائض

احد الزوجین نہ ہوں۔		احد الزوجین ہوں۔	
ذوی الفروض ایک ہی جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 1)	ذوی الفروض مختلف جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 2)	ذوی الفروض ایک ہی جنس کے ہوں (قاعدہ نمبر 3)	ذوی الفروض مختلف جنس کے ہوں۔ (قاعدہ نمبر 4)
عدد روس سے مسئلہ بنائیں گے۔	مجموعہ سہام سے مسئلہ بنائیں گے۔	احد الزوجین کے اقل مخرج سے مسئلہ بنا کر احد الزوجین کو انکا حصہ دیکر بقیہ نسبی ذوالفروض کو دیں گے اگر تقسیم نہ ہو سکے تو تصحیح کے قواعد پر عمل کریں گے۔	احد الزوجین کے اقل مخرج سے مسئلہ بنا کر ان کو انکا حصہ دیکر بقیہ کو محفوظ کر لیں گے اور بقیہ نسبی ذوی الفروض کا جدید مسئلہ تصور کریں گے (یعنی قاعدہ نمبر 2 پر عمل کریں گے) اگر محفوظ شدہ نسبی ذوی الفروض پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو فبہا اگر تقسیم نہ ہو سکے تو دو ضربیں عمل میں لائیں (۱) نسبی ذوی الفروض کے سہام کے مجموعہ کو اصل مسئلہ سے ضرب دیں گے۔ (۲) محفوظ کو ہر نسبی ذوی الفرض کے سہم سے ضرب دیں گے۔

﴿باب مقاسمة الجد﴾

قال ابوبكر الصديق رضى الله عنه ومن تابعه من الصحابة بنو الاعيان وبنو العلات لا يرثون مع الجد وهذا قول ابى حنيفة رحمة الله عليه وبه يفتى وقال زيد بن ثابت رضى الله عنه يرثون مع الجد وهو قولهما وقول مالک والشافعى رحمهم الله تعالىٰ.

ترجمہ : حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے متبعین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی، بہن اور سوتیلے بھائی، بہن دادا کے ہوتے ہوئے وارث نہیں ہوتے یہی قول امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حقیقی یا سوتیلے بھائی، بہن دادا کے ہوتے ہوئے وارث ہوتے ہیں یہی قول صاحبین کا ہے اور اسی کے قائل امام مالک و امام شافعی رضی اللہ عنہما بھی ہیں۔

وعند زيد بن ثابت للجدمع بنى الاعيان وبنى العلات افضل الامرين من المقاسمة ومن ثلث جميع المال وتفسير المقاسمة ان يجعل الجد فى القسمة كاحدالاخوة وبنو العلات يدخلون فى القسمة مع بنى الاعيان اضرار اللجد .

ترجمہ : اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک دادا کے لیے حقیقی اور باپ شریک بہن بھائیوں کے ساتھ دو چیزوں مقاسمۃ اور جمیع مال کے ثلث میں سے جو افضل ہو وہی دیا جائے گا اور مقاسمۃ کی تفسیر یہ ہے کہ تقسیم میں دادا کو ایک بھائی کی مثل بنایا جائے اور باپ شریک بھائی، بہن تقسیم میں حقیقی بھائی، بہن کے ساتھ دادا کا حصہ گھٹانے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

فاذا أخذ الجد نصيبه فبنو العلات يخرجون من البين خائبين بغير شئى والباقى الاعيان الا اذا كانت من بنى الاعيان اخت واحدة فانها اذا اخذت فرضها نصف الكل بعد نصيب الجد فان بقى شئى فلبنى العلات والا فلا شئى لهم كجدٍ واختٍ لا ب وام واختين لا ب فبقى للأختين لا ب عشر المال و تصح من عشرين ولو كانت فى هذه المسئلة اخت لا ب لم يبق لها شئى .

ترجمہ : اور جب دادا نے اپنا حصہ لے لیا تو باپ شریک بھائی، بہن محروم ہو کر ان کے درمیان سے نکل جائیں گے اور باقی حقیقی بھائی بہنوں کے لیے ہوگا مگر جب کہ حقیقی بھائی بہنوں میں صرف ایک بہن ہو، چنانچہ جب اس نے اپنا کل مال میں سے نصف حصہ لے لیا دادا کے حصے کے بعد پھر اگر باقی کچھ رہتا ہے تو وہ باپ شریکوں کے لیے ہوگا، ورنہ ان کے لیے کچھ نہ ہوگا، مثلاً: دادا، حقیقی بہن اور دو باپ شریک بہنیں، لہٰذا دو باپ شریک بہنوں کے لیے مال کا دسواں حصہ باقی رہے گا اور مسئلہ کی تصحیح بیس سے ہوگی اور اگر

مسئلہ میں باپ شریک بہن ایک ہو تو اس کے لیے کچھ نہیں بچے گا۔

وان اختلط بهم ذوسهم فللجد هنا افضل الامور الثلاثة بعد فرض ذی سهم اما المقاسمة كزوج وجد واخ واما ثلث مابقي كجد وجدةٍ واما سدس جميع المال كجد وجدةٍ وبنت واخوين واذا كان ثلث الباقي خيراً للجدّ وليس للباقي ثلث صحيح فاضرب مخرج الثلث في اصل المسئلة فان تركت جدا وزوجاً وبنتاً واما واختا لاب وام اولاب فالسدس خير للجدّ وتعول المسئلة الى ثلاثة عشر ولا شئي للأخت .

ترجمہ : اور اگر دادا اور بھائی بہنوں کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی جمع ہو جائے تو صاحب فرض کو حصے دینے کے بعد دادا کے لیے تین چیزوں میں سے جو بہتر ہوگا وہی دیا جائے گا، ان تینوں میں سے بہتر یا تو مقاسمۃ ہے جیسے شوہر، دادا اور بھائی یا ماقبی کا ثلث یعنی باقی کا تہائی بہتر ہے جیسے دادا، دادی، دو بھائی اور ایک بہن یا پورے مال کا سدس بہتر ہے جیسے دادا، دادی بیٹی اور دو بھائی اور جب باقی کا تہائی دادا کے لیے بہتر ہو اور باقی سے تہائی صحیح نہ نکلے تو مخرج تہائی یعنی تین کو اصل مسئلہ میں ضرب دے دو چنانچہ اگر کسی عورت نے ورثاء میں دادا، شوہر، بیٹی، ماں اور حقیقی یا باپ شریک بہن چھوڑے ہوں تو دادا کے لیے سدس بہتر ہے اور مسئلہ تیرہ 13/ تک عول ہوگا اور بہن کو کچھ نہیں ملے گا۔

واعلم ان زيد بن ثابت رضى الله عنه لا يجعل الاخت لا ب وام او لاب صاحبة فرض مع الجد الا في المسئلة الأكدرية وهى زوج وام وجد واخت لا بٍ وام اولابٍ فللزوج النصف وللام الثلث وللجد السدس وللاخت النصف ثم يضم الجد نصيبه الى نصيب الاخت فيقسمان للذكر مثل حظ الانثين لان المقاسمة خير للجد اصلها من ستة وتعول الى تسعةٍ وتصح من سبعةٍ وعشرين.

ترجمہ : معلوم ہونا چاہیے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ حقیقی یا باپ شریک بہن کو دادا کے ساتھ ذوی الفروض میں سے نہیں مانتے سوائے مسئلہ اکدریہ کے اور وہ یہ ہے کہ ورثاء میں شوہر، دادا ماں اور حقیقی یا باپ شریک بہن ہوں، سو شوہر کے لیے نصف ہے اور ماں کے لیے ثلث، دادا کے لیے سدس اور بہن کے لیے نصف ہے پھر دادا کا حصہ بہن کے حصے کے ساتھ ملا کر للذکر مثل حظ الانثیین کے قانون موجب ان میں تقسیم ہوگا اس کے لیے دادا کے لیے مقاسمۃ افضل ہے اس مسئلہ کی اصل چھ (۶) سے ہوگی اور نو (۹) کی جانب عول ہوگا اور ستائیس (۲۷) سے اس کی تصحیح ہوگی۔

وسميت اكدرية لا نها واقعة امراةٍ من بنى اكدر وقال بعضهم سميت اكدريةً لا نها كدرت

على زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه مذهبه .

ترجمہ : اور اس مسئلہ کا نام اکدریہ اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ قبیلہ اکدریہ کی ایک عورت کا واقعہ ہے اور بعضوں کا یہ کہنا ہے کہ اس کا اکدریہ نام اس لیے ہے کہ اس مسئلے نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ان کے مذہب کو مکدر کر دیا ہے۔

لو كان مكان الاخت اخ او اختان فلا عول ولا اكدرية .

ترجمہ : اور اگر بہن کے بجائے بھائی یا دو بہنیں ہوں تو نہ عول ہوگا اور نہ ہی اکدریہ ہوگا۔

باب المناسخة

ولو صار بعض الأنصباءِ ميراثاً قبل القسمة كزوج وبنتٍ وام ، فمات الزوج قبل القسمة عن امراة وابوين ثم ماتت البنت عن ابنين وبنتٍ وجدةٍ ثم ماتتِ الجدّة عن زوج واخوين . فالا صل فيه ان تصحيح مسئلة الميت الاول وتعطى سهام كل وارثٍ من التصحيح . ثم تصحيح مسئلة الميت الثانى وينظر بين ما فى يده من التصحيح الاول و بين التصحيح الثانى ثلاثة احوال فان استقام ما فى يده من التصحيح الاول على الثانى .فلا حاجة الى الضرب وان لم يستقم فانظر ان كان بينهما موافقة فاضرب وفق التصحيح الثانى فى التصحيح الاول وان كان بينهما مباينة فاضرب كل التصحيح الثانى فى كل التصحيح الاول فالمبلغ مخرج المسئلتين فسهام ورثة الميت الاول تضرب فى المضروب اعنى فى التصحيح اوفى وفقه وسهام ورثة الميت الثانى تضرب فى كل ما فى يده اوفى وفقه وان مات ثالث او رابع اوخامس فاجعل المبلغ مقام الاولى والثالثة مقام الثانية فى العمل ثم فى الرابعة والخامسة كذالك الى غير النهاية .

ترجمہ : اگر تقسیم ترکہ سے پہلے ہی بعض حصے میراث ہو جائیں جیسے ورثاء میں شوہر، بیٹی اور ماں ہوں پھر قبل از تقسیم شوہر بیوی اور والدین چھوڑ کر مر گیا، پھر بیٹی دو بیٹے، ایک لڑکی اور ایک جدہ چھوڑ کر مر گئی پھر جدہ شوہر اور دو بھائی چھوڑ کر مر گئی تو اس صورت میں قاعدہ یہ ہے کہ پہلے تو میت اول کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے اور اسی تصحیح سے ہر وارث کا حصہ دیا جائے پھر میت ثانی کے مسئلہ کی تصحیح کی جائے پھر میت ثانی کے مافی یدہ یعنی جو کچھ اسے تصحیح اول سے ملا ہے اس کے درمیان اور تصحیح ثانی کے درمیان نظر کی جائے تو تین حالتیں ہوں گی چنانچہ اگر تصحیح اول کا مافی الید تصحیح ثانی پر پورا پورا تقسیم ہو جائے تو ضرب کی چنداں حاجت نہیں اور اگر مافی یدہ تصحیح ثانی پر پورا پورا

تقسیم نہ ہو تو غور کرنا چاہیے کہ اگر دونوں کے درمیان نسبت توافق ہو تو تصحیح ثانی کے وفق کو تصحیح اول میں ضرب دینی چاہیے چنانچہ حاصل ضرب دونوں مسئلوں کا مخرج ہوگا پھر میت اول کے ورثاء کے حصوں کو مضروب یعنی تصحیح ثانی یا اس کے وفق میں ضرب دی جائے اور میت ثانی کے ورثاء کے حصوں کو مافی الید کے کل یا اس کے وفق میں ضرب دے دی جائے اور اگر تیسرا یا چوتھا یا پانچواں وارث مرجائے تو حاصل ضرب کو میت اول کے قائم مقام اور تیسری کو دوسری کے قائم مقام عمل میں بناؤ پھر چوتھے اور پانچوے میں بھی اسی طرح غیر متناہی تک عمل کرنا چاہیے۔

مناسخہ کا بیان

سوال: مناسخہ کی تعریف اور وضاحت کیجئے نیز مشہور زمانہ ایسی مثال دیں کہ جس میں تماثل، توافق اور تباین موجود ہو؟

جواب : **مناسخہ کی تعریف** : ترکہ ورثاء میں تقسیم ہونے سے پہلے کسی وارث کا انتقال ہو جائے تو میراث شرعاً اس کی طرف منتقل ہوگی مگر قبضہ اس کے ورثاء کریں گے یہ عمل مناسخہ کہلاتا ہے۔

مناسخہ کا آسان طریقہ :اگر میت کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے اس کے ورثاء میں سے کوئی انتقال کر جائے تو شرعاً میراث اس انتقال کرنے والے کے ورثاء کی طرف منتقل ہوتی ہے، اب اس کا مسئلہ بناتے وقت اسی طرح مسئلہ بنائیں جیسے ایک زندہ شخص کا مسئلہ بنایا جاتا ہے یعنی اس کا نام بھی ویسے ہی شامل کریں لیکن بریکٹ () میں مردہ لکھ دیں اور پھر ایک دوسرا مسئلہ بنا کر اس کے ورثاء میں اس میت ثانی کی میراث تقسیم کر دیں۔

مثلاً۔۔۔مسئلہ نمبر 1۔

میت۔۔۔ہندہ ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شوہر (زید) بیٹا (بکر+مردہ) بیٹی (خدیجہ)

اب نیا مسئلہ بکر کے ورثاء کے لئے بنائیں۔

مثلاً۔۔۔مسئلہ نمبر 2۔

میت۔۔بکر ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ورثاء...... بیٹا بیٹی بیوی

مناسخہ کا آسان طریقہ : یعنی جو عام کتب میں موجود ہے۔

اور اس کے مرجانے سے طریقہ تقسیم متغیر نہ ہو تو ایسی صورت میں اس وارث متوفی کے نام کے نیچے لفظ (مردہ) لکھ دیں گے اور

بغیر اس کے شمول کے میت اول کے مسئلے کی تصحیح کریں گے اور اگر تقسیم میں تغیر واقع ہوتا ہو تو ایسی صورت میں مناسخہ کے قواعد ہیں۔

مناسخہ کے قواعد

میت اول کی تصحیح پوری کر کے اسکے ہر وارث کو تصحیح سے حصہ دیا جائے گا پھر میت ثانی کے مافی الید یعنی وہ سہام جو اسکو تصحیح سے ایک بطن یا کئی بطنوں میں ملے ہوں اور تصحیح ثانی کے درمیان نسبت دیکھ سکے۔

اگر دونوں میں تماثل کی نسبت ہو تو کسی عمل کی حاجت نہیں اگر دونوں میں تباین ہو تو ہر ایک کا پورا پورا عدد محفوظ کر لیا جائے اگر دونوں میں توافق یا تداخل ہو تو ہر ایک کا وفق محفوظ کر لیا جائے اب صرف دو عمل درکار ہیں۔

پہلا عمل : تصحیح ثانی کے محفوظ کو (یعنی بصورت تباین۔۔۔کو اور بصورت توافق وفق کو) تصحیح اول میں ضرب دیا جائے اور میت اول کے وارثین کے سہام میں بھی ضرب دیں۔۔

دوسرا عمل :مافی الید سے جو محفوظ ہوا ہے اسے تصحیح ثانی اور میت ثانی کے وارثین کے سہام میں ضرب کیا جائے لیکن اولی یہ ہے کہ تصحیح ثانی میں ضرب نہ دیا جائے صرف سہام کے ضرب کرنے پر اکتفاء کیا جائے۔

﴿باب ذوی الارحام﴾

ذوالرحم هو كل قريبٍ ليس بذي سهم ولا عصبةً . وكانت عامة الصحابة رضي الله عنهم يرون توريث ذوى الارحام وبه قال اصحابنا رحمهم الله تعالىٰ وقال زيد بن ثابت رضى الله تعالىٰ عنه لا ميراث لذوى الارحام ويوضع المال فى بيت المال و به قال مالك والشافعي رحمهما الله تعالىٰ.

....

ترجمہ : ذی رحم ہر وہ رشتہ دار ہے جو نہ تو صاحب فرض ہو اور نہ ہی عصبہ اور صحابہ کرام کی اکثریت ذوی الارحام کے وارث ہونے کے قائل ہیں اور ہمارے علمائے احناف بھی اسی کے قائل ہیں، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے کہ ذی الارحام کے لیے میراث میں کوئی حصہ نہیں ہے بلکہ مال بیت المال میں جمع کیا جائے گا اور اسی کے قائل امام مالک و امام شافعی رحمہما اللہ ہیں۔

وذوالارحام اصناف اربعة الصنف الاول ينتهى الى الميت وهم اولاد البنات واولاد بنات الابن. والصنف الثانى ينتهى اليهم الميت وهم الاجداد الساقطون والجدات الساقطات والصنف

الثالث ينتهي الى ابوى الميت وهم اولاد الاخوات وبنات الاخوة وبنو الاخوة لام والصنف الرابع ينتهي الى جدى الميت او جدتيه وهم العمات والاعمام لام والاخوال والخالات فهؤلاء وكل من يدلى بهم من ذوى الارحام.

ترجمہ : اور ذوی الارحام کی چار اقسام ہیں پہلی قسم ان رشتہ داروں کی ہے جو میت کی جانب منسوب ہیں اور یہ میت کی نواسیاں، نواسے اور پوتیوں کی اولاد ہیں اور دوسری قسم ان رشتہ داروں کی ہے جن کی جانب میت خود منسوب ہوتا ہے اور یہ وہ اجداد و جدات ہیں جو اصحاب فرائض کی وجہ سے محروم ہوتے ہیں، تیسری قسم ان رشتہ داروں کی ہے جو میت کے والدین کی جانب منسوب ہیں اور یہ سگے بھانجے اور بھانجیاں اور سگی بھتیجیاں ہیں اور اخیافی بھتیجے ہیں، اور چوتھی قسم میں وہ رشتہ دار داخل ہیں جو دادا، نانا، دادی، نانی کی جانب منسوب ہوتے ہیں اور یہ پھوپھیاں، اخیافی چچے، ماموں اور خالائیں ہیں سو یہ سب کے سب اور ہر وہ لوگ جو ان مذکورہ رشتہ داروں کے ذریعے میت کی جانب منسوب ہوتے ہوں سب ذوی الارحام سے ہیں۔

روى ابو سليمان عن محمد بن الحسن عن ابى حنيفة رحمهم الله تعالىٰ ان اقرب الاصناف الصنف الثانى ثم الاول وان سفلوا ثم الثالث وان نزلوا ثم الرابع وان بعدوا .

ترجمہ : اور ابو سلیمان نے محمد بن حسن اور انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ ذوی الارحام کی مذکورہ چاروں اقسام میں سے سب سے زیادہ قریب تر قسم ثانی ہے، اگر چہ اوپر کے درجے کے ہوں اس کے بعد قسم اول ہے اگر چہ نیچے درجے کے ہوں پھر قسم ثالث ہے اگر چہ یہ بھی نیچے کے ہی ہوں پھر قسم رابع ہے اگر چہ دور کے ہوں۔

وروى ابو يوسف والحسن بن زياد عن ابى حنيفه وابن سماعة عن محمد بن الحسن عن ابى حنيفة رحمهم الله تعالىٰ . ان اقرب الاصناف الصنف الاول . ثم الثانى ثم الثالث ثم الرابع . كترتيب العصبات . وهو الماخوذبه وعندهما الصنف الثالث مقدم على الجدّاب الام لأن عندهما كل واحدٍ منهم اولى من فرعهٖ وفرعه وان سفل اولى من اصله .

ترجمہ : امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد امام اعظم سے روایت کرتے ہیں اسی طرح ابن سماعہ امام محمد سے اور وہ امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ چاروں اقسام میں سے میت کے زیادہ قریب تر قسم اول ہے پھر ثانی پھر ثالث پھر رابع ہے جیسا کہ عصبات کی ترتیب میں ہوتا ہے اور یہی قول فتویٰ کے لیے اختیار کیا گیا ہے اور صاحبین کے نزدیک قسم ثالث جد فاسد (نانا) پر مقدم ہے کیونکہ ان دونوں کے نزدیک ان میں سے ہر ایک اپنی فرع سے اولیٰ ہے اور اس نانا کی فرع اگر چہ نیچے درجے کی ہو اپنی اصل سے اولیٰ ہے۔

فصل فی الصنف الاول

اولهم بالميراث اقربهم الى الميت كبنت البنت فانها اولى من بنت بنتِ الابن وان استووا فى الدرجة فولد الوارث اولى من ولد ذوى الارحام كبنت بنت الابن فانها اولى من ابن بنت البنت وان استوت درجاتهم ولم يكن فيهم ولد الوارث او كان كلهم يدلون بوارث فعند ابى يوسف رحمه الله تعالىٰ والحسن بن زياد يعتبر ابدان الفروع ويقسم المال عليهم سواء اتفقت صفة الاصول فى الذكورة والا نوثة او اختلفت ومحمد رحمه الله تعالىٰ يعتبر ابدان الفروع ان اتفقت صفة الاصول موافقاً لهما .

ترجمہ : ذوی الارحام کی قسم اول میں سے میراث پانے کا سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو میت کا قریب تر ہے، مثلاً نواسی، پوتی کی بیٹی سے زیادہ اولیٰ ہے اور اگر یہ سب ایک ہی درجے کے ہوں تو وارث کی اولاد ذوی الارحام کی اولاد سے زیادہ مستحق ہے، مثلاً پوتی کی بیٹی نواسی کے بیٹے سے اولیٰ ہے اور اگران ذوی الارحام کا درجہ ایک ہی ہو اور ان میں کوئی وارث کی اولاد نہ ہو یا سب کے سب کے ایک ہی وارث کے ذریعے منسوب ہوں تو امام ابو یوسف اور حسن بن زیاد رحمہما اللہ کے نزدیک ابدان فروع کا اعتبار ہوگا اور ان پر مال میت برابر تقسیم ہوگا چاہے ان کے اصول مرد و عورت ہونے میں متفق ہوں یا مختلف اور امام محمد بھی ان بزرگوں کے موافق ابدان فروع کا اعتبار کرتے ہیں بشرطیکہ صفت اصول مرد و عورت ہونے میں متفق ہو۔

ويعتبر الاصول ان اختلفت صفاتهم ويعطى الفروع ميراث الاصول مخالفاً لهما كما اذا ترك ابن بنتٍ وبنت بنتٍ عندهما يكون المال بينهما للذكر مثل حظ الانثيين باعتبار الابدان وعند محمد رحمه الله كذالك لا ن صفة الاصول متفقة ولو ترك بنت ابن بنت وابن بنت عندهما المال بين الفروع اثلاثاً باعتبار الا بدان ثلثاه للذكر وثلثه للانثىٰ وعند محمدٍ رحمه الله المال بين الاصول اعنى فى البطن الثانى اثلاثا ثلثاه لبنت ابن البنت نصيب ابيها وثلثه لا بن بنتِ البنتِ نصيب اُمه .

ترجمہ : اور امام محمد اصول کا اعتبار کرتے ہیں، جب ذوی الارحام کی صفت اصول مختلف ہوں اور امام ابو یوسف و حسن کے برخلاف اصول کی میراث فروع کو دیتے ہیں، جیسا کہ کسی میت نے ورثاء میں ایک نواسا اور ایک نواسی چھوڑے ہوں امام ابو یوسف و حسن کے نزدیک ان دونوں میں مال باعتبار بدان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے قانون کے موجب تقسیم ہوگا اور امام محمد کے نزدیک بھی ایسا ہی ہے اس لیے کہ صفت اصول متفق ہے اور اگر میت نے ورثاء میں نواسے کی بیٹی اور نواسے کا بیٹا چھوڑے تو دونوں

بزرگوں کے نزدیک کل مال فروع یعنی نواسے کی بیٹی اور نواسی کے بیٹے کے درمیان باعتبار ابدان تین ثلث ہوکر تقسیم ہوگا جن میں سے دوتہائی مذکر کے لیے ہے اور ایک تہائی مونث کے لیے ہے جب کہ امام محمد کے نزدیک کل مال اصول کے درمیان یعنی بطن ثانی میں تین تہائی ہوکر تقسیم ہوگا جن میں سے دوتہائی نواسے کی بیٹی کو اس کے باپ یعنی نواسے کا حصہ حاصل ہوگا اور ایک تہائی نواسی کے بیٹے کو اس کی ماں یعنی نواسی کا حصہ حاصل ہوگا۔

وکذالک عند محمدٍ رحمه الله تعالیٰ اذا کان فی اولاد البنات بطون مختلفة یقسم المال علی اوّل بطن اختلف فی الاصول ثم یجعل الذکور طائفة والاناث طائفةً بعد القسمة فما اصاب الذکور یجمع ویقسم علی اعلی الخلاف الذی وقع فی اولادهم وکذالک ما اصاب الاناث وهکذا یعمل الی ینتهی بهذه الصورة .

مسئلہ 15 ضرب 4تص 28 المضروب 4

بطن اول	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت	ابن . ابن .ابن
بطن ثانی	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت	بنت.بنت.بنت
بطن ثالث	بنت.بنت.بنت.	بنت.بنت.بنت.	ابن . ابن . ابن	بنت.بنت.ابن
بطن رابع	بنت.بنت.بنت.	ابن .ابن.ابن .	بنت.بنت.ابن	بنت . بنت. بنت
بطن خامس	بنت. بنت. ابن	بنت .بنت. ابن	بنت . بنت. بنت	بنت . ابن . بنت
بطن سادس	بنت . ابن. بنت.	ابن . بنت . بنت .	ابن . بنت. بنت	بنت .بنت.بنت

ترجمه : اور اسی طرح امام محمد کے نزدیک جب اولاد بنات مختلف بطون پر مشتمل ہو تو ترکہ اس بطن اول پر تقسیم کیا جائے گا جس کے اصول مختلف ہوں، پھر تقسیم ترکہ کے بعد مردوں کا علیحدہ گروپ بنایا جائے گا اور عورتوں کا علیحدہ، اب جو ترکہ مردوں کو پہنچا ہے اسے جمع کیا جائے گا اور تقسیم کیا جائے گا اس اعلیٰ بطن پر جس میں مرد یا عورت کا اختلاف واقع ہوا ہے اور اسی طرح اس ترکہ کو بھی تقسیم کیا جائے گا جو عورتوں کو پہنچا ہے اور یہی سلسلہ آگے چلاتے رہنا یہاں تک کہ منتہی ہو جائے اس صورت کی طرح۔

وکذالک محمد رحمة الله تعالیٰ یاخذ الصفة من الاصل حال القسمة علیه والعدد من الفروع کما اذا ترک ابنی بنت بنتِ بنت وبنت ابن بنتِ بنتٍ وبنتی بنتِ ابن بنتٍ بهذه الصورة .

مسئلہ 7تص 28 المضروب 4

بطن اول	بنت	بنت	بنت
بطن ثانی	بنت	بنت	ابن
بطن ثالث	بنت	ابن	بنت
بطن رابع	ابنی	بنت	بنتی
	6	6	16

عند ابی یوسف رحمة اللہ تعالیٰ علیہ یقسم المال بین الفروع اسباعًا باعتبار ابدانھم وعند محمد رحمہ اللہ تعالیٰ یقسم المال اعلیٰ الخلاف اعنی فی البطن الثانی اسباعا باعتبار عدد الفروع فی الاصول اربعة اسباعه لبنتی ابن البنت نصیب جدھما وثلثة اسباعه وھو نصیب البنتین یقسم علی ولدیھما اعنی فی البطن الثالث انصافاً نصفه لبنت ابن بنت البنت نصیب ابیھا والنصف الاخر لابنی بنتِ بنت نصیب امھما وتصح المسئلة من ثمانیةٍ وعشرین وقول محمد رحمة اللہ تعالیٰ اشھر الروایتین عن ابی حنیفة رحمة اللہ تعالیٰ علیہ فی جمیع ذوی الارحام وعلیه الفتویٰ .

ترجمہ : اور اسی طرح امام محمد رحمہ اللہ اصل کی صفت یعنی مذکر و مؤنث کا اعتبار کرتے ہیں اصل پر تقسیم ترکہ کے وقت اور فرع کے عدد کا لحاظ کرتے ہیں، مثلاً میت نے ورثاء میں نواسی کے دو نواسے اور نواسی کی ایک پوتی اور نواسے کی دو نواسیاں چھوڑیں تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال فرع کے مابین باعتبار ابدان سات حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک کل مال اعلیٰ خلاف پر تقسیم کیا جائے گا، یعنی بطن ثانی میں اصول کے اندر عدد فروع کے اعتبار سے سات حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا جن میں سے چار حصے میت کے نواسے کی دونواسیوں کے لیے ہے جو کہ ان کے نانا کا حصہ ہے اور ان سات حصوں میں سے تین حصے دونوں کے لیے ہے جو ان دونوں کی اولاد پر تقسیم کیا جائے گا یعنی بطن ثالث میں نصف نصف تقسیم ہوگا، چنانچہ ان تینوں حصوں کا نصف یعنی ڈیڑھ میت کی نواسی کی پوتی کا ہے جو کہ اس کے باپ کا حصہ ہے اور جب کہ دوسرا نصف یعنی ڈیڑھ نواسی کے دونوں نواسوں کو ملے گا جو کہ ان دونوں کی ماں کا حصہ ہے اور مسئلہ اٹھائیس سے صحیح ہوگا اور جمیع ذوی الارحام کے بارے میں امام محمد کا وہ قول ان دونوں روایتوں میں سے زیادہ مشہور ہے جو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اور فتویٰ بھی اسی پر ہے۔

علماؤنا رحمھم اللہ تعالیٰ یعتبرون الجھات فی التوریث غیر ان ابا یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ یعتبر الجھات فی ابدان الفروع و محمد رحمة اللہ تعالیٰ یعتبر الجھات فی الاصول کما اذا ترک

بنتي بنت بنتٍ وهما ايضا بنتا ابن بنت وابن بنت بنت بهذه الصورة.

مسئله ٣ عند امام ابی یوسف و ٧×۴/٢٨ عند امام محمد

بطن اول	بنت	بنت	بنت
بطن ثانی	بنت	ابن	بنت
بطن ثالث	بنت	بنت	ابن
عند امام ابی یوسف	١	١	١
عند امام محمد	١١	١١	٦

عند ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ یکون المال بینهم اثلاثا وصار کانه ترک اربع بنات وابنا ثلثاه للبنتین وثلثة للابن وعند محمد رحمه الله تعالیٰ یقسم المال بینهم علی ثمانیةٍ وعشرین سهما للبنتین اثنان وعشرون سهماً ستة عشر سهماً من قبل ابیها وستة اسهم من قبل امهما وللابن ستة اسهم من قبل امة.

ترجمہ : ہمارے علمائے کرام رحمہم اللہ تعالیٰ ذوی الارحام کو وارث بنانے میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں البتہ امام ابو یوسف ابدان فروع میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد اصول میں جہات کا اعتبار کرتے ہیں، مثلاً میت نے ایک نواسی کی دو بیٹیاں چھوڑیں اور یہی دونوں اس کے نواسے کی بھی بیٹیاں ہیں اسی طرح ایک اور نواسی کا بیٹا بھی چھوڑا ہے (متن میں مذکور صورت کے مطابق) امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال ان ورثاء کے مابین تین حصے کر کے تقسیم کیا جائے گا اور یہ ایسا ہے گویا کہ میت نے چار بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑا ہے، کل مال میں سے دو تہائیاں بیٹیوں کے لیے اور ایک تہائی بیٹے کے لیے اور امام محمد کے نزدیک کل مال ان تمام ورثاء کے مابین اٹھائیس حصے کر کے تقسیم کیے جائیں گے جن میں سے بائیس حصے دونوں بیٹیوں کے لیے ہیں سولہ حصے ان کے باپ کی جانب سے ہیں اور چھ حصے ان کی ماں کی جانب سے ہیں اور چھ حصے بیٹے کو ملیں گے جو اس کی ماں کی جانب سے ہیں۔

فصل فی الصنف الثانی

اولهم بالميراث اقربهم الى الميت من اى جهةٍ كان وعند الاستواء فمن كان يدلى بوارث فهو اولى كاب أم الام من اب ابالام عندابى سهيل الفرائضى وابى فضل الخصاف وعلى بن عيسى

البصری ولا تفضیل له عند ابی سلیمان الجرجانی وابی علی البستی .

ترجمہ : ان میں سے سب سے زیادہ میراث کا مستحق وہی ہے جو میت کے زیادہ قریب ہے چاہے کسی بھی جہت سے قریب ہو، اور قرب میں مساوی ہونے کے وقت وہی اولیٰ ہوگا جو میت کی طرف کسی وارث کے ذریعے منسوب ہو جیسے نانی کا باپ زیادہ اولیٰ ہے نانا کے باپ سے ابوسہیل فرائضی، ابوفضل خصاف اور علی بن عیسیٰ البصری کے نزدیک البتہ ابوسلیمان جرجانی اور ابوعلی البستی کے نزدیک ایسے وارث کو دوسروں پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔

وان استوت منازلهم ولیس فیهم من یدلی بوارث اوکان کلهم یدلون بوارثٍ واتفقت صفة من یدلون بهم واتحدت قرابتهم فالقسمة حینئذٍ علی ابدانهم وان اختلف صفة من یدلون بهم یقسم المال علی اول بطن اختلفت کما فی الصنف الاول .

ترجمہ : اور اگر یہ سب درجہ میں مساوی ہوں اور ان میں سے کوئی بھی کسی وارث کے بواسطہ میت سے منسوب نہ ہو یا سب کے سب کسی وارث کے واسطے سے منسوب ہوتے ہوں اور جن کے واسطے سے منسوب ہوتے ہوں وہ ذکورت وانوثت کی صفت میں متفق ہو اور وہ قرب رشتہ داری میں بھی متحد ہوں تو ایسی صورت میں تقسیم ترکہ ذوی الارحام کے ابدان پر ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق ہوگی اور اگر جن کے ذریعے سے منسوب ہوتے ہوں ان کی صفت ذکورت وانوثت مختلف ہو تو سب سے پہلے جس بطن میں یہ اختلاف واقع ہوا ہے اسی پر ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق مال میت تقسیم کیا جائے گا جیسا کہ ذوی الارحام کی قسم اول میں کیا ہے۔

وان اختلفت قرابتهم فالثلثان لقرابة الاب وهو نصیب الاب والثلث لقرابة الام وهو نصیب الام ثم ما اصاب لکل فریق یقسم بینهم کما لو اتحدث قرابتهم .

ترجمہ: اور اگر یہ رشتہ داری میں مختلف ہوں تو دو تہائی باپ کی طرف سے رشتہ داری رکھنے والے کے لیے ہے اور یہ باپ کا حصہ ہے اور ایک تہائی ماں کی طرف سے رشتہ داری رکھنے والے کے لیے ہے اور یہ ماں کا حصہ ہے پھر ہر فریق کو جتنا حصہ پہنچا ہے وہ ان کے مابین اس طرح تقسیم کیا جائے گا جس طرح ان کی رشتہ داری متحد ہونے کے وقت تقسیم کیا جاتا ہے۔

فصل فی الصنف الثالث

الحکم فیهم کالحکم فی الصنف الاول اعنی أوّلهم بالمیراث اقربهم الی المیت وان استووا فی القرب فولد العصبة أولی من ولد ذوی الارحام کبنت ابن الاخ وابن بنت الاختِ کلاهما لاب وام

اولابِ او احدهما لاب وام والاخرلابِ المال كله لبنتِ ابن الاخ لأنها ولد العصبةِ ولو كانا لأم المال بينهما للذكر مثل حظ الأنثيين عند ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ باعتبار الابدان وعند محمد رحمة الله تعالیٰ المال بينهما انصافاً باعتبار الأصول بهذه الصورة.

مسئلہ ۳ عند امام ابی یوسف و ۲ عند امام محمد

الاخ لام	الاخت لام
ابن	بنت
بنت	ابن

ترجمہ : قسم ثالث کا حکم قسم اول کی طرح ہی ہے یعنی ان سب سے زیادہ مستحق میراث وہی ہوگا جو میت کے سب سے زیادہ قریب ہوگا اور اگر قرب رشتہ داری میں سبھی مساوی ہوں تو اولا دعصبہ اولا د ذوی الارحام سے زیادہ اولیٰ ہے مثلاً بھتیجے کی بیٹی اور بھانجی کا بیٹا یہ دونوں عینی ہوں یا علاتی یا ان میں سے ایک تو عینی ہو اور دوسرا علاتی تو کل مال بھتیجے کی بیٹی کا ہے کیونکہ یہ اولا دعصبہ میں سے ہیں اور اگر یہ دونوں اخیافی ہوں تو امام ابو یوسف کے نزدیک باعتبار ابدان کل مال ان کے درمیان ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا اور امام محمد کے نزدیک مال ان دونوں کے درمیان باعتبار اصول تقسیم کیا جائے گا جس کی صورت یہ ہے۔

وان استووا فی القرب وليس فيهم ولد عصبةٍ. أوكان اكلهم أولاد العصبات . اوكان بعضهم اولاد العصبات وبعضهم اولاد اصحاب الفرائض. **فابويوسف** رحمة الله تعالیٰ يعتبر الاقوى **و محمد** رحمة الله تعالیٰ. يقسم المال على الاخوةِ والاخواتِ. مع اعتبار عدد الفروع والجهات فی الاصول . فما اصاب كل فريق يقسم بين فروعهم . كما فی الصنف الاول . كما اذا ترک ثلاث بنات اخوةٍ متفرقين وثلثة بنين وثلث بنات اخواتٍ متفرقات بهذه الصورة .

میت

اخ لاب و ام	اخ لأب	اخ لأم	اخت لأب وام	اخت لأب	لأخت لأم
بنت	بنت	بنت	ابن بنت	ابن بنت	ابن بنت

عند ابی یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ یقسم کل المال بین فروع بنی الاعیان ثم بین فروع بنی العلات ثم بین فروع بنی الاخیاف للذکر مثل حظ الانثیین ارباعاً باعتبار الابدان .

ترجمہ : اور اگر یہ قسم ثالث قرب رشتہ داری میں سب مساوی ہوں اور ان میں ولد عصبہ نہ ہو یا سب عصبات ہوں یا کچھ تو اولادِ عصبات ہوں اور کچھ اولادِ اصحاب فرائض میں سے ہوں تو ایسی صورت میں امام ابو یوسف قوت رشتہ داری کا اعتبار کرتے ہیں اور امام محمد اصول میں عدد فروع اور جہات کا اعتبار کرتے ہوئے کل مال بھائی بہنوں پر تقسیم کرتے ہیں بعد ازاں ہر فریق کو جتنا حصہ پہنچا ہے اسے ان کے فروع کے مابین تقسیم کرتے ہیں جیسا کہ قسم اول میں کیا ہے، مثلاً کسی میت نے ورثاء میں متفرق یعنی تینوں قسم کے بھائیوں کی تین بیٹیاں اور تین قسم کی بہنوں کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں چھوڑے اس صورت (یعنی شرح میں دیئے ہوئے نقشے کے مطابق) سواب امام ابو یوسف کے نزدیک کل مال حقیقی بھائیوں کی فروع کے درمیان پھر علاتی بھائیوں کے درمیان پھر اخیافی بھائیوں کی فروع کے درمیان چار حصے کر کے ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔

وعندمحمد رحمۃ اللہ تعالیٰ یقسم ثلث المال بین فروع بنی الاخیاف علی السویۃ اثلاثاً لا ستواء اصولھم فی القسمۃ والباقی بین فروع بنی الاعیان انصافاً لاعتبار عدد الفروع فی الاصول نصفہ لبنت الاخ نصیب ابیھا والنصف الآخرین ولدی الاخت للذکر مثل حظ الانثیین باعتبار الابدان وتصیح من تسعۃ .

ترجمہ : اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک مال کا ثلث تین حصے کر کے اخیافی بھائی بہن کی اولاد پر برابر برابر تقسیم کیا جائے گا اس لیے کہ ان کی فروع کا اصول تقسیم ترکہ میں برابر ہیں اور باقی ماندہ دو ثلث حقیقی بھائی بہن کی اولاد پر اصول میں فروع کے عدد کا اعتبار کرتے ہوئے آدھا آدھا کر کے تقسیم کیا جائے گا پھر ان (دو ثلث) میں سے نصف حقیقی بھتیجی کے لیے ہے جو اس کے باپ کا حصہ ہے اور دوسرا نصف حقیقی بہن کی اولاد پر باعتبار ابدان ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم ہوگا اور یہ مسئلہ نو سے صحیح ہوگا۔

ولو ترک ثلث بنات بنی اخوۃ متفرقین بھذہ الصورۃ.

میـــــــــــــــــــــــت

الأخ لأب وأم	الأخ لأب	الأخ لأم
ابن	ابن	ابن

بنت بنت بنت

المال كله لبنت ابن الأخ لأب وأم بالاتفاق لانها ولد العصبة ولها ايضا قوة القرابة .

ترجمہ : اور اگر میت نے ورثاء میں متفرق بھتیجوں کی تین بیٹیاں چھوڑیں اس (متن میں مذکور) صورت کے مطابق تو بالاتفاق کل مال حقیقی بھتیجے کو ملے گا، کیونکہ یہ اولاد عصبہ میں سے ہے اور اسے قوت قرابت بھی حاصل ہے۔

﴿فصل فی الصنف الرابع﴾

الحكم فيهم انه اذا انفردو احد منهم استحق المال كله لعدم المزاحم وان اجتمعوا وكان حيز قرابتهم متحدًا ،كالعمات والاعمام لام او الاخوال والخالات فالأقوى منهم اولى بالاجماع ، اعني من كان لاب وام اولى ممن كان لابٍ ومن كان لاب اولى ممن كان لام ذكورًا كانوا اواناثًا وان كانوا ذكوراً اواناثاً واستوت قرابتهم فللذكر مثل حظ الانثيين كعم وعمةٍ كلاهما لام أوخالٍ وخالةٍ كلاهما لاب وام أو لاب اولام.

ترجمہ : چوتھی قسم یہ ہے کہ جب ان میں سے کوئی اکیلا وارث ہو تو کل مال کا وہی مستحق ہوگا کیونکہ اس کا بالمقابل کوئی نہیں اور اگر بہت سے جمع ہوں اور ان کی جہت رشتہ داری بھی متحد ہو جیسے اخیافی پھوپھیاں اور اخیافی چچے یا ماموں اور خالائیں سوان میں سے جو قرب رشتہ داری میں قوی ہوگا بالاجماع وہی وارث بننے میں اولیٰ ہوگا یعنی ان میں سے جو ماں، باپ کی طرف سے (حقیقی) ہوگا وہ باپ شریک (علاتی) سے اولیٰ ہوگا اور جو علاتی ہوگا وہ اخیافی سے اولیٰ ہوگا خواہ مذکور ہوں یا مونث اور اگر مذکر و مونث دونوں ہوں اور قوت رشتہ داری میں بھی برابر ہوں تو ﴿للذكر مثل حظ الانثيين﴾ کے قانون کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا مثلاً پھوپھی اور چچا کہ یہ دونوں اخیافی ہوں یا ماموں اور خالہ کہ یہ دونوں حقیقی ہوں یا محض علاتی ہوں یا پھر محض اخیافی ہوں۔

وان كان حيز قرابتهم مختلفاً. فلا اعتبار لقوةِ القرابة ،كعمةٍ لأب وام ، وخالةٍ لأم ، أو خالةٍ لاب وأم ، وعمةٍ لام : فالثلثان لقرابة الاب ، وهو نصيب الأب والثلث لقرابة الأم ، وهو نصيب الأم ، ثم ما أصاب كل فريق يقسم بينهم ،كما لو اتحدَحيز قرابتهم .

ترجمہ : اور اگر ان کی جہت رشتہ داری مختلف ہو تو اب قوت رشتہ کا لحاظ نہ کیا جائے گا، مثلاً حقیقی پھوپھی اور اخیافی خالہ یا حقیقی خالہ اور اخیافی پھوپھی، ترکہ میں سے باپ کے قرابت دا. کے لیے دو تہائی ہے جو کہ باپ کا حصہ ہے اور ایک تہائی ماں کی قرابتدار کو حاصل ہوگا جو کہ ماں کا حصہ ہے بعد ازاں جس فریق کو جتنا حصہ حاصل ہوا ہے وہ ان کے درمیان تقسیم ہوگا جس طرح ان

کے متحد قرابت کی صورت میں ہوگا۔

فصل فی اولادهم

الحکم فیهم کالحکم فی الصنف الاول اعنی اولهم بالمیراث اقربهم الی المیت من ای جهة کان ، وان استووا فی القرب وکان حیز قرابتهم متحدًا ، فمن کانت له قوةُ القرابةِ فهو اولی بالاجماع وان استووا فی القرب والقرابة ، وکان حیز قرابتهم متحداً فولد العصبة اولی ، کبنتِ العم وابن العمة کلاهما لاب وأمّ او لاب المال لبنتِ العم لانها ولد العصبة .

ترجمہ : ان کا حکم بھی قسم اول کی مثل ہی ہے یعنی ان میں ترکہ کا زیادہ حقدار وہی ہوگا جو قریب تر ہوگا خواہ وہ کسی بھی جہت سے ہو اور اگر یہ قرب درجہ میں ایک جیسے ہوں اور جہت رشتہ داری بھی متحد ہو تو جو قوتِ قرابت میں زیادہ ہوگا بالاجماع میراث کا مستحق بھی وہی ہوگا اور اگر قوت درجہ وہ قوت قرابت میں ایک جیسے ہوں اور جہت رشتہ بھی متحد ہو تو اولا دعصبہ میراث کی زیادہ مستحق ہے جیسے چچا کی بیٹی اور پھوپھی کا بیٹا خواہ دونوں حقیقی ہوں یا علاتی تو ایسی صورت میں کل مال چچا کی بیٹی کو ملے گا کیونکہ وہ اولا دعصبہ سے ہے۔

وان کان احدهما لاب وأم ، والاخر لاب ، المال کله لمن کان له قوة القرابة فی ظاهر الروایة قیاسًا علی خالةِ لاب مع کونها ولد ذی رحم ، هی اولی بقوة القرابة من الخالة لام مع کونها ولد الوارثة ، لان الترجیح لمعنی فیه وهو قوة القرابة اولی من الترجیح لمعنی فی غیره وهو الادلاء بالوارث ، وقال بعضهم المال کله لبنت العم لاب لانها ولد العصبة .

ترجمہ : اور اگر ان میں سے ایک حقیقی ہو اور دوسرا علاتی ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق کل مال اس کا ہوگا جو قوت قرابت میں زیادہ ہے علاتی خالہ پر قیاس کرتے ہوئے کہ یہ باوجود ذی رحم کی اولاد ہونے کے قوت قرابت کی بناء پر اخیافی خالہ سے زیادہ اولیٰ ہے حالانکہ اخیافی خالہ وارث کی اولاد سے ہے اس لیے کہ یہ ترجیح دینا اس اعتبار سے ہے جو علاتی خالہ میں موجود ہے اور وہ اعتبار قوۃ قرابت ہے جو زیادہ اولیٰ ہے اس ترجیح کے اعتبار سے جو اس کے غیر میں یعنی اخیافی خالہ میں ہے اور یہ اعتبار وارث کی جانب منسوب ہونا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ کل مال علاتی چچا کی بیٹی کا ہے کیونکہ وہ ولد العصبہ ہے۔

وان استوا فی القرب ولکن اختلف حیز قرابتهم فلا اعتبار لقوة القرابة ، ولا لولد العصبة فی ظاهر الروایة قیاساً علی عمةِ لابِ وام مع کونها ذات القرابتین ، وولدالوارث من الجهتین هی لیست بآولی من الخالة لابِ ام، لکن الثلثین لمن یدلی ، بقرابةِ الاب فتعتبر فیهم قوة القرابة ، ثم ولد العصبة

والثلث لمن يدلي بقرابة الام وتعتبر فيهم قوة القرابة۔

ترجمہ: اور اگر قوت قرابت میں سب ایک جیسے ہوں لیکن جہت رشتہ میں اختلاف ہو تو ظاہر الروایت کے مطابق نہ قوت قرابت کا اعتبار کیا جائے گا اور نہ ہی ولد العصبہ کا لحاظ ہوگا، حقیقی پھوپھی پر قیاس کرتے ہوئے حالانکہ یہ دوہری قرابت اور دو جہتوں سے ولد الوارث ہونے کے باوجود علاتی یا اخیافی خالہ سے اولیٰ نہیں ہوتی البتہ دو تہائی مال اس کے لیے ہے جو میت کی جانب باپ کی قرابت سے منسوب ہو، چنانچہ ان میں قوت اور پھر ولد العصبہ ہونے کا اعتبار کیا جائے گا اور تہائی مال اس کے لیے ہے جو میت کی جانب ماں کی قرابت سے منسوب ہو اور ان میں بھی قوت قرابت کا اعتبار ہوگا۔

ثم عندابی یوسف رحمة الله تعالیٰ ما أصاب كل فريق تقسم على الابدان فروعهم مع اعتبار عدد الجهات في الفروع . **وعند محمد** رحمة الله تعالیٰ عليه يقسم المال على اول بطنٍ اختلف مع اعتبار عدد الفروع والجهات في الاصول ، كما في الصنف الاول ، ثم ينتقل هذاالحكم الى جهة عمومة ابويه وخولتهما ، ثم الى اولادهم ثم الى جهة عمومة ابوى ابويه وخؤلتهم ، ثم الى اولادهم كما في العصبات.

ترجمہ: پھر امام ابو یوسف علیہ الرحمۃ کے نزدیک ہر فریق کو جتنا حاصل ہوا ہے وہ ان کی فروع کے ابدان پر تقسیم کیا جائے گا ساتھ ہی جہات رشتہ کے عدد کا بھی اعتبار ہوگا اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک اولاً مال اس بطن پر تقسیم ہوگا جس میں اختلاف واقع ہوا ہے ساتھ ساتھ فروع کے عدد اور جہات رشتہ کا بھی اعتبار ہوگا جیسا کہ ذوی الارحام کی قسم اول میں گزر چکا ہے پھر یہ حکم منتقل ہوگا میت کے والدین کے چچاؤں اور ماموؤں کی جانب بعد ازاں ان کی اولاد کی جانب پھر میت کے دادا، دادی، کے چچاؤں اور ماموؤں کی جانب اور پھر ان کی اولاد کی جانب جیسا کہ عصبات میں طریقہ کار ہے۔

ذوی الارحام کا بیان

سوال: ذوی الارحام کسے کہتے ہیں؟

جواب: ذوی الارحام ان نسبی قرابت داروں کو کہا جاتا ہے جو نہ تو ذوی الفرائض ہوں نہ ہی عصبہ ہوں۔ جیسے نواسا، نواسی پھوپھا، پھوپھی خالہ، ماموں۔

سوال: ان میں وراثت کی تقسیم میں ترتیب کیا ہوگی؟

جواب: ذوی الارحام کی وراثت کی تقسیم میں ترتیب عصبات کی ترتیب کی مثل ہے۔

سوال: ذوی الارحام وراثت کے حق دار ہیں یا نہیں؟

جواب: اس بارے ائمہ کا اختلاف ہے،

احناف کا مؤقف: ان کے نزدیک ذوی الارحام وراثت کے حق دار ہیں۔

دلیل 1: والارحام بعضهم اولی ببعض فی کتاب اللّٰه۔

اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ نزدیک ہیں اللہ کی کتاب میں۔

دلیل 2: لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَّفْرُوْضًا o

ترجمہ کنز الایمان: مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قرابت والے ترکہ تھوڑا ہو یا بہت حصہ ہے اندازہ باندھا ہوا۔

وضاحت: اس آیت میں لفظ "رجال، نساء اور اقربون "ذوی الارحام کو بھی شامل ہے اب اگر کوئی تخصیص کا دعوی کرے تو دلیل خصوص اسی پر ہے۔

دلیل 3: اللّٰه ورسوله مولی من لا مولی له والخال من لا وارث له۔ **یعنی** جس کا کوئی مولی نہیں اس کا مولی اللہ اور اس کا رسول ہیں اور جن کا کوئی وارث نہیں اس کا وارث ماموں ہے۔

وضاحت: اس حدیث سے بالکل واضح ہے کہ ماموں جو کہ صرف ذی رحم ہے وہ بھی وارث بنتا ہے۔

وہ صحابہ جن کا مؤقف احناف کو تقویت دیتا ہے۔

﴿1﴾......حضرت عمر رضی اللہ عنہ

﴿2﴾......حضرت علی رضی اللہ عنہ

﴿3﴾......حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

﴿4﴾......حضرت عبید اللہ بن جراح رضی اللہ عنہ

﴿5﴾......حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ

شوافع اور مالکیہ کا مؤقف: ان کے نزدیک ذوی الارحام وراثت میں حصہ نہیں پائیں گے۔ اصحاب فرائض سے جو بچ جائے گا وہ بیت المال میں رکھا جائے گا۔

دلیل 1: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آیت میراث کے اندر "ذوی الفروض" اور "عصبات" کا ذکر کیا ہے وہاں "ذوی الارحام" کا کوئی تذکرہ نہیں ہے۔ اور اگر کوئی حصہ مقرر ہوتا تو ضرور بیان کر دیا جاتا، کیوں کہ وما کان ربک نسیا، یعنی تیرا رب بھولنے والا نہیں ہے۔

ذوی الارحام کی اقسام

ذوی الارحام کی چار 4 قسمیں ہیں۔

﴿1﴾ ــــــ وہ رشتہ دار جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ یہ بیٹیوں کی اولاد ہے اگر چہ نیچے تک ہو خواہ مذکر ہوں یا مؤنث اور پوتیوں کی اولاد بھی اس قسم میں شامل ہے۔

﴿2﴾ ــــــ وہ رشتہ دار جن کی طرف میت منسوب ہوتے ہیں۔ یہ اوپر تک کے اجداد ہیں جو ذوی الفروض میں ساقط ہیں جیسا کہ نانا، نانا کا باپ اور اوپر کی وہ جدات فاسدہ جو ذوی الفروض میں ساقط ہیں۔ جیسا کہ نانا کی ماں اور نانی کی ماں۔

﴿3﴾ ــــــ وہ رشتہ دار جو میت کے والدین کی طرف منسوب ہوتے ہیں، یہ بہنوں کی اولاد ہیں اگر چہ نیچے تک ہوں یہ اولاد مذکر ہو یا مؤنث اور خواہ سب عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی ہوں۔ اس میں بھائیوں کی بیٹیاں بھی شامل ہیں۔

﴿4﴾ ــــــ وہ رشتہ دار جو میت کی طرف منسوب ہوتے ہیں، جو میت کے دادا، اور نانا کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

فصل فی الخنثیٰ

للخنثیٰ المشکل أقل النصیبین اعنی اسوء الحالین عند ابی حنیفة رحمة اللہ تعالیٰ واصحابه وھو قول عامة الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعلیه الفتوی کما اذا ترک ابنا وبنتا وخنثیٰ . للخنثیٰ نصیب بنت لأنه متیقن .

ترجمہ: خنثیٰ مشکل کے لیے دو حصوں میں سے کمتر حصہ ہے یعنی خنثیٰ کو مرد اور عورت فرض کرنے کی صورت میں جو بری صورت ہو وہی خنثیٰ کے لیے ہے امام اعظم اور جمہور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی کے قائل ہیں اور فتویٰ بھی اس پر ہی ہے جیسا کہ جب کوئی شخص بیٹا، بیٹی اور ایک خنثیٰ چھوڑ کے مرا تو خنثیٰ کے لیے ایک بیٹی جتنا حصہ ہے کیونکہ یہی حصہ یقینی ہے۔

وعندالشعبی رضی اللہ تعالیٰ عنه وھو قول ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھا للخنثی نصف نصیبین بالمنازعة .

ترجمہ : حضرت امام شعبی کے نزدیک اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بھی قول ہے کہ خنثی کے لیے منازعت کی وجہ سے دونوں (مذکر و مونث) حصے سے نصف حصہ ہے۔

واختلفا فی تخریج قول الشعبی. قال ابو یوسف رحمة الله تعالیٰ للابن سهم وللبنت نصف سهم وللخنثی ثلثة ارباع سهم لان الخنثی يستحق سهما، ان كان ذكراً او نصف سهم ان كان انثی وهذا متيقن . فيا خذ نصف النصيبين او النصف المتيقن مع نصف النصف التنازع فيه فصارت له ثلثه ارباع سهم و مجموع الانصباء سهمان وربع سهم ، لانه يعتبر السهام والعول تصح من تسعة او نقول لو كان الخنثی منفردا يستحق جميع المال ان كان ذكراً ونصف المال ان كان انثی فله نصفهما وهو ثلثه ارباع المال وللابن مال وللبنت نصف مال مجموعهما مالان وربع مال عولا ومضاربةً تصح من تسعة او نقول للابن سهمان وللبنت سهم والخنثی نصف النصيبين وهو سهم ونصف سهم .

ترجمہ : اور قول شعبی کی تخریج میں صاحبین نے اختلاف کیا ہے امام ابو یوسف فرماتے ہیں بیٹے کا ایک حصہ اور بیٹی کا نصف حصہ ہے جب کہ خنثی کے لیے چار میں سے تین حصے ہیں اس لیے کہ خنثی اگر مذکر ہوتا تو پورا ایک حصے کا مستحق ہوتا اور اگر مونث ہوتا تو نصف لیتا اور یہ حصہ تو یقینی طور پر ہے چنانچہ دونوں میں حصوں میں سے نصف لے گا یا نصف یقینی ایسے نصف کے نصف کے ساتھ لے گا جو متنازعہ فیہ ہے لہذا اس کے لیے چار میں سے تین حصے حاصل ہوں گے مجموعی طور پر کل حصے دار دو اور چوتھائی یعنی سوا دو حصے ہیں اس لیے امام ابو یوسف حصوں اور عمل دونوں کا اعتبار کرتے ہیں چنانچہ مسئلہ کی نو (۹) سے تصحیح ہوگی یا بالفاظ دیگر ہم یوں کہتے ہیں کہ بیٹے کے لیے دو اور بیٹی کے لیے ایک حصہ ہے جب کہ خنثی ان دونوں حصوں کا نصف لے گا جو کہ ڈیڑھ حصہ بنتا ہے۔

وقال محمد رحمة الله تعالیٰ يا خذ الخنثی خمسی المال ان كان ذكراً، اوربع المال ان كان انثی ،فيا خذ نصف النصيبين وذالک خمس وثمن باعتبار الحالين و تصح من اربعين ،و هو المجتمع من ضرب احدی المسئلتين . وهی الاربعة فی الاخری ، وهو الخمسة ، ثم فی الحالتين فمن كان له شئی من الخمسة فمضروب فی الاربعة ومن كان له شئی من الاربعة فمضروب فی الخمسة فصارت للخنثی من الضربين ثلثة عشر سهما ، وللابن ثمانية عشر سهما وللبنت تسعة اسهم .

ترجمہ : اور امام محمد مذکورہ صورت میں فرماتے ہیں کہ خنثی مال کے دوخمس لیتا اگر مذکر ہوتا اور مال کا ربع لیتا اگر مؤنث ہوتا چنانچہ خنثی ہونے کی صورت میں دونوں حصوں کا نصف لے گا اور یہ خمس اور ثمن ہے جو دونوں حالتوں کے اعتبار سے ہے اور مسئلے کی تصحیح چالیس سے ہوگی، اور یہ چالیس کا مجموعہ ہے جو دو مسئلوں کو ایک دوسرے میں ضرب دینے سے حاصل ہوتا ہے، یعنی ایک مسئلہ چار ہے جس کو دوسرے مسئلہ پانچ میں ضرب دی جائے گی پھر یہ ضرب دو حالتوں میں ہے چنانچہ جس کو پانچ سے ملا ہے اسے چار میں ضرب دی جائے اور جس کو چار سے ملا ہے اسے پانچ میں ضرب دی جائے لہذا دونوں ضربوں سے خنثیٰ کے لیے تیرہ حصے ہوجائیں گے اور بیٹے کے اٹھارہ جب کہ بیٹی کے نو حصے ہوں گے۔

خنثی کی وراثت کا بیان

سوال: خنثی مشکل کی اقسام مع تعریفات اور ان کی پہچان کا طریقہ بھی بیان کریں؟

جواب : **خنثی مشکل کی تعریف** : جس کے فرج و ذکر دونوں ہوں وہ خنثی مشکل کہلاتا ہے۔

☆...... **خنثی مشکل کی اقسام** : خنثی مشکل کی چند قسمیں بیان کی جاتی ہیں۔

﴿1﴾...... **خنثی مشکل محکم** : جس میں نہ مردوں والی علامت ہو نہ عورتوں والی علامت ہو یا دونوں طرح کی علامتیں ہوں

﴿2﴾...... **ملحق بالخنثی**: ایسا شخص جس کا فرج و ذکر انسانی ہیئت کی طرح ظاہر نہ ہوں وہ ملحق بالخنثی ہے۔

پہچان کا طریقہ: قبلِ بلوغت پہچان کی علامات:

☆...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ان کی پہچان کا طریقہ دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: کہ مخنث کو میراث دیتے وقت اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ وہ پیشاب کیسے کرتا ہے؟ اگر صرف ذکر سے پیشاب کرے تو لڑکا مانا جائے گا۔ اور اگر صرف فرج سے پیشاب کرے تو لڑکی۔ (تفہیم المسائل ج4)

﴿3﴾...... **خنثی مشکل موقوف**: اگر دونوں عضو میں سے ایک سے پیشاب کرے تو خنثی مشکل موقوف کہلاتا ہے

سوال : اگر دونوں سے پیشاب نکلے تو کس طرح پہچان ہوگی؟

جواب : اگر دونوں سے پیشاب کرے تو جس سے پہلے پیشاب نکلے وہی مانا جائے گا۔

بعد بلوغ پہچان کی علامات : بالغ ہونے کے بعد۔۔۔

☆...... اگر اس کی داڑھی نکلے یا احتلام ہو اور منی ذکر سے نکلے تو اسے مرد مانا جائے گا۔

☆......اگر عورتوں کی طرح پستان نکلیں یا عورتوں کی طرح اس کے پستان سے دودھ نکلے یا اس سے عورتوں کی طرح جماع کیا جاسکے تو اسے عورت مانا جائے گا۔

سوال: خنثیٰ مشکل کی وراثت کا طریقہ مثال کے ساتھ بیان کریں؟

جواب:

خنثیٰ مشکل کی وراثت کا طریقہ:

خنثیٰ مشکل یا ملحق بالخنثیٰ کو ایک بار مرد مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دوبارہ عورت مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے پھر دیکھا جائے کہ کس کا حصہ کم یا کچھ نہیں ہے اگر مرد کی صورت میں حصہ کم یا کچھ نہیں ہے تو مرد مانا جائے اور اگر عورت کی صورت میں کم یا کچھ نہیں ہے تو عورت مانا جائے۔

مثال نمبر 1--- بیٹا 1 بیٹی 1 ولد خنثیٰ تو اس صورت میں خنثیٰ عورت ہو تو اسے کم ملے گا۔

مثال نمبر 2--- ماں شوہر اخیافی بھائی اخیافی بھائی اگر خنثیٰ مرد مان لیا جائے تو یہ مجحوب ہو

﴿فصل فی الحمل﴾

اکثر مدة الحمل سنتان عند ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ وعندلیث ابن سعد ثلث سنین وعندالشافعی رحمة الله تعالیٰ علیه اربع سنین وعند الزهری سبع سنین وأقلها ستة اشهر ویوقف للحمل عند ابی حنیفة رحمة الله تعالیٰ نصیب اربعة بنین او اربع بنات ایهما اکثر ویعطی لبقیة الورثة اقل الانصباء ، وعند محمد رحمة الله تعالیٰ یوقف نصیب ثلثة بنین او ثلث بنات ایهما اکثر رواه عنه لیث بن سعد رحمة الله تعالیٰ وفی روایة اخری نصیب ابنین وهو قول الحسن رحمة الله تعالیٰ واحدی الروایتین عن ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ رواه عنه هشام رحمة الله تعالیٰ و روی الخصاف رحمة الله تعالیٰ عن ابی یوسف رحمة الله تعالیٰ انه یوقف نصیب ابن واحدٍ اوبنتٍ واحدةٍ وعلیه الفتویٰ .

ترجمہ: امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے، لیث بن سعد کے نزدیک تین سال، امام شافعی رحمۃ اللہ کے نزدیک چار سال اور زہری کے نزدیک سات سال ہے اور حمل کی کم از کم مدت چھ ماہ ہے اور امام اعظم کے نزدیک حمل کے لیے چار بیٹوں یا چار بیٹیوں کے حصوں میں سے جو زیادہ ہوگا وہی رکھا جائے گا، اور باقی ماندہ کمتر حصے ورثاء کے

لیے ہیں اور امام محمد کے نزدیک وہ حصہ رکھا جائے گا جو تین بیٹوں یا تین بیٹیوں کے حصوں میں سے زیادہ ہوگا، امام محمد کے اس قول کو لیث بن سعد نے روایت کیا ہے جب کہ امام محمد کی ایک اور روایت میں ہے کہ حمل کے لیے دو بیٹوں کا ہی حصہ رکھا جائے گا یہی قول امام حسن کا بھی ہے اور امام ابو یوسف کی روایتوں میں سے ایک روایت بھی یہی ہے جسے ہشام نے روایت کیا ہے اور خصاف نے امام ابو یوسف سے روایت کیا ہے کہ حمل کے لیے ایک بیٹے اور ایک بیٹی کا حصہ رکھا جائے گا فتویٰ اسی قول پر ہے۔

ویوخذ الکفیل علی قوله

ترجمہ : اور امام ابو یوسف کے قول پر دیگر ورثاء سے ضامن لیا جائے گا۔

فان کان الحمل من المیت وجاء ت بالولد التمام اکثر مدة الحمل اواقل منهما ولم تکن اقرت بانقضاء العدة ویورث عنه وان جاء ت بالولد لا اکثر من اکثر مدة الحمل لا یرث ولا یورث ان کان من غیره وجاء ت بالولد لستة اشهر او اقل منها یرث وان جاء ت به لا کثر من اقل مدة الحمل لا یرث

ترجمہ : اگر حمل میت سے ہو اور عورت نے بچہ جن لیا اکثر مدت حمل میں یا اس سے کمتر میں اور عورت نے مدت گزرنے کا اقرار نہیں کیا تو یہ بچہ وارث ہوگا اور دوسرے اس بچے کے وارث ہوں گے اور اگر اکثر مدت حمل کے بعد بچہ جنا تو نہ بچہ وارث ہوگا اور نہ اس کا کوئی وارث ہوگا، اور اگر حمل میت کے علاوہ کسی اور کا ہو اور عورت نے چھ ماہ یا اس سے کم عرصے میں بچہ جنا تو بچہ وارث ہوگا اور اگر کمتر مدت حمل سے زیادہ میں جنا تو وارث نہ ہوگا۔

فان خرج اقل الولد ثم مات لا یرث ، وان خرج اکثره ثم مات یرث فان خرج الولد مستقیماً فالمعتبر صدره یعنی اذا خرج الصدر کلة یرث ، وان خرج منکوسًا فالمعتبر سرته .

ترجمہ : اگر بچہ تھوڑا سا نکلا پھر مر گیا تو وارث نہیں بنے گا اگر اکثر نکلا پھر مر گیا تو وارث بنے گا اور بچہ سیدھا (سر کی جانب سے) نکلا تو اس کے سینے کا اعتبار ہوگا۔ یعنی جب اس کا پورا سینہ نکل آیا تو وارث ہوگا اور اگر الٹا (پاؤں کی جانب سے نکلا تو اس کی ناک کا اعتبار ہوگا۔)

الاصل فی تصحیح مسائل الحمل ان تصح المسئلة علی تقدیرین اعنی علی تقدیر ان الحمل ذکر، وعلی تقدیر انه أنثی ، ثم ینظر بین تصحیحی المسئلتین فان توافقاً بجزء . فاضرب وفق احدهما فی جمیع الاخروان تباینا ، فاضرب کل واحد منهما فی جمیع الاخر ، فالحاصل تصحیح

المسئلة، ثم اضرب نصيب من كان له شي من مسئلة ذكورته في مسئلة انوثته، او في وفقها، ومن كان له شي من مسئلة انوثته في مسئلة ذكورته او في وفقها، كما في الخنثى، ثم انظر في الحاصلين من الضرب ايهما اقل يعطى لذالك الوارث، والفضل الذي بينهما موقوف من نصيب ذالك الوارث، فاذا ظهر الحمل فان كان مستحقا لجميع الموقوف فبها، وان كان مستحقا للبعض فيا خذ ذالک، والباقي مقسوم بين الورثة يُعطى لكل واحدٍ من الورثة ما كان موقوفاً نصيبه.

ترجمہ : مسائل حمل کی تصحیح میں اصل یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح دونوں تقدیروں پر کی جائے یعنی ایک اس تقدیر پر کہ حمل مذکر ہے اور دوسرا اس تقدیر پر کہ حمل مؤنث ہے بعد ازاں دونوں مسئلوں کی تصحیح میں نظر کی جائے چنانچہ دونوں میں اگر کسی جزو کے ساتھ نسبت توافق ہو تو ان دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمع میں ضرب دو اور اگر دونوں میں تباین ہو تو دونوں میں سے کسی ایک کو دوسرے کے جمع میں ضرب دو (اور اگر دونوں میں تباین ہو تو دونوں میں سے ایک کے کل کو دوسرے کے جمع میں ضرب دو) پس حاصل ضرب مسئلہ کی تصحیح ہوگی، پھر جس کو مذکر کی تقدیر پر جتنا ملا ہے اسے مسئلہ (تباین کی صورت میں انوثت یا توافق کی صورت میں) اس کے وفق میں ضرب دو، اور جس کو مؤنث کی تقدیر پر جتنا ملا ہے اسے (تباین کی صورت میں) مسئلہ ذکورت یا (توافق کی صورت میں) اس کے وفق میں ضرب دو جیسا کہ مسئلہ خنثیٰ میں ہوتا ہے پھر دونوں حاصل ضرب میں نظر کی جائے کہ ان میں سے کون سا کمتر ہے وہی اس وارث کو دیا جائے، اور جو ان دونوں سے زائد بچا ہوا ہے موقوف رکھا جائے پھر جب حمل ظاہر ہو جائے تو اگر وہ جمیع موقوف رکھے ہوئے مال کا مستحق ہے تو وہ اسی کا ہے اور اگر وہ بعض کا مستحق ہے تو صرف اتنا ہی لے گا اور باقی ماندہ باقی ورثاء کے درمیان تقسیم ہوگا، چنانچہ ہر وارث کو اتنا ہی دیا جائے گا جتنا اس کے حصے سے موقوف رکھا گیا تھا۔

كما اذا ترك بنتا وابوين وامرأة حاملاً، فالمسئلة من اربعة وعشرين على تقدير أن الحمل ذكر ومن سبعةٍ وعشرين على تقدير انه انثى، فاذا ضرب وفق احدهما في جميع الآخر صار الحاصل مائتين وستة عشر اذ على تقدير ذكورته للمراة سبعة وعشرون وللابوين لكل واحد ستة وثلثون وعلى تقدير انوثته للمرئة اربعة وعشرون ولكل واحدٍ من الابوين اثنان وثلثون فتعطىٰ للمراة اربعة وعشرون وتوقف من نصيبها ثلاثة اسهم، ومن نصيب كل واحدٍ من الابوين اربعة اسهم وتعطى للبنت ثلثة عشر سهما لان الموقوف في حقها نصيب أربعة، وبنين عند ابي حنيفة رحمة الله تعالىٰ عليه.

ترجمہ : جیسا کہ ایک میت کے ورثاء میں بیٹی، والدین اور حاملہ بیوی ہیں تو مسئلہ چوبیس سے ہوگا حمل کو مذکر فرض کرنے

کی صورت میں اور مسئلہ ستائیس سے ہوگا حمل کو مؤنث فرض کرنے کی صورت میں پھر جب دونوں میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے جمیع میں ضرب دی جائے تو حاصل ضرب دوسوسولہ ہوں گئے، چنانچہ حمل مذکر ہونے کی صورت میں بیوی کے لیے ستائیس حصے ہیں والدین میں سے ہرایک کو چھبیس ملیں گے اور حمل مؤنث ہونے کی صورت میں بیوی کے چوبیس اور ماں باپ میں سے ہرایک کے لیے بتیس ہوں گے، پھر بیوی کو چوبیس دیئے جائیں گے اور تین اس کے حصے سے موقوف رکھے جائیں گے، اور والدین میں سے ہرایک کے حصے سے چار موقوف رکھے جائیں گے، اور بیٹی کو تیرہ دیئے جائیں گے اس لیے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بیٹی کے حق میں چار بیٹوں کے حصے موقوف رکھے جاتے ہیں۔

واذا كان البنون اربعة فنصيبها سهم واربعة اتساع سهم من اربعة و عشرين مضروب فی تسعة فصار ثلاثة عشر سهما وهی لها والباقی موقوف مائة وخمسة عشر سهما ، فان ولدت بنتا واحدة اواكثر فجميع الموقوف للبنات وان ولدت ابناً واحدًا اواكثر فيعطى للمرأة والابوين ما كان موقوفاً من نصيبهم فما بقی تضم اليه ثلثة عشر و يقسم بين الاولاد وان ولدت ولدًا ميتاً، فيعطى للمرأة والابوين ، ما كان موقوفاً من نصيبهم وللبنت الی تمام النصف وهو خمسة وتسعون سهما والباقی للاب وهو تسعةُ اسهم ، لانه عصبة .

ترجمہ : اور جب بیٹے چار ہوں تو (چوبیس میں سے) بیٹی کا ایک حصہ ہے اور ایک حصے کے نو حصوں میں سے چار حصے ہیں جسے وفق ۹ میں ضرب دیا تو تیرہ حاصل ہوئے چنانچہ تیرہ بیٹی کے ہیں، اور باقی ماندہ ایک سو پندرہ موقوف رکھے جائیں گے پھر اگر حاملہ نے ایک یا ایک سے زائد بیٹیاں جنیں تو جمیع موقوف شدہ مال بیٹیوں کا ہوگا اور اگر ایک یا ایک سے زائد بیٹے جنے تو بیوی اور والدین کے حصوں سے جو کچھ موقوف کیا گیا تھا وہ انہیں دیا جائے گا بعدازاں باقی ماندہ کے ساتھ تیرہ ملا کر بیٹا بیٹی پر ﴿للذکر مثل حظ الانثیین﴾ کے مطابق تقسیم کیا جائے، اور اگر حاملہ نے مردہ بچہ جنا تو بیوی اور والدین کا موقوف شدہ حصہ انہیں واپس دے دیا جائے گا اور بیٹی کے لیے نصف پورا کیا جائے گا، جو پچانوے حصوں سے ہوگا اور باقی باپ کے لیے ہے جو نو حصے ہیں کیونکہ وہ عصبہ ہے۔

حمل کی وراثت

عورت کے پیٹ میں اگر کوئی ایسا حمل ہے جو میت کا وارث بن سکتا ہے، تو ایسی صورت میں بہتر یہ ہے کہ وراثت تقسیم کرنے میں بچہ کی ولادت تک انتظار کرلیا جائے، اور تقسیم وراثت کو ملتوی کردیا جائے۔ کیونکہ بعض اوقات بچہ مردہ پیدا ہوتا ہے، جو وراثت کا

بالکل مستحق نہیں ہوتا اور بعض دفعہ ایک سے زائد بچے پیدا ہو جاتے ہیں۔

نوٹ : آج کے اس ترقی کرتے ہوئے دور میں یہ تو ممکن ہو چکا کہ الٹرا ساؤنڈ کے ذریعے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ لیکن تقسیم وراثت میں یا ویسے بھی اس پر قطعی طور پر یقین نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ یہ اللہ کے راز ہیں اور جب کسی چیز کو چیلنج کر دیا جاتا ہے تو بسا اوقات اس کے برخلاف بھی ہو جاتا ہے لہذا اس پر ہرگز یقین نہ کیا جائے۔ (واللہ اعلم بالصواب)

سوال : حمل کی کتنی صورتیں ہو سکتی ہیں؟

جواب : **حمل کی دو صورتیں ھیں۔**

﴿1﴾ ...... حمل میت سے ہوگا یعنی کوئی حاملہ بیوی چھوڑ کر انتقال کر گیا۔

﴿2﴾ ...... میت کے علاوہ کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہوگا جو اس میت کا وارث بن سکتا ہے۔

صورت اول : اس صورت میں عورت نے دو سال یا کم مدت میں بچہ جن لیا اور عدت گزرنے کا اقرار بھی نہ کیا تو یہ بچہ میت اور رشتہ داروں کا وارث ہوگا اور اس کے مرنے کے بعد دوسرے لوگ بھی اس کے مال کے وارث ہوں گے اور اگر حمل کی مدت یعنی دو سال پورے ہونے کے بعد بچہ پیدا ہوا تو نہ یہ کسی کا وارث ہوگا نہ کوئی دوسرا اس کا وارث ہوگا۔

صورت ثانی : یعنی میت کے علاوہ اگر کسی دوسرے رشتہ دار کا حمل ہے اور اگر عورت نے چھ ماہ یا اس سے کم تر مدت میں بچہ جنا تو یہ بچہ وارث بنے گا، ہاں اگر چھ ماہ کی مدت گزرنے کے بعد بچہ جنا تو وارث نہ ہوگا۔

سوال : حمل کی وراثت کا طریقہ مع امثلہ بیان کیجیے؟

جواب : **حمل کی وراثت کا طریقہ** :

حمل کو ایک بار مرد مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دوسری بار عورت مان کر مسئلہ بنایا جائے پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے اب جس وارث کا حصہ دونوں صورتوں میں یکساں ہوں اسکو پورا پورا دیا جائے اور جن ورثاء کا حصہ حمل کو مرد یا عورت ماننے پر کم ہوا اور بصورت دیگر زیادہ ہو تو ان ورثاء کو وہی حصہ دیا جائے جس صورت میں ان کو کم حصہ ملتا ہو اور باقی حصہ محفوظ رکھا جائے اور ورثاء کی جانب سے ضامن و کفیل طلب کیا جائے کہ اگر حمل میں ایک سے زیادہ متولد ہوئے اور ان کا استحقاق مال موقوف سے زیادہ ہوا تو ان ورثاء کے سہام میں سے اتنا واپس کرا کر ان سب کا حصہ پورا کر دیا جائے گا اب اگر ایک بچہ پیدا ہوا تو جتنے حصے کا وہ مستحق ہے اُتنا اُس کو دیا جائے اور باقی میں سے جتنے کا جو مستحق ہو اُتنا اُس وارث کو دیا جائے تا کہ اسکی کمی پوری ہو جائے اگر ایسا بچہ پیدا ہوا کہ اسے کچھ نہ ملتا ہو، مثلاً اگر بھتیجے کے لئے حصہ چھوڑ رکھا تھا اور بھتیجی پیدا ہوئی تو یہ پورا حصہ وارثوں پر منقسم ہو جائے گا۔

اور اس مولود کو کچھ نہ ملے گا اسی طرح اگر بچہ مردہ پیدا ہوا تو وہ وارث نہ ہوگا لھذا تیسرا مسئلہ بنایا جائے اور جو جتنے کا مستحق ہو محفوظ میں سے اسکو اتنا دیکر اسکا حق پورا کیا جائے۔ اسی طرح اگر چند بچے پیدا ہو جائیں تو تیسرا مسئلہ بنایا جائے اور جس وارث کو زیادہ پہنچا ہو اس سے واپس لیا جائے اور ہر بچے کا حق پورا کیا جائے۔

مثال: زید کا انتقال ہوا وہ اپنے ورثہ میں ماں، باپ، بیٹی اور حاملہ بیوی کو چھوڑتا ہے اور اس کا ترکہ تقسیم کریں۔

حل: مسئلہ 24×3=72

میت-------------------------------------

ماں	باپ	بیوی (حاملہ)	بیٹی	حمل (مذکر)
سدس	سدس	ثمن		عصبہ
4	4	3		13 (بیٹا، بیٹی کا سہم ان پر بلا کسر تقسیم نہیں

ہو رہا، اب تصحیح ہوگی۔

4×3	4×3	3×3	13×3
12	12	9	39

(بیٹی کا حصہ 13)(حمل مذکر کا حصہ 26)

مسئلہ 24 عول 27

میت-------------------------------------

ماں	باپ	بیوی (حاملہ)	بیٹی	حمل (مؤنث)
سدس	سدس	ثمن		ثلثان
4	4	3		16

نوٹ: اگر مال ہو تو اس کو تقسیم کرلیں اور آگے عمل بڑھائیں ورنہ تجنیس کا عمل کریں۔

﴿فصل فی المفقود﴾

المفقود حی فی ماله حتی لا یرث منه احد، ومیت فی مال غیره حتی لا یرث من احدٍ، ویوقف

ماله حتی یصح موته او تمضی علیه مدةٌ ، واختلف الرّوایات فی تلک المدة ، ففی ظاهر الروایة انه اذا لم یبق احد من اقرانه حکم بموته ، وروی الحسن بن زیادٍ عن ابی حنیفة رحمهما اللّٰہ تعالیٰ ان تلک المدة مائة وعشرون سنة من یوم ولد فیه المفقود، وقال محمد رحمه الله تعالیٰ مائة و عشر سنین وقال ابو یوسف رحمة الله تعالیٰ علیه مائة و خمس سنین و قال بعضهم تسعون سنةً وعلیه الفتوی ، وقال بعضهم مال المفقود موقوف الی اجتهاد الامام.

ترجمہ : مفقود اپنے مال کے حق میں زندہ ہے یہاں تک کہ کوئی اس کا وارث نہ ہوگا اور دوسرے کے مال میں مردہ ہے یہاں تک کہ وہ کسی کا وارث نہیں کہلائے گا اور اس کا مال موقوف کر دیا جائے گا یہاں تک کہ اس کی موت درست خبر سے ثابت ہو جائے یا اس پر متعین مدت گزر جائے اور اس مدت کے تعین میں مختلف روایات منقول ہیں چنانچہ ظاہر الروایۃ میں ہے کہ جب مفقود کے ہم عمروں میں سے کوئی باقی نہ رہے تو اس پر موت کا حکم لگایا جائے گا اور حضرت حسن بن زیاد امام اعظم سے روایت کرتے ہیں کہ یہ مدت مفقود کی یوم پیدائش سے لے کر ایک سو بیس سال تک ہے اور امام محمد نے فرمایا ایک سو دس سال اور امام ابو یوسف کے بقول ایک سو پانچ سال اور بعض علماء فرماتے ہیں یہ مدت نوے سال ہے اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے اور جب کہ بعض علماء فرماتے ہیں کہ مفقود کا مال امام (حکمران) کے اجتہاد پر موقوف ہے۔

وموقوف الحکم فی حق غیره حتی یوقف نصیبه من مال مورثه ، کما فی الحمل ، فاذا مضت المدّة فماله لورثه الموجو دین عندالحکم بموته ، وما کان موقوفاً لا جله یرد الی وارث مورثه الذی وقوف ماله .

ترجمہ : اور مفقود دوسروں کے مال میں موقوف الحکم ہے یہاں تک کہ اس کا حصہ اس کے مورث کے مال سے موقوف رکھا جائے گا جیسا کہ حمل میں ہوتا ہے پھر جب مدت مکمل ہو جائے تو اس کا مال اس کے ورثاء کے لیے ہے جو موت کا حکم نافذ کرنے کے وقت زندہ موجود تھے اور جو حصہ اس کے لیے (بطور میراث) موقوف رکھا گیا تھا اس کو مورث کے ان ورثاء کی طرف لوٹا دیا جائے گا جن کے حصے سے کاٹ کر موقوف رکھا گیا تھا۔

والا صل فی تصحیح مسائل المفقود ان تصحیح المسئلة علی تقدیر حیاته ثم تصحیح علی تقدیر وفاته وباقی العمل ما ذکرنا فی الحمل .

ترجمہ: اور مسائل مفقود میں تصحیح کا قاعدہ یہ ہے کہ مسئلہ کی تصحیح ایک مرتبہ بر تقدیر حیات کی جائے اور ایک مرتبہ بر تقدیر وفات کی جائے اور

باقی عمل اسی طرح کیا جائے جس طرح ہم حمل میں بیان کر چکے ہیں۔

مفقود کی وراثت کا بیان

سوال: مفقود کی تعریف، مفقود کا حکم اور مفقود کی وراثت کا طریقہ مع امثلہ تحریر کریں؟

جواب: ان کی تعریفات مع حکم پیش کیا جاتی ہیں۔

مفقود کی تعریف: ایسا شخص جو گھر سے لاپتہ ہو جائے اور اس کا پتہ نہ ہو کہ یہ زندہ ہے یا مر چکا ہے، کچھ خبر نہیں ہے اسے مفقود کہتے ہیں۔

مفقود کا حکم: مفقود اپنے مال میں زندہ کا حکم رکھتا ہے یہاں تک کہ کوئی اس کا وارث نہ ہوگا اور غیر کے مال میں مردے کا حکم رکھتا ہے یہاں تک کہ یہ کسی کا وارث نہ ہوگا یعنی مفقود جب تک مفقود رہے گا دوسرے کا وارث نہیں بنے گا۔

مفقود کی وراثت کا طریقہ:

ایک مرتبہ مفقود کو زندہ مان کر مسئلہ بنایا جائے، دوسری بار مفقود کو مردہ مان کر مسئلہ بنایا جائے اور جو وارث کسی صورت میں محجوب ہو اس کو ابھی کچھ نہ دیا جائے، پھر دونوں مسئلوں میں تجنیس کی جائے اور جس وارث کا حصہ دونوں صورتوں میں یکساں ہو تو اس کو اس کا پورا پورا حصہ دیا جائے پھر جو بچ رہے اسے محفوظ رکھا جائے جب مفقود مل جائے اسے دیا جائے وگرنہ ورثاء میں ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کر دیا جائے۔

مثال: ایک شخص کا انتقال ہوا اس کے ورثاء میں بیوی، باپ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا جو کہ مفقود ہے اسے چھوڑا اور ترکہ میں 1200 روپے چھوڑے۔

☆......اب ایک مرتبہ مفقود کو مردہ مان کر مسئلہ بنایا جائے۔

حل نمبر 1: مسئلہ:24

میت-----------------------------------

بیوی	باپ	۲لڑکیاں	بیٹا(مفقود)مردہ
ثمن	سدس و عصبہ	ثلثان	مردہ

دوسری بار مفقود کو زندہ مان کر مسئلہ بنایا جائے۔

حل نمبر 2: مسئلہ: 4×24= 96

میت ---------------------------------

بیوی	باپ	۲ لڑکیاں	بیٹا (مفقود) زندہ
ثمن	سدس	عصبہ	
4×3	4×4	4×17	
12	16	68	

﴿فصل فی المرتد﴾

اذا مات المرتدّ علی ارتداده أو قتل اولحق بدار الحرب وحکم القاضی بلحاقه، فما اکتسبه فی حال اسلامه فهو لورثته المسلمین، وما اکتسبه فی حال ردّته یوضع فی بیت المال عند ابی حنیفة رحمة اللّٰه تعالٰی وعندهما الکسبان جمیعاً لورثته المسلمین، وعند الشافعی رحمة اللّٰه تعالٰی علیه الکسبان جمیعاً یوضعان فی بیت المال وما اکتسبه بعد اللحوق بدار الحرب فهو فیٌٔ بالا جماع وکسب المرتدّه جمیعا لورثتها المسلمین بلا خلافٍ بین اصحابنا، وامّا المرتد فلا یرث من احدٍ لا من مسلم ولا من مرتدٍ مثله، وکذالک المرتدة الا اذا ارتد اهل ناحیةٍ بأجمعهم، ففحینئذ یتوارثون.

ترجمہ: جب مرتد اپنے ارتداد پر مرجائے یا قتل کیا جائے یا دارالحرب چلا جائے اور قاضی نے اس کے دارالحرب چلے جانے کا حکم نافذ کردیا تو جو مال اس نے حالت اسلام میں کمایا تھا وہ اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور جو مال اس نے حالت ارتداد میں کمایا ہے وہ امام اعظم رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک بیت المال میں رکھا جائے گا، جب کہ صاحبین کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا ہوا مال اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور امام شافعی رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک دونوں حالتوں کا مال بیت المال میں رکھا جائے گا اور جتنا مال اس نے دارالحرب چلے جانے کے بعد کمایا ہے وہ بالا جماع مال فئی ہے، اور مرتدہ عورت کی دونوں حالتوں کا مال ہمارے علماء کے درمیان بغیر کسی اختلاف کے اس کے مسلمان ورثاء کے لیے ہے اور بہر حال مرتد کسی کا بھی وارث نہیں بن سکتا نہ مسلمان کا اور نہ ہی اپنے جیسے دوسرے مرتد کا، اسی طرح مرتدہ عورت بھی وارث نہیں بن سکتی، البتہ جب ایک ہی علاقہ کے تمام لوگ

مرتد ہو جائیں تو وہ ایک دوسرے کے وارث بنیں گے۔

مرتد کی وراثت کا بیان

مرتد وہ شخص ہے جس نے (معاذ اللہ) دین اسلام چھوڑ کر کسی اور مذہب کو اختیار کر لیا ہو اور حالت ارتداد پر ہی وہ مر گیا، کسی کا وارث نہ ہوگا، نہ مسلمان کا، نہ کسی مرتد کا، نہ کسی کافر اصلی کا، سوائے اس صورت کے کہ تمام بستی والے مرتد ہو جائیں تو اب ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

سوال: مرتد کسے کہتے ہیں؟

جواب: مرتد وہ شخص ہے کہ اسلام لانے کے بعد کسی ایسے امر کا انکار کرے جو ضروریات دین سے ہو۔ یعنی زبان سے کلمہ کفر کہے جس میں تاویل صحیح کی گنجائش نہ ہو، یونہی بعض افعال بھی ایسے ہیں جن سے کافر ہو جاتا ہے مثلاً بت کو سجدہ کرنا۔

سوال: مرتد کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟

جواب: اولاً تو مرتد پر اسلام پیش کیا جائے گا، اگر مرتد مہلت مانگے تو تین دن کی مہلت دی جائے گی، اگر اسلام قبول کرلے تو فبھا ورنہ بادشاہ اسلام اس کو قتل کر دے گا۔

سوال: عورت اگر مرتد ہو جائے تو کیا اس کے ساتھ بھی ایسا ہی معاملہ کیا جائے گا؟

جواب: عورت مرتد ہوئی تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ قید رکھا جائے گا یہاں تک کہ اسلام قبول کرلے یا مر جائے۔

سوال: مرتد نے جو مال حالتِ اسلام میں یا بعد ارتداد کمایا اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: مرتد نے جو مال حالتِ اسلام میں کمایا تھا وہ ورثائے مسلمین کو پہنچے گا۔ جبکہ جو حالت ارتداد میں کمایا وہ بیت المال میں رکھا جائے کیونکہ یہ عوام مسلم کا حق ہے اور اس مال کو مسلمانوں کی ضروریات میں صرف کیا جائے گا۔

مرتد کی وراثت میں اختلافِ آئمہ

امام اعظم کا مؤقف: ان کے نزدیک حالت اسلام میں کمایا ہوا مال مسلمان ورثاء کے لئے ہوگا اور حالت ارتداد میں کمایا ہوا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

صاحبین کا مؤقف: ان کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا جانے والا مال اس کے مسلمان ورثاء کے لئے ہوگا۔

امام شافعی کا مؤقف: ان کے نزدیک دونوں حالتوں میں کمایا جانے والا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔

سوال: مرتد جو مال دار الحرب میں جا کر کمائے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب : اس نے جو مال دار الحرب میں لاحق ہونے کے بعد کمایا وہ بالاجماع مال فئی ہے۔

سوال : اگر معاذ اللہ عورت مرتد ہو جائے، تو اس کے مال کا کیا حکم ہے؟

جواب: عورت مرتد ہوئی تو اس کا مال مطلقاً اس کے مسلمان وارثوں کو ملے گا خواہ مرتد نے جو مال حالت ارتداد میں کمایا، یا بعد میں۔

﴿فصل فی السیر﴾

حکم الاسیر کحکم سائر المسلمین فی المیراث ما لم یفارق دینه ، فان فارق دینه فحکمه حکم المرتد ففان لم تعلم ردته ولا حیاته ولا موته فحکمه حکم المفقود.

ترجمہ : احکام میراث میں قیدی کا حکم دیگر مسلمانوں کی طرح ہے جب تک وہ اپنے دین سے جدا نہ ہو چنانچہ اگر وہ دین اسلام سے جدا ہو گیا تو مرتد کے حکم میں ہوگا، اور اگر اس کے مرتد ہونے کا علم نہ ہو اور نہ ہی حیات و ممات کا پتہ ہو تو اس کا حکم مفقود کی طرح ہے۔

قیدی کی وراثت کا بیان

سوال: وہ مسلمان جو کفار کی قید میں ہوں اُن کی میراث کا کیا حکم ہے مصنف کے اقوال کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: مصنف نے کفار کی قید میں موجود مسلمانوں کے میراث کے احکام کے بارے میں تین اقوال بیان کئے ہیں۔

﴿1﴾......قیدی وراثت میں مسلمانوں کے حکم میں ہے جب تک کہ وہ دین اسلام سے جدا نہ ہو۔

﴿2﴾......اگر مسلمان قیدی (معاذ اللہ) دین اسلام کو چھوڑ دے تو وہ مرتد ہو گیا اور وراثت میں اس کے احکام مرتد والے ہونگے،

﴿3﴾......اگر اس کے مُردہ ہونے کے متعلق بھی علم نہیں اور اسلام پر قائم رہنے کا بھی علم نہیں تو وہ مفقود کے حکم میں ہے اس کا مال تقسیم نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کی زوجہ کسی اور سے نکاح کر سکے گی اس کی خبر کے متعلق تحقیق کی جائے۔ جیسے ہی معلوم ہوگا ایسے ہی اس کے متعلق فیصلہ کیا جائے گا۔

﴿فصل فی الغرقی والحرقی والھدمٰی﴾

اذا ماتت جماعةٌ ولا یدری ایھم مات اولاً جعلوا کانھم ماتو معاً فمال کل واحدٍ منھم لورثۃ الاحیاء ولا یرث بعض الاموات من بعض ھو المختار وقال علی وابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھما یرث بعضھم عن بعض الا فی ما ورث کل واحد منھم من صاحبہ واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب .

اگر ایک جماعت ہلاک ہوجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ ان میں سے کون پہلے ہلاک ہوا تو سمجھا جائے گا کہ گویا یہ سب ایک ساتھ ہلاک ہوئے ہیں چنانچہ ان میں سے ہر ایک کا مال ان کے زندہ ورثاء کے لئے ہے اور ہلاک ہونے والے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، یہ قول مختار ہے اور حضرت علی وابن مسعود رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے، البتہ اس چیز میں وارث نہ ہوں گے جس چیز میں ان میں سے ہر ایک اپنے مرنے والے ساتھی کا وارث ہوا ہو۔

سوال : غرقٰی، حرقٰی اور ھدمٰی کسے کہتے ہیں، ان کی وضاحت فرمادیں؟

جواب : ﴿1﴾...... **غرقٰی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو ڈوب کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار دریا وغیرہ میں ڈوب کر مرگئے۔

﴿2﴾...... **حرقٰی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو جل کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار آگ لگنے سے جل کر مرگئے۔

﴿3﴾...... **ھدمٰی** اس جماعت کو کہتے ہیں جو دب کر مرگئی ہو، مثلاً چند رشتہ دار مکان گرنے سے دب کر مرگئے۔

سوال : ان کی میراث کی تقسیم کے بارے اختلاف آئمہ و مؤقف صحابہ کرام علیھم الرضوان بیان فرمائیں؟

جواب : **آئمہ ثلاثہ کا مؤقف**: یعنی امام اعظم وامام شافعی وامام مالک رحمھم اللہ کے نزدیک ان سب کا حکم ایک ساتھ انتقال کرنے والوں کی طرح ہے، یعنی ان مرنے والوں میں سے ہر ایک کا مال اس کے زندہ ورثاء میں تقسیم کردیا جائے گا، اور یہ خود ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے، اور **ان آئمہ کی تائید** : حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر اور زید بن ثابت رضی اللہ عنھم کے مؤقف سے ہوتی ہے کہ ان کا بھی یہ قول ہے۔

دیگر صحابہ کا مؤقف : حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنھما کے نزدیک فرق صرف اتنا ہے کہ فوت ہونے والوں میں سے ہر ایک اپنے دوسرے کا وارث بنے گا، لیکن جو حصہ انہیں ایک دوسرے سے ملے گا اب دوبارہ یہ ایک دوسرے کے مالک نہیں بنیں گے۔

---------- **تمت بالخیر** ----------

اسلامی قانونِ وراثت اور آئین پاکستان ایک نظر میں

اس میں آپ پڑھیں گے آئین کا وہ حصہ جو اسلامی قانون وراثت کے خلاف ہے۔

یاد رکھیں ! وراثت حقوق العباد میں سے وہ حق (right) ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حقوق العباد کے طور پر مقرر فرمایا ہے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی (changing) کی گنجائش نہیں ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ''یُوْصِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ'' سے ابتداء فرمائی اور اہل ایمان پر وراثت کے قانون کو لازم قرار دے دیا، پھر ان آیات کے آخر میں تنبیہ فرمائی کہ یہ احکام اللہ تعالیٰ کی جانب سے مقرر کردہ حدیں ہیں، جن سے انحراف کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔ لیکن افسوس ! کہ مسلمان قرآن وسنت کے واضح احکام اور اس قدر وعیدوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کے حکم کی کھلی خلاف ورزی کرتا ہے۔ جبکہ قرآن میں صاف طور پر مذکور ہے۔ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ○

ترجمہ کنز الایمان : یہ حصہ باندھا ہوا ہے اللہ کی طرف سے بے شک اللہ علم والا حکمت والا ہے۔

دوسرے مقام پرھے ۔وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًا ○

ترجمہ کنز الایمان اور کسی مسلمان مرد نہ مسلمان عورت کو پہنچتا ہے کہ جب اللہ اور رسول کچھ حکم فرمادیں تو انہیں اپنے معاملہ کا کچھ اختیار رہے (ف) اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بیشک صریح گمراہی میں بہکا۔

یہ تمام اصول قرآنی نصوص کے بارے میں ہیں، جیسا کہ دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

ترجمہ کنز الایمان وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

واضح رہے کہ رسول ﷺ کے حکم کی یہ مخالفت انکار کے طور پر ہو یا ترک عمل کے طور پر ہو یہ وعید دونوں صورتوں میں ہے اور علماء نے کہا ہے کہ اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ جب آقا اپنے غلام کو کسی کام کے کرنے کا حکم دے اور وہ غلام کام نہ کرے یا کرنے سے انکار کردے تو غلام سزا کا مستحق ہوگا اور ہم سب اللہ کے بندے ہی تو ہیں پھر مجال انکار کہاں؟ اللہ تعالیٰ ہم سب کو لا یعنی تاویلوں سے محفوظ رکھے آمین ﴿12﴾

☆......اس ضمن میں جہاں تک پاکستان میں رائج قوانین وراثت کا تعلق ہے تو پاکستان کے آئین کی وہ شقیں جو کہ اسلامی قانون وراثت کے خلاف ہیں ان کو ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن (جج سندھ ہائی کورٹ) کی کتاب مجموعہ قوانین اسلام کی پانچویں جلد سے درج کی جاتی ہیں۔

یتیم پوتے/پوتی اور نواسے/نواسی کا میراث میں حصہ

تمام مذاہب فقہ کا مجموعی نقطہ نظر یہ ہے کہ دادا یا نانا کے انتقال پر اگر اس کا بیٹا موجود ہو تو اس کے دوسرے مرحوم بیٹے یا بیٹی کی اولاد کو دادا کے ترکہ میں سے کوئی ورثہ نہیں ملے گا حتی کہ شیعہ امامیہ کے نزدیک اگر بیٹی ہی موجود ہو تو کل ترکہ بیٹی کو ملے گا۔ دورِ حاضر میں اس مسئلے کو پوتے پوتیوں اور نواسے، نواسیوں کی "یتیمی اور فقر و احتیاج کی بنیاد پر" مختلف انداز سے حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ سب سے پہلے مصر میں قانون الوصیت 1996ء کی روح سے "وصیت الواجبہ" کے ذریعہ اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ شام، تیونس اور مراکش میں بھی علی الترتیب 1953ء، 1907ء، 1908ء میں وصیت الواجبہ کا قانون نافذ کیا گیا۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد5، ص.1563-1562)

چنانچہ پاکستان میں سب سے پہلے 3 دسمبر 1953ء کو پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں ایک بل (مسودہ قانون) پیش کیا گیا کہ بیٹے کی موجودگی میں (یتیم) پوتے کو اور بھائی کی موجودگی میں (یتیم) بھتیجے کو میراث کا حق دیا جائے۔ ملک گیر مخالفت کے سبب یہ بل منظور نہ ہو سکا۔ 1955ء میں حکومت پاکستان نے ایک عائلی قانون کمیشن قائم کیا۔ جبکہ مرکزی وصوبائی مقننہ کو صدارتی فرمان مجریہ 1958ء کے ذریعے تو رائج ہو چکا تھا، مارشل لاء کے دور میں آرڈی نیشن نمبر 8 بابت 1961ء کی دفعہ 4 کے ذریعے پاکستان میں یہ قانون نافذ کر دیا گیا کہ اگر کوئی شخص مر جائے اور اپنے پیچھے ایسی لڑکی یا لڑکے کی اولاد چھوڑے جو اس کی زندگی میں فوت ہو چکا ہو تو مرحوم کی اولاد اس حصے کو پانے کی مستحق ہو گی، جو ان کے باپ یا ماں کو ملتا اگر وہ اس کی وفات کے وقت موجود ہوتے۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد5، ص1958)

پاکستان میں اس قانون کے شریعتِ اسلام کے مطابق ہونے یا نہ ہونے میں شروع سے ہی دو نقطہ ہائے نظر پائے جاتے ہیں۔ ملک کی عظیم اکثریت [جن میں علماء (ماسوائے چند کے) شامل ہیں] اس نقطہ نظر کی حامل ہے کہ یہ

دفعہ شرع اسلام کے منافی ہے، جبکہ ایک قلیل التعداد طبقہ جو جدید تعلیم یافتہ افراد پر مشتمل ہے اس کو شرع اسلام کے مطابق قرار دیتا ہے۔ احکام قرآنی، احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنھم کے ذریعہ بآسانی اس نتیجہ تک پہنچا جا سکتا ہے پاکستان کے عائلی قانون نمبر 8 بابت 1961ء کی مذکورہ بالا دفعہ 4 امت مسلمہ کے اجتماعی نظریہ کے خلاف ہے۔

(مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص 1959)

مرتد کا مسلمان رشتہ دار کے ترکہ میں حصہ

پاکستان میں اگرچہ اسلامی قانون کا، مسلمانوں کے منجملہ دیگر شخصی قوانین کے مختلف اطلاق ایکٹوں کے ذریعے نافذ ورائج ہونا قرار دیا جاچکا ہے۔ لیکن مرتد کی میراث کے مسئلہ میں شریعت کے خلاف عمل درآمد ہو رہا ہے۔ شریعتِ اسلامی کا یہ واضح حکم ہے کہ جو مسلمان مرتد ہو جائے وہ میراث سے محروم ہو جاتا ہے مگر یہ حکم مذہبی آزادی کے ایکٹ نمبر 21، بابت 1800ء کے سبب ثابت نہیں ہو سکتا، جس کے تحت کسی شخص کو دین سے منحرف ہو کر دوسرا دین اختیار کر لینا اس کے حقوق (right,s) کو متاثر نہیں کرتا۔ اس لئے وراثت کے احکام میں شرعی قانون کا اطلاق ہونے کے باوجود مرتد کے اطلاقی احکام میراث آج بھی عدالتوں کے ذریعے نافذ نہیں کرائے جا سکتے۔ ضرورت ہے کہ 1800ء کا مذکورہ ایکٹ منسوخ کیا جائے۔ (مجموعہ قوانین اسلام، جلد 5، ص.1937)

......☆......☆......☆......☆......☆......☆......

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

﴿...... ذیل : ...... محرمات نسبیہ ورضاعیہ ......﴾

جزء	بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا، نواسی۔	رضاعت میں مستثنیات ان کی بہن اور دادی
اصل	ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی۔	
جزء اصل قریب	بھائی، بہن (حقیقی،علاتی،اخیافی)، بھتیجا، بھتیجی، بھانجا، بھانجی۔	ان کی ماں اور بہن
جزء اصل بعید	چچا، پھوپھی (حقیقی،علاتی،اخیافی)، ماموں، خالہ (حقیقی،علاتی،اخیافی)،اصول کے چچا، پھوپھی،ماموں،خالہ بھی اپنے چچا،پھوپھی،ماموں،خالہ کی طرح ہیں۔	ان کی ماں

محرمات : وہ عورتیں ہیں جن سے نکاح حرام ہے اور حرام ہونے کے چند اسباب ہیں۔اور یہ نو قسم پر منقسم ہیں۔

قسم اول : **نسب۔**

اس قسم میں سات عورتیں ہیں۔(۱)ماں،(۲)بیٹی،(۳)بہن،(۴)پھوپھی،(۵)خالہ،(۶)بھتیجی،(۷)بھانجی۔

مسئلہ : دادی۔ نانی۔پردادی۔پرنانی۔اگرچہ کتنی ہی اوپر کی ہوں سب حرام ہیں اور یہ سب ماں میں داخل ہیں کہ یہ باپ یا ماں یا دادی یا نانی کی مائیں ہیں اور ماں سے مراد وہ عورت ہے جس کی اولاد میں یہ ہیں بلاواسطہ یا بواسطہ۔

مسئلہ : بیٹی سے وہ عورتیں مراد ہیں جو اس کی اولاد ہیں۔لہذا پوتی یا پرپوتی نواسی یا،پرنواسی اگرچہ درمیان میں کتنی ہی پشتوں کا فاصلہ ہو سب حرام ہیں۔

مسئلہ : بہن خواہ حقیقی ہو یعنی ایک ماں،باپ سے یا سوتیلی کہ باپ دونوں کا ایک اور مائیں دو یا ماں ایک ہے اور باپ دو سب حرام ہیں۔

مسئلہ : باپ،ماں،دادا،دادی،نانا،نانی وغیرہم اصول کی پھوپھیاں یا خالائیں اپنی پھوپھی اور خالہ کے حکم میں ہیں خواہ یہ حقیقی ہوں یا سوتیلی۔یوں ہی حقیقی یا علاتی پھوپھی کی پھوپھی یا حقیقی یا اخیافی خالہ کی خالہ۔

مسئلہ : بھتیجی،بھانجی سے بھائی بہن کی اولادیں مراد ہیں ان کی پوتیاں نواسیاں بھی اسی میں شمار ہیں۔

مسئلہ : زنا سے بیٹی،پوتی،بہن،بھتیجی،بھانجی بھی محرمات میں ہیں۔

(بہار شریعت،جلد 1 حصہ 7،ص 13.14۔ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

کیا آپ چاہتے ہیں کہ میراث کے دلچسپ سوالات گزریں آپ کی نظر سے

اور شوقین طلبا ضرور کریں۔۔۔۔۔۔ان کے جوابات تلاش کریں تو آئیں۔۔۔۔۔۔۔اور پڑھیں اس اشاریہ کو۔۔۔۔۔۔

﴿1﴾۔۔۔۔۔پنشن کی رقم میں میراث کا شرعی حکم۔۔۔۔۔۔

﴿2﴾۔۔۔۔۔ناجائز وصیت کی شرعی حیثیت۔۔۔۔۔۔

﴿3﴾۔۔۔۔۔میت کا مال امانت بھی ترکہ میں شامل ہے۔۔۔۔۔۔

﴿4﴾۔۔۔۔۔بیوی کے انتقال کے بعد اس کے زیورات اور سامان جہیز کا شرعی حکم۔۔۔۔۔۔

﴿5﴾۔۔۔۔۔مرحوم یا مرحومہ کی کسی وصیت کی وجہ سے دفنانے میں تاخیر کرنا۔۔۔۔۔۔

﴿6﴾۔۔۔۔۔فاتحہ کس کے مال سے دی جائے۔۔۔۔۔۔

﴿7﴾۔۔۔۔۔فوت شدہ قرض خواہ کی رقم کو وارثوں کی مرضی کے بغیر ایصال ثواب میں لگانا۔۔۔۔۔۔

﴿8﴾۔۔۔۔۔شوہر پہلی بیوی کے نام زمین رجسٹری کر کے انتقال کر گیا جس سے دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے دوسری بیوی سے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ہیں پہلی کے انتقال پر مذکورہ زمین میں دوسری بیوی کی اولاد کا کچھ حق ہے یا نہیں۔۔۔۔۔۔

﴿9﴾۔۔۔۔۔شوہر اور بیوی کی مشترکہ کمائی سے بنائی ہوئی جائیداد اور تقسیم ترکہ۔۔۔۔۔۔

﴿10﴾۔۔۔۔۔وہ پھوپھی جس کی اولاد نہ ہو اس کے ترکہ میں سگے یا سوتیلے بھتیجے مقدم ہوں گے۔۔۔۔۔۔

﴿11﴾۔۔۔۔۔وہ چچا جس کی اولاد نہ ہو اس کے ترکہ میں بھتیجے اور بھتیجیوں کا حقِ وراثت کیا ہے۔۔۔۔۔۔

﴿12﴾۔۔۔۔۔ترکہ میں نواسے اور نواسیوں کو حصہ ملے گا یا نہیں۔۔۔۔۔۔

﴿13﴾۔۔۔۔۔غیر مسلم ہونے کی شک کی بنا پر وراثت میں حصے کا حکم۔۔۔۔۔۔

﴿14﴾۔۔۔۔۔مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان وراثت۔۔۔۔۔۔

﴿15﴾۔۔۔۔۔زندگی میں والد نے اولاد کو جو کچھ دیا، ترکہ تقسیم کرتے وقت اس مال کو اس میں سے منہا نہیں ہوگا۔۔۔۔۔۔

﴿16﴾۔۔۔۔۔عورت کو میراث سے محروم کرنے کا شرعی حکم۔۔۔۔۔۔

﴿17﴾۔۔۔۔۔لاوارث کی میراث کا شرعی حکم۔۔۔۔۔۔

﴿18﴾۔۔۔۔۔مرحوم کی ملکیت میں آنے والی تمام چیزوں کی تقسیم کا حکم۔۔۔۔۔۔

نوٹ: ان کے علاوہ اور بے شمار مسائل جاننے کے لئے اگلے صفحے پر فتاوٰی جات کی فہرست دی ہے اس میں آپ کی سہولت کے لئے صفحہ نمبر بھی درج ہیں، آپ ان فتاوٰی جات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

﴿اللہ تعالی علمِ نافع نصیب فرمائے، آمین﴾

میراث کے چند اہم اور دلچسپ سوالات

یعنی وہ دلچسپ مسائل فرائض جو دماغی صلاحیت کو بڑھاتے ہیں۔(از فتاوی عالمگیریہ)

سوال : دو مرد ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے چچا ہیں، بتایئے یہ کیسے؟

جواب : خالد اور زید میں سے ہر ایک نے دوسرے کی ماں سے نکاح کیا اور ہر ایک سے ایک بیٹا پیدا ہوا، سو ہر ایک بیٹا دوسرے کا چچا ہوا۔

سوال : دو مرد ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ماموں بھی ہیں، بتایئے کیا ایسا ہو سکتا ہے؟

جواب : جی ہاں! خالد اور زید میں سے ہر ایک نے دوسرے کی بیٹی سے نکاح کیا جن میں سے ہر ایک کا ایک ایک بیٹا پیدا ہوا، پس یہ دونوں ایک دوسرے کے ماموں ہوئے۔

سوال : میت نے 24 دینار چوبیس عورتوں کے لیے چھوڑے جن میں سے ہر ایک نے ایک ایک دینار پایا، بتایئے یہ کون کون سی عورتیں ہیں؟

جواب : ورثاء کی میت میں تین بیویاں، چار دادیاں، 16 بیٹیاں اور ایک علاتی بہن ہے۔

سوال : ورثاء میراث تقسیم کر رہے تھے، کہ اچانک ایک وارث آیا اور اس نے کہا کہ جلدی مت کرو میری عورت غائب ہے اگر وہ زندہ ہوگی تو وہی وارث ہوگی اور میں وارث نہ ہوں گا اور اگر وہ مرگئی ہے تو میں ہی وارث ہوں گا، بتایئے یہ کس طرح ہوگا؟

جواب : ایک عورت کوچ کر گئی اور اس نے دو حقیقی بہنیں، ماں، ایک اخیافی بہن اور ایک علاتی بھائی چھوڑا، اور اس علاتی بھائی نے اس کی اخیافی بہن سے نکاح کیا ہے اور یہی شخص مذکورہ بات کہنے والا ہے کیونکہ اس کی بیوی میت کی اخیافی بہن ہے جو غائب ہے، لہذا اگر وہ زندہ ہوگی تو دو تہائی دونوں حقیقی بہنوں اور چھٹا حصہ ماں اور باقی چھٹا حصہ اس اخیافی بہن کو ملے گا، اور یہ علاتی بھائی محروم رہے گا، اور اگر وہ مر چکی ہو تو، باقی چھٹا حصہ علاتی بھائی کو ملے گا۔

سوال : ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میراث تقسیم کرنے میں جلدی نہ کرو، کیونکہ میں حاملہ ہوں چنانچہ اگر مجھے لڑکا ہوا تو وہ وارث نہ ہوگا لیکن اگر لڑکی ہوگی تو وارث ہوگی، بتایئے یہ کس طرح ممکن ہے؟

جواب : ایک عورت ورثاء میں شوہر، ماں اور دو اخیافی بہنیں چھوڑ کر مرگئی پھر اس کے باپ کی بیوی آئی جو کہ اس کی سوتیلی ماں ہے، کہنے لگی اگر مجھ کو لڑکا ہوا تو اس میت کا علاتی بھائی ہوگا تو پھر وارث نہ ہوگا، اور اگر لڑکی ہوئی تو میت کی علاتی بہن ہوگی، چنانچہ اس کے ساتھ نصف کی وارث ہوگی اور مسئلہ کا عول 9 تک ہوگا۔

سوال : ایک شخص انتقال کر گیا ورثاء میں حقیقی بھائی اور بیوی کا بھائی یعنی سالہ موجود ہیں لیکن کل ترکہ کا وارث حقیقی بھائی کے بجائے شرعاً بیوی کا بھائی بنتا ہے بتایئے اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟

جواب : ایک شخص نے اپنے باپ کی ساس سے نکاح کیا تھا جب کہ اس کا باپ بھی زندہ تھا جس سے اس کو ایک بیٹا پیدا ہوا بعدازاں یہ شخص انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا باپ بھی چل بسا اور اس نے ورثاء میں اپنے بیٹے کا بیٹا چھوڑا جو کہ اس کی بیوی کا بھائی بھی ہے اور ایک حقیقی بھائی بھی چھوڑا تو اس کے کل ترکہ کا وارث بیٹے کا بیٹا ہوگا جو کہ اس کی بیوی کا بھائی بھی ہے اور حقیقی بھائی محروم رہے گا۔

سوال : ایک شخص کا انتقال گیا اس نے ورثاء میں حقیقی چچا زاد بھائی اور علاتی بھائی کا بیٹا چھوڑا لیکن مال کا وارث اس کا چچا کا بیٹا ہوا اور اس کے علاتی بھائی کا بیٹا محروم رہ گیا، بتایئے کیوں؟

جواب : اس کی وجہ یہ ہے کہ دو بھائی تھے اور دونوں میں سے ایک کا ایک بیٹا تھا پھر دونوں نے ایک باندی خریدی اور اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اس کی نسبی دعوی دونوں نے ساتھ ہی کیا کہ وہ دونوں کا بیٹا ہے، پھر یہ باندی آزاد ہوگئی، پھر اس باندی سے دونوں میں سے کسی ایک نے نکاح کیا، جس کا پہلے سے ایک بیٹا موجود ہے، پھر اس سے دوسرا بیٹا پیدا ہوا، بعدازاں دونوں بھائی مر گئے، پھر وہ لڑکا مرا جو باندی سے پیدا ہوا تھا اور اس نے ایک بھائی چھوڑا جو اس کے چچا کا بیٹا بھی ہوا اور اپنا باپ کی جانب سے بھائی چھوڑا، اس کی میراث کا مستحق اس کے چچا کا بیٹا ہوگا جو کہ اس کا حقیقی بھائی بھی ہے۔

سوال : ایک شخص مر گیا اور اس نے تین دختر چھوڑیں ان میں سے ایک کو سب مال کی تہائی ملی اور دوسری کو سب مال کی دو تہائی ملی اور تیسری کو کچھ نہ ملا تو اس کی کیا صورت ہے۔

جواب : ایک شخص کسی کا غلام تھا اور اس کی تین بیٹیاں تھیں پس ایک نے اپنے باپ کو خریدا اور دوسری نے اپنے باپ کو قتل کیا پس قاتلہ محروم ہوئی اور جن دونوں نے نہیں قتل کیا ان کو دو تہائی ترکہ ملا کہ ہر ایک کے لیے ایک تہائی ہوا پھر باقی ایک تہائی مال اس کو بحکم ولاء ملا جس نے خریدا تھا۔

سوال : ایک مرد اور اس کی ماں اور اس کی خالہ کسی مال ترکہ کی باہم تین تہائی کے وارث ہوئے تو اس کی کیا صورت ہے؟

جواب : زید کی دو بیٹیاں ہیں کہ ایک بیٹی سے اس کے بھائی کے بیٹے مسمی عمرو نے نکاح کیا، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر عمرو مر گیا پھر اس کے بعد زید مرا اور اس نے دو بیٹیاں اور ایک بھتیجے کا بیٹا چھوڑا، پس دونوں بیٹیوں کو دو تہائی مال یعنی تہائی ہر ایک کو ملا اور اس بھتیجے کے لڑکے کو باقی مال ایک تہائی ملا پس بچے کو ایک تہائی اور اس کی ماں کو تہائی اور اس کی خالہ کو تہائی ملا۔

سوال : تین بھائی ایک ہی ماں باپ سے ہیں لیکن ایک کو کل مال سے دو تہائی ملا اور باقی مانده میں سے دونوں کو چھٹا چھٹا حصہ ملا، بتایئے ایسا کیوں؟

جواب :ایک عورت ہے جس کے تین چچازاد بھائی ہیں جن میں سے ایک نے اس سے نکاح کیا بعدازاں اس عورت کا انتقال ہو گیا اب اصل مسئلہ 6 سے ہوگا، جس میں سے تین اس کے شوہر کو نصف حصے کے طور پر ملے گا اور باقی تین حصے ان تینوں چچازاد بھائیوں پر برابر تقسیم ہوئے چنانچہ اب شوہر کے پاس دو تہائی ہو گئے اور باقی دو چچازاد بھائیوں کو ایک ایک حصہ ملا۔

سوال :ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اپنی بیوی کے سات بھائی چھوڑے، لیکن اس کی بیویاں اور ساتوں بھائیوں میں سے ہر ایک نے برابر برابر مال پایا، اس کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

جواب :زید نے اپنے باپ عمرو کی بیوی یعنی اپنی سوتیلی ماں کی ماں سے نکاح کیا جس سے اس کو سات لڑکے پیدا ہوئے پھر زید مر گیا بعدازاں عمرو بھی چل بسا اور اپنی بیوی چھوڑی اور اپنے لڑکے کے ساتھ لڑکے چھوڑے تو مسئلہ 8 سے ہوا کہ اس کی بیوی کو ایک حصہ ملا اور باقی سات حصے ان لڑکوں میں برابر تقسیم ہوئے کہ ہر لڑکے کو ایک ایک حصہ ملا، جب کہ یہ ساتویں اس میت کی بیوی کے مادری بھائی ہیں۔

سوال :ایک شخص مر گیا اس نے بیس دینار چھوڑے تو اس کی عورت کو ایک دینار ملا اس کی کیا وجہ ہے؟۔

جواب :ایک شخص مر گیا اس نے بیس دینار چھوڑے اور ورثاء میں دو حقیقی بہنیں، دو علاتی بہنیں اور چار بیویاں چھوڑیں' چنانچہ اصل مسئلہ 12 سے ہو کر 15 تک عول ہوا جن میں سے ہر بیوی کو تین حصے ملے، اور یہ 15 کا پانچواں حصہ ہے، پس بیس دینار میں سے پانچواں حصہ یعنی چار، چاروں بیویوں کو ملے، جن میں سے ہر بیوی کو ایک ایک ملا۔

سوال: اگر چند عورتیں ایک بچہ کی نسبت دعوی کریں کہ میرا بیٹا ہے تو ان کا فیصلہ کیسے ہو؟

جواب: چند عورتیں ایک بچہ کی نسبت مدعی ہوں ہر ایک کہے یہ میرا بیٹا ہے میرے بطن سے پیدا ہوا ہے، اور اس کا حال معلوم نہ ہوا، اور وہ سب مدعیات اپنے اپنے دعوے پر شہادات شرعیہ قائم کر دیں اور ان میں سے کسی کو دوسری پر کوئی ترجیح نہ ہو تو قاضی مجبوراً ان سب کی طرف اسے منتسب کر دے گا، اور جب وہ مرے اور یہ عورتیں باقی رہیں تو بحکم تنازع وعدم ترجیح سب ایک سدس یا ثلث میں کہ سہم مادر ہے شریک ہو جائیں گی۔ (فتاوی رضویہ ج۲۶ ص۲۴۰)

سوال: جو لوگ بیٹیوں بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے ان کے لئے کیا وعید ہے؟

جواب: جو لوگ بیٹیوں اور بہنوں کو ترکہ نہیں دیتے، قرآن مجید کے خلاف ہیں، اور جن کا یہ قول ہو کہ ان کو میت کے مال سے کچھ نہیں پہنچتا، جس کے ظاہر معنی یہ ہیں کہ ان کا ترکہ میں کوئی حق نہیں ہوتا، یہ صریح کلمہ کفر ہے، ایسوں پر توبہ فرض ہے، نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے اس کے بعد اپنی عورتوں سے نکاح دوبارہ کریں۔ (فتاوی رضویہ، کتاب الفرائض، ج۲۶ ص۳۵۳)

اور ایسوں ہی کے لیے حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ **من فر من میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیمة** یعنی جو اپنے وارث کو اپنا ترکہ پہنچنے سے بھاگے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی میراث جنت سے قطع فرمادے گا۔

(رواہ ابن ماجہ، ابواب الوصایا ص ۱۹۸)

سوال: کیا ولد الزنا کو وراثت سے حصہ ملے گا؟

جواب: اولاد زنا صرف مادری رشتوں سے وارث و مورث ہوتی ہے۔

جیسا کہ در مختار میں ہے: **یرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا ابن لهما** یعنی زنا اور لعان کی اولاد فقط ماں کی جہت سے وارث بنتی ہے، جیسا کہ ہم عصبات میں ذکر کر چکے ہیں کہ ان دونوں کا کوئی باپ نہیں۔

(در مختار، کتاب الفرائض، فصل فی الغرقی والحرقی، ج۲، ص ۳۶۵)

اسی طرح فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔ **ولد الزنا لااب له فترثه قرابة امه ویرثهم ملخصاً** یعنی ولد الزنا کا کوئی باپ نہیں ہوتا، چنانچہ اس کی ماں کے قرابت دار اس کے وارث بنیں گے اور وہ ان کا وارث بنے گا۔

(عالمگیریہ، کتاب الفرائض، باب الثالث، ج۶، ص ۴۵۲)

سوال: جس مکان کو متعلق خانقاہ، مہمان خانہ یا لنگر خانہ موسوم کیا جائے یا جس مکان میں سجادہ نشین رہتے چلے آئے ہوں یا جس مکان میں مہمان عرس کے شریک ہونے والے یا تعلیم ذکرِ الٰہی پانے والے قیام پذیر ہوا کرتے ہوں وہ مکان شرعاً قابلِ تقسیم ہے یا نہیں؟

جواب: اگر ملکِ مورث ہے تقسیم ہوگا اور اگر اس کا وقف ہونا بہ ثبوت شرعی ثابت ہو تو منقسم نہ ہو سکے گا صرف اتنی بات سے کہ اس کا نام مہمان خانہ یا لنگر خانہ ہے یا اس میں سجادہ نشین رہتے یا اشخاص مذکورین قیام کرتے تھے وقف ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال: اگر کسی مکان کو خانقاہ کے نام سے موسوم کیا ہو تو وہ شرعاً اس بناء پر وقف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: نہیں، واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاوی رضویہ، ج۲۶، ص ۲۹۱)

اولاد کو جائیداد سے عاق کرنے کا شرعی حکم

سوال: کیا اولاد عاق کرنے سے وراثت سے محروم ہو جاتی ہے؟

جواب: عاق کے معنی نافرمان کے ہیں، لیکن باپ کا اولاد کو عاق کر دینا اور اخباروں میں چھاپ دینا، اولاد کو وراثت سے محروم نہیں کرتا، ہر شخص زندگی میں اپنے مال کا مالک ہے، جو چاہے تصرف کرے، اس کے مرنے کے بعد اس کے مال کی تقسیم اللہ تعالیٰ نے اپنے

(وقار الفتاوی، کتاب الفرائض، ج ۳، ص ۳۶۴)

قاتل وارث کیوں نہیں بن سکتا؟

سوال: قاتل کو میراث کیوں نہیں دی جاتی اس کی وجہ مع الدلائل بیان کریں؟

جواب: دین اسلام ایک کامل، اکمل اور جامع مذہب ہے اور یہ تمام لوگوں کے حقوق کا خیال کرتا ہے۔ اور ہر طرح کے فتنہ سے بچاتا ہے۔ اور قاتل اگر چہ وارث بننا چاہتا ہو لیکن شریعت کی جانب سے اس کو محروم کیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قاتل کو وراثت سے حصہ دینے میں ایک بہت بڑے فتنہ کا دروازہ کھولنا ہے، اور اس صورت میں قتل و غارت بڑھ جائے گی، اور ہر بد باطن شخص مال کے ہوس میں اپنے والد یا جس سے اسے میراث مل سکتی ہے اسے قتل کریں گے۔ اور یوں ایسا شخص جب محسوس کرے گا کہ مال جلد مل جائے جائیداد جلد ملے اپنے ہی باپ کو لوگ مال کے سبب قتل کرنے سے گریز نہیں کریں گے۔

دلیل: عن ابی ھریرہ قال ان رسول اللہ ﷺ قال القاتل لا یرث۔ (ابن ماجہ)

دلیل: ان ابا قتادۃ سمعت رسول اللہ ﷺ یقول لیس لقاتل میراث۔ (ابن ماجہ)

(واللہ اعلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسائل ملقبات

(از فتاویٰ عالمگیریہ)

سوال: مسئلہ مشترکہ کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب :

مسئلہ مشترکہ

شوہر	ماں	ماں شریک بھائی 2	حقیقی بھائی 2
3	1	2	م

مذکورہ صورت میں شوہر کو نصف، ماں کو سدس ملا جب کہ حقیقی بھائی محروم رہے کیونکہ ان کے لیے بطورِ عصبہ کچھ نہیں بچا اس طرح اگر بجائے ماں کے نانی یا دادی ہو تو بھی یہی حکم ہے یہی قول حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کا ہے اور یہی ہمارے علماء کا مذہب ہے اور حضرت ابن مسعود و حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی ماں شریک بھائی کے ساتھ ثلث میں شریک ہوتے ہیں اور یہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتے ہیں کہ حقیقی بھائی ماں شریک بھائی کے ساتھ ثلث میں شریک ہوتے ہیں اور یہی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا دوسرا قول ہے،

چنانچہ انہوں نے پہلے اسی طرح فیصلہ فرمایا تھا جس طرح ہمارا مذہب ہے پھر دوسرے سال ایک ایسا ہی دوسرا مسئلہ پیش ہوا آپ نے چاہا کہ پہلے فیصلے کی طرح حکم صادر فرمائیں یعنی حقیقی بھائیوں میں سے ایک نے کہا یا امیر المومنین فرض کریں کہ ہمارا باپ گدھا تھا، لیکن کیا ہم سب ایک ماں کی اولاد نہیں ہیں؟ یعنی حقیقی بھائی جس طرح حقیقی بھائی باپ کے وسیلے سے ایک دوسرے سے رشتہ رکھتے ہیں اسی طرح ماں کے وسیلے سے بھی رشتہ رکھتے ہیں، تو پھر صرف ماں شریک بھائیوں کے ساتھ تہائی میں شریک کر دیا اور فرمایا کہ ہمارا پہلا فیصلہ اپنے حال پر موجود رہے گا اور یہ فیصلہ اپنے حال پر رہے گا چنانچہ اس مسئلہ کو مسئلہ مشترکہ کہا جانے لگا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھائیوں کو باہم شریک کر دیا نیز اس کو حماریہ بھی کہتے ہیں کیونکہ دورانِ گفتگو ایک بھائی نے ھب ان ابانا کان حمارا کہا تھا۔

سوال :مسئلہ خرقاء کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: **مسئلہ خرقاء :۔**

اس مسئلہ کو خرقاء اور مثلثہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مربعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور مخمسہ شعبی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ

	عند الجمہور	اصل مسئلہ 3	عند زید اصل مسئلہ 3، وتصحیح من 3
	ماں	دادا	بہن
عند الجمہور	1	2	عند م
عند زید	3	4	2

اس مسئلہ کو خرقاء اس لیے کہتے ہیں کہ اقوالِ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کو گویا خرق کر دیا یعنی توڑ دیا چنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی دادا اور بہن کے درمیان تین حصے ہو کر تقسیم ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی اور بہن کو نصف اور باقی دادا کو ملے گا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے دو روایتیں ہیں ایک روایت میں بہن کو نصف اور باقی دادا اور ماں کے درمیان آدھا تقسیم ہوگا اور دوسری روایت میں بہن کو نصف اور ماں کو تہائی اور باقی دادا کو ملے گا اور یہی قول حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور اس مسئلہ کو عثمانیہ بھی کہتے ہیں اس لیے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک قول اس میں منفرد ہے جس نے اجماع کو توڑ دیا آپ فرماتے ہیں کہ ماں کو تہائی اور باقی دادا اور بہن کے درمیان نصف نصف ہو کر تقسیم ہوگا اور علماء نے کہا کہ اسی وجہ سے اس کو خرقاء مثلثہ عثمان رضی اللہ عنہ و مربعہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اور مخمسہ الشعبی بھی کہتے ہیں اس لیے کہ حجاج نے شعبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس میں پانچ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اختلاف ہے اور اگر ان کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول بھی ملایا جائے تو مسدسہ ہوگا۔

سوال :مسئلہ مروانیہ کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: **مسئلہ مروانیہ**

شوہر	عینی بہنیں 2	اخیافی بہنیں 2	علاتی بہنیں 2
3	4	2	م

صورت یہ ہے کہ میت نے چھ بہنیں متفرقہ اور شوہر چھوڑے پس نصف شوہر کو اور حقیقی دو بہنوں کو دو تہائی اور اخیافی دو بہنوں کو تہائی ملے گا اور علاتی دو بہنیں ساقط ہو جائیں گی چنانچہ اصل مسئلہ 6 سے ہو کر 9 تک عول ہوگا اور اس کو مروانیہ اس وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ مسئلہ مروان بن الحکم کے زمانہ میں واقع ہوا تھا، اور اس کو غراء بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ مسئلہ ان کے درمیان مشہور ہو گیا تھا۔

سوال: مسئله حمزیه کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئله حمزیه

اصل مسئلہ 6 وتصحیح من 18

دادیاں 3	دادا	عینی بہن	علاتی بہن
3	15	م	م

مذکورہ صورت میں تین جدہ متحاذیات، ایک جد اور متفرقہ بہنیں ہیں، حضرت ابوبکر وابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال جد کو ملے گا سو اصل مسئلہ 6 سے اور تصحیح 18 سے ہوگی اور حضرت علی کرم اللہ وجہ فرماتے ہیں کہ حقیقی بہن کو نصف ملے گا اور دوتہائی پوری کرنے کے لیے علاتی بہن کو چھٹا حصہ ملے گا اور جدات وجد کو بھی چھٹا حصہ ملے گا اور یہی قول حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک شاذ روایت یہ بھی ہے کہ جدہ جو ماں کی ماں ہے اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی سب جد کو ملے گا اور زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جدات کو چھٹا حصہ اور باقی مال دادا اور حقیقی بہن کے درمیان چار حصوں میں تقسیم ہوگا پھر علاتی بہن نے جو کچھ حاصل کیا ہے وہ حقیقی بہن میت کو واپس دے گی چنانچہ اصل مسئلہ 6 سے ہوگا اور اس کی تصحیح 72 سے ہو گیا اور اختصاراً 36 سے ہوگی جس میں سے جدات کو 2 حصے اور حقیقی بہن کو اس کے حصہ اور اس کے علاتی بہن کے حصہ کے سب 15 حصے اور دادا کو 15 حصے ملیں گے اور اس مسئلہ کو حمزیہ اس لیے کہتے ہیں کہ شیخ حمزۃ الزیات سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا تو انہوں نے اسی طرح سے جوابات دیئے جس طرح ہم نے ذکر کیے ہیں۔

سوال: مسئله دیناریه کیا ھے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئله دیناریه

اصل مسئلہ 24 وتصحیح من 600

میت

بیوی	دادی	بیٹیاں ۲	عینی بھائی ۱۲	عینی بھائی
75	100	400	24	1

میت مذکورہ ورثاء اور چھ سو دینار چھوڑ کر رحلت کر گیا ترکہ میں سے چھٹا حصہ یعنی ایک سو 100 دینار دادی کے لیے ہیں اور ہر دو بہنوں کے لیے دوتہائی یعنی چار 400 سو دینار اور بیوی کے لیے آٹھواں یعنی 75 دینار ہیں جب کہ باقی ماندہ 25 دیناروں میں سے ہر ایک بھائی کو دو، دو دینار اور بہن کو ایک دینار ملے گا، اس لیے اس مسئلہ کو مسئلہ دیناریہ کہا جاتا ہے، اور اسی طرح

اسے مسئلہ داؤدیہ بھی کہا جاتا ہے، اس لیے کہ یہ مسئلہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ سے بھی دریافت کیا گیا تھا تو آپ نے مذکورہ طریقہ پر تقسیم فرمائی، لیکن میت کی بہن امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی انتقال کر گیا ہے اور ترکہ میں چھ سو دینار چھوڑیں ہیں جن میں سے سوائے ایک دینار کے مجھے اور کچھ نہیں دیا گیا اس پر آپ رضی اس اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ترکہ کس نے تقسیم کیا ہے؟ عورت نے کہا کہ آپ کے شاگرد داؤد نے تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ ایسا تو نہیں ہے جو ناحق ظلم کا فتویٰ دے، لیکن تو ایک بات بتا کہ کیا تیرے بھائی نے کوئی دادای چھوڑی ہے؟ اس نے کہا ہاں، پھر فرمایا کہ کیا دو بیٹیاں بھی چھوڑی ہیں؟ اس نے کہا کہ ہاں پھر فرمایا کہ کیا بیوی بھی ہے؟ کہا کہ ہاں پھر ارشاد فرمایا کہ کیا تیرے ساتھ تیرے بارہ بھائی بھی چھوڑے ہیں، اس نے کہا کہ ہاں، یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ایسی صورت میں تو تیرا حق ایک دینار ہی رہتا ہے۔

یہاں سے امام الآئمہ سراج الامہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی مقام وفضیلت کا بھی اظہار ہوتا ہے کہ آپ نے کس طرح اس مسئلے کو حل فرمایا۔

سوال: مسئلہ امتحانیہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئلہ امتحانیہ

اصل مسئلہ 24/30240 — المضروب 1260

میــــت

بیویاں 4	دادیاں 5	بیٹیاں 7	علاتی بہنیں 9
3	4	16	1
3780	5040	20160	1260

مذکورہ صورت میں اعداد روٗس اور حصوں کے مابین نسبت تبائن ہے اسی طرح روٗسوں کے مابین بھی تباین ہے لہذا روٗسوں کو آپس میں ضرب دینے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ 4 کو 5 میں ضرب دی تو 140 ہوئے پھر اس کو 9 میں ضرب دینے سے 1260 ہوئے پھر ان 1260 کو اصل مسئلہ 24 میں ضرب دی تو 30240 حاصل ہوئے اسی سے مسئلہ کی تصحیح ہوئی۔

اور اس صورت کا امتحان یوں لیا جاتا ہے کہ ایک شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے چند قسم کے ورثاء چھوڑے ہر قسم کی تعداد دس سے کم ہے البتہ اس مسئلہ کی تصحیح 30,000 تیس ہزار سے زائد سے ہوتی ہے، تو بتائیے کہ میت نے کتنی قسم کے کتنے ورثاء چھوڑے؟

سوال :مسئلہ مامونیہ کیا ہے اس کی وضاحت کریں ؟

جواب: مسئلہ مامونیہ

اس کو مسئلہ مامونیہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ مامون رشید نے ارادہ کیا کہ کسی کو بصرہ کا قاضی مقرر کیا جائے تو اس کے سامنے یحیٰ بن اکثم کو پیش کیا گیا لیکن مامون نے انہیں کمتر جانا اور مذکورہ مسئلہ دریافت کیا اس پر یحییٰ بن اکثم نے جواباً کہا کہ حضور والا پہلے یہ بتایئے کہ میت اول مرد تھا یا عورت؟ مامون یہ سن کر سمجھ گیا کہ یہ بزرگ واقعی عالم ہیں، چنانچہ مامون نے یحیٰ بن آکثم کو عہدے دے کر بصرہ کا قاضی مقرر کیا۔

اور مسئلہ کی وضاحت یوں ہے کہ اس مسئلہ میں میت اول کے مرد ہونے اور عورت ہونے سے جواب مختلف ہو جاتا ہے۔

لہذا اگر میت اول مرد ہو گا تو مسئلہ 6 سے ہو گا جن میں سے دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور ماں باپ کو چھٹا، چھٹا حصہ ملے گا۔ پھر جب ایک بیٹی کا انتقال ہو گیا تو اس نے ایک بہن، جد صحیح اور جدہ صحیحہ چھوڑے لہذا چھٹا حصہ جدہ کو ملے گا اور باقی ماندہ دادا کو دے دیا جائے گا جب کہ بہن محروم ہو جائے گی یہ صورت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق ہے جب کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بقول دادای کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ دادا اور بہن کے مابین تین تہائی ہو کر تقسیم ہوں گے، اور اگر میت عورت ہوگی تو اصل مسئلہ 9 اور 47 پھر بیٹی کا انتقال ہو گیا تو اس کے ورثاء میں ایک بہن، جدہ صحیحہ اور جد فاسد ہوں گے۔ چنانچہ جدہ صحیحہ یعنی نانی کو چھٹا حصہ ملے گا بہن نصف کی حقدار ہوگی اور باقی ماندہ بھی انہیں پر رد ہو گا جب کہ جد فاسد بالاجماع محروم ہو جائے گا جیسا کہ الاختیار شرح المختار میں ہے۔

(عالمگیریہ کتاب الفرائض، باب المسائل الملقبات ج ٦ ص ٨٢٥)

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

علم میراث کے شوقین مندرجہ ذیل کتب فتاوی سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

نمبر شمار	نام کتاب (کل جلدیں)	جلد	صفحہ	مصنف	مطبوعہ
1	فتاوی رضویہ (30)			امام احمد رضا خان بریلوی	رضا فاؤنڈیشن لاہور جامعہ نظامیہ
2	ریاض الفتاوی (3)	3	198	مفتی ریاض الحسن رحمۃ اللہ علیہ	انجمن انوار القادریہ کراچی
3	فتاوی امجدیہ (2)	2	356	مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ	مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی
4	فتاوی مصطفویہ (1)	1	544	مفتی مصطفیٰ رضا خان رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
5	فتاوی ملک العلماء (1)	1	481	مفتی ظفر الدین قادری رحمۃ اللہ علیہ	بریلی شریف
6	فتاوی یورپ (1)	1	549	مفتی عبدالواجد قادری (ہالینڈ)	شبیر برادرز، لاہور
7	فتاوی اجملیہ (4)	4	148	مفتی محمد اجمل قادری رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
8	فتاوی نوریہ (5)	4	265	مفتی محمد نور اللہ نعیمی رحمۃ اللہ علیہ	دار العلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور
9	فتاوی خلیلیہ (3)	3	239	مفتی خلیل احمد برکاتی رحمۃ اللہ علیہ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
10	فتاوی فیض رسول (3)	3	488	مفتی جلال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
11	فتاوی فقیہ ملت (2)	2	373	مفتی جلال الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ	شبیر برادرز، لاہور
12	وقار الفتاوی (3)	3	353	مفتی وقار الدین رحمۃ اللہ علیہ	بزم وقار الدین، کراچی
13	فتاوی دیداریہ	1	702	مفتی دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ	مکتبۃ العصر گجرات
14	فتاوی بحر العلوم (6)	6	33	مفتی عبدالمنان مدظلہ العالی (ہند)	شبیر برادرز، لاہور
15	انوار الفتاوی	1	375	مفتی محمد اسماعیل نورانی مدظلہ العالی	فرید بک سٹال لاہور
16	تفہیم المسائل	2	295	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
17	تفہیم المسائل	3	319	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
18	تفہیم المسائل	4	353	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
19	تفہیم المسائل	5	417	پروفیسر مفتی منیب الرحمن مدظلہ العالی	ضیاء القرآن پبلی کیشنز

گزارش: غلطی پائیں تو ضرور مطلع فرمائیں - ابو حامد خلیل احمد عطاری المدنی عفی عنہ

﴿سالانہ پرچہ جات﴾

تنظیم المدارس (اہلسنت) پاکستان سالانہ امتحان شہادۃ العالمیۃ سال اول/2006ء علم الفرائض

سوال۱: ----(i)۔علم الفرائض کی تعریف، غرض اور موضوع تحریر کریں، نیز اس علم کی اہمیت پر نوٹ لکھیں۔ ۱۰

(ii)۔اس علم کا پڑھنا فرض ہے یا واجب ہے یا سنت؟ نیز علم الفرائض کی وجہ تسمیہ تحریر کریں؟ ۵

(iii)۔میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے اور کون کون سے حقوق کا تعلق ہے؟ ترتیب وار تحریر کریں؟ ۱۰

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر----**

سوال۲: ----(i)۔موانع ارث تحریر کریں، نیز شوہر اور بیوی کے حالات بیان کریں کہ کس حالت میں کس کو کتنا ملتا ہے؟

(ii)۔"من یرد علیھم" اور "من لا یرد علیھم" کی وضاحت کریں کہ یہ لوگ کون ہیں؟ ۱۰

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر----**

سوال۳: ----(الف) اصحاب فرائض کی کل تعداد کتنی ہے اس میں کتنے مرد ہیں اور کتنی خواتین؟

(ب) ایسے کتنے اصحاب فرائض ہیں جن کو نصف ملتا ہے اور کب؟

(ج) عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ میں کیا بنیادی فرق ہے حالانکہ دونوں ہی خواتین ہیں۔ ۵

(د) ایک بیٹی اور بہن وارث ہوں تو بہن عصبہ ہو جاتی ہے مگر کون سی عصبہ ۵

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر----**

سوال۵: ----(الف) زید کا انتقال ہوا اس نے مندرجہ ذیل ورثاء چھوڑے، زید کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا؟ ۱۵

ماں، اخ لاب وام، اخ لام، عم۔ یہ بھی بتائیے کہ مذکورہ بالا مسئلہ میں کون دو افراد محروم ہوں گے کس وجہ سے اور کس اصول کے تحت؟

(ب) خالد نے اپنے انتقال پر ماں باپ ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑے ترکہ تقسیم کریں اور مسئلہ کی صورت تحریر کریں؟ ۱۰

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر----**

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) سالانہ پرچہ 2007ء

سوال نمبر۱: ----(الف) مقرلہ بالنسب علی الغیر کی تشریح کریں۔ (۵)

(ب) مولی الموالات سے کیا مراد ہے؟ (۵)

(ج) حجب کی تعریف اور اقسام تحریر کریں۔ (۱۰)

(د) محروم اور محجوب میں کیا فرق ہے؟ (۵)

(ھ) ذی رحم وارث کی تعریف قلمبند کریں۔ (۵)

(و) ذوی الارحام کی کتنی اور کون سی اقسام ہیں؟ (۱۰)

یا

(الف) دو عددوں کے درمیان کون سی نسبت ہو سکتی ہے وضاحت کریں؟ (۱۵)

(ب) خیفی بھائی سدس اور ثلث حصہ کے کب مستحق ہوتے ہیں۔ (۱۰)

(ج) سگی بہن کی حالتیں بیان کریں۔

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر----**

سوال نمبر۲۔۔۔۔(الف)تصحیح کی تعریف کریں نیز تصحیح مسائل میں سہام اور رؤس سے متعلق قوانین بیان کریں۔ (۲۰)

(ب)محروم اور محجوب میں نیز جد صحیح اور جد فاسد میں فرق واضح کریں۔ (۱۰)

یا

الرد ضد العول ما فضل عن فرض ذوی الفروض ولا یستحق له یرد علی ذوی الفروض بقدر حقوقهم الا علی الزوجین

(الف)ترجمہ کریں؟

(ب)عصبات کی عدم موجودگی میں اصحاب فرائض کو ان کا حصہ دینے کے بعد اگر مال بچ جائے تو اس کا مصرف کیا ہونا چاہیے علماء کا اختلاف بالدلائل نقل کریں۔؟ (۱۵)

(ج)ردعلی ذوی الفروض کی صورت میں زوجین کو مستثنیٰ کیوں کیا گیا ہے؟ وضاحت کریں؟ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر----

سوال ۳۔۔۔۔(الف)عمر کا انتقال ہوا اس نے اپنے ورثاء میں والد، والدہ اور پانچ بیٹیاں چھوڑے ان میں جائیداد کیسے تقسیم ہوگی۔ (۲۰)

(ب)قاسم نے اپنے انتقال پر پوتی سگی بہن، بیوی، اور چچا چھوڑے ان میں سے ہر ایک کو جائیداد میں سے کتنا حصہ ملے گا۔ وضاحت کریں؟

یا

(۱)میت

خاوند	۲ علاتی بهنیں	۲ خیفی بهنیں	والدهه	۱۰

(۲)میت

زوجه	بنتان	اب	ام	۱۰

(۳)میت

ام	زوجه	۵ بجے	بیٹی	۱۰

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) 2008ء

سوال ۱۔۔۔۔جب نقصان کی تعریف کریں نیز حجب نقصان کتنے اور کون سے افراد کے لیے ہے۔ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر----

سوال ۲۔۔۔۔۔۔(الف)اختلاف دارا اور اس کی اقسام کی وضاحت کریں، (۱۰)

(ب):عصبہ بنفسہ کی تعریف کریں نیز کونسی عورتیں عصبہ بن سکتی ہیں وضاحت کریں (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر----

سوال:۔۔۔۔۔(ج)ولاء کسے کہتے ہیں ولاء کو فروخت یا ھبہ کیا جاسکتا ہے یا نہیں وضاحت کریں؟ (۱۰)

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر----

سوال نمبر۳۔۔۔(الف)العول ان یزاد علی المخرج شی من اجزائه اذا ضاق عن فرض ۔عبارۃ مذکورہ بالا کا ترجمہ تحریر کریں۔

(ب)مفقود کی تعریف کریں نیز مفقود کی مدت میں آئمہ کے اقوال تحریر کریں۔ (۱۰)

(ج)مرتد بحدی حرتی کی وضاحت کریں۔

جواب: دیکھیں صفحہ نمبر----

سوال۴:۔۔۔ (الف) زاہد کا انتقال ہو گیا اس نے اپنے ورثاء میں بیوی خنثی، بہن باپ اور دو بیٹیاں اور ایک بیٹا چھوڑے جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟ (۲۰)

(ب) عمر اقبال نے اپنی وفات پر سگی بہن والدہ اور دو پوتیاں اپنے ورثاء میں چھوڑے ان میں جائیداد کیسے تقسیم ہوگی؟ (۱۰)

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال۵:۔۔۔۔۔ درج ذیل صورتوں میں سے میت کا ترکہ کس طرح تقسیم ہوگا تفصیلاً تحریر کریں۔

۱۔ میت..........................

والد   بیٹا   خاوند   (۱۰)

۲۔ میت..........................

بیٹی   پوتی   چچا   (۱۰)

۳۔ میت..........................

خاوند   سگا بھائی   سگی بہن بیٹی (۱۰)

تنظیم المدارس (اہلسنت پاکستان) 2011ء

سوال۱: الف: علم الفرائض کی تعریف، موضوع، غرض، ارکان اور اسباب تحریر کریں۔

ب: ترکہ سے تعلق رکھنے والے حقوق کتنے اور کون کونسے ہیں ترتیب کے ساتھ تحریر کریں؟ سوا

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال۲: الف: کتاب اللہ میں بیان کئے گئے حصے کتنے اور کون کونسے ہیں۔ نیز بنات الصلب (سگی بیٹیوں) کے کل کتنے اور کون کونسے احوال ہیں تفصیلاً لکھیں؟

ب: مسئلہ کے مخرج نکالنے کا طریقہ بالتفصیل لکھیں؟

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال۱: الف: تداخل، توافق، اور تباین کی تعریف مع امثلہ لکھیں؟

ب: عول اور حجب کی تعریفات تحریر کریں؟

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال۱: الف: تصحیح کی تعریف کرتے ہوئے سہام اور رؤس کے درمیان تصحیح کے قواعدِ ثلاثہ لکھیں۔

ب: اصحاب فرائض لہ تعریف کرتے ہوئے بتائیں کہ کل اصحاب فرائض کتنے اور کون کونسے ہیں۔

جواب: **دیکھیں صفحہ نمبر۔۔۔۔**

سوال۱: الف: اولادِ ام (اخیافی بھائی، بہن) کے کل احوال لکھیں اور بتائیں کہ ان حاجب کون کونسے افراد ہیں۔

ب: اگر کوئی ترکہ میں سے کوئی معین چیز لیکر اپنے حصے سے دستبردار ہو جائے تو ترکہ دیگر ورثاء میں کس طرح تقسیم ہوگا۔ جیسے وارثوں میں شوہر، ماں، اور چچا ہیں اور شوہر مہر پر مصالحت کر کے اپنے حصہ سے دستبردار ہوگیا۔

امکانی سوالات

سوال: علم میراث کی تعریف موضوع اور غرض وغائت بیان کریں؟

سوال: میت کے ترکہ کے ساتھ کتنے حقوق متعلق ہوتے ہیں، بیان فرمائیں؟

سوال: اصحاب فرائض کسے کہتے ہیں؟

سوال: اصحاب فروض کتنے اور کون سے ہیں؟

سوال: موانع ارث کتنے ہیں تحریر فرمائیں؟

سوال: تمام اصحاب فروض کے احوال لکھیں؟

سوال: نوع اول اور نوع ثانی کی تشریح کریں؟

سوال: مندرجہ ذیل مسائل حل کریں۔

(الف) زوجہ ۳ اخیافی بھائی باپ **(ب)**۔ زوج ایک اخیافی بھائی چچا

(ج)۔ ایک بیٹی ۳ پوتیاں علاتی بہن **(د)**۔ زوجہ ماں پوتی جدہ صحیحہ جد

(ھ)۔ ۳ پوتیاں ۲ اخیافی بہنیں ایک اخیافی بھائی جدہ

نوٹ: ہر مسئلہ کو حل کرنے کے بعد ان چیزوں کی وضاحت فرمائیں؟ (۱) ہر فریق کو جو مال دیا اس کی وجہ (۲) مسئلہ جس عدد سے بنایا گیا اس کی وجہ (۳) ہر فریق کو جو سہام دیے گئے اس کی وجہ (۴) جس فریق پر کسر واقع ہوئی اس کو تصحیح کے ذریعے حل کریں۔ میت کا وہ مال جو ورثہ پر تقسیم کرنا ہے اس اصل مسئلہ پر تقسیم کرنا ہے، جو حاصل ہوا اس پر فریق کے سہام سے ضرب دیں گے تو ہر شخص کو کتنا حصہ ملے گا۔

سوال: عصبہ کی تعرف، عصبہ کی اقسام مع تعریفات اور وضاحت کریں، اور عصبہ کون کون سے ہیں اور کتنے ہیں؟

سوال: حجب کی تعریف اور اقسام لکھیں اور کونسے ہیں مع تعریفات لکھیں؟

سوال: وارثین کو حجب حرمان کیوں اور کب لاحق ہوتا ہے؟

سوال: عول کی تعریف اور کتنے مخارج میں عول ہوتا ہے کس انداز میں ہوتا ہے؟

(۱) زوج ۲ علاتی بہنیں (۲) حقیقی بہنیں زوج دو اخیافی بہنیں

(۳) زوجہ ماں ۲ حقیقی بہنیں ایک اخیافی بہن

سوال: رد کی تعریف مع قواعد بطور وجہ حصر نیز زوجین پر رد ہوتا ہے یا نہیں اگر نہیں تو کیوں؟

(۱) زوجہ ایک حقیقی بہن ایک علاتی بہن ایک اخیافی بہن

(۲) ۴ بیویاں ۳ دادیاں ۵ اخیافی بہنیں

(۳) بیٹی پوتی جدہ صحیحہ

سوال: تصحیح کے قواعد بطور وجہ حصر بیان کریں اور بتائیں کہ تصحیح میں ذو اضعاف اقل کی کیا اہمیت ہے؟

سوال: مندرجہ ذیل اعداد کا ذو اضعاف اقل نکالیں؟

12:25:26;58: 63:72:92: 92:70:28

سوال: تخارج کی تعریف اور اسکے مفہوم کی وضاحت کریں نیز دو امثلہ تحریر کریں؟

سوال: مناسخہ کی تعریف اور اسکی وضاحت کریں اور مشہور زمانہ میں ایسی مثال دیں جس میں توافق تماثل تباین موجود ہو؟

سوال خنثیٰ مشکل کے وارث کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال حمل کے وارث کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال مفقود کی وراثت کا طریقہ مثال کے ساتھ لکھیں؟

سوال 75 سال میں عبدالجبار کا ہوا جنھوں نے ایک مکان جس کی قیمت 4 لاکھ زمین کی مالیت 24 لاکھ 60 ہزار اور سونا ایک لاکھ 50 ہزار چاندی 50 ہزار ترکہ چھوڑا ہے جبکہ ان پر ایک لاکھ 80 ہزار کا قرض ہے اور ان کی تجہیز وتکفین میں 20 ہزار خرچ ہوئے وصیت کوئی نہیں اور اسکے چار بیٹے تین بیٹیاں ایک بیوی ماں سگا بھائی سوگوار چھوڑے تو مسئلہ حل کریں؟

الغنی پبلشرز کی دیگر مطبوعات
نصاب
مؤطا امام مالک
نصاب
مؤطا امام محمد
تفھیم الطحاوی
آسان متنبی